حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

کارنامۂ مور

یا

مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت یورپ میں

یعنی

تاریخ اندلس اردو

مترجمہ

جناب منشی محمد حامد علی صاحب صدیقی سہارنپوری

بفرمائش

منشی فضل الدین تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت کشمیری بازار

لاہور

سنہ ۱۸۹۸ع

مطبع مصطفائی پریس لاہور

طبع ثانی

قیمت فی جلد [illegible]

محصول ڈاک ۲/

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

بعالیجناب

آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر

ایل ایل۔ ڈی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جواد الدولہ عارف جنگ

دام اللہ ظلہ

سیّدنا

میں نہایت عجز و ادب سے ترجمہ کارنامۂ مرو جو اُس قوم کے اولوالعزم کارناموں کا ایک
عشر عشیر ہے جسکی مرحوم شان و شوکت پر حضور کی نوحہ خوانی نے ایک عالم کو ہلا دیا ہے اور جسکی
اصلاح حال کے لئے حضور نے اپنی عزیز الوجود زندگی کو وقف کر دیا ہے بنام نامی حضور والا

بغرض اظہار شکر و سپاس

اُس بیحد قیمتی ہمدردی و فیاضانہ سلوک کے جو حضور نے تشنۂ علوم مسلمانان ہند کیساتھ ایک علمی کوثر کی شکل میں ظاہر فرمائی ہے

بامید قبولیت معنون کرتا ہوں

ایک خاص وجہ اس کتاب کو حضور مخدوم محسن قوم ساقی کوثر علوم کے نام نامی معنون کرنے کی یہ بھی ہوئی
کہ مترجم نے بایام طالب علمی بورڈنگ ہوس کالج علیگڈھ میں قصد ترجمہ کیا تھا

کمترین

مترجم

Marfat.com

دیباچہ

از طرف مصنف

اسپین کی تاریخ دو متضاد حالتوں کا [illegible] انگیز نقشہ پیش نظر کرتی ہے

بارہ سو برس کا عرصہ گزرا کہ طارق ایک مٹھی بھر مسلمان [illegible] نے اسلام کے [illegible]

ہوا اسپین جو قوم گوتھ کے قبضہ میں تھا شامل کیا۔ تقریباً آٹھ سو برس تک اسپین

اپنے فرمانروایان اسلام کے زیر حکومت براعظم یورپ کے تمام ممالک میں ایک نہایت

مہذب اور شائستہ ملک کی روشن مثال بنا رہا [illegible] جن کی [illegible] کے

کسب کمال اور انجینئری ہنرمندی نے وہ چند زرخیز کر دیا تھا [illegible]

وادی الکبیر اور **وادیانہ** جن کے [illegible] نام [illegible]

یاد دلا رہے ہیں اُن کی سرسبز اور شاداب وادیوں میں [illegible]

اور لٹریچر جن پر یورپ جہ میں تاریکی چھائی ہوئی تھی [illegible]

جرمن۔ انگلینڈ سے متعدد جوق جوق آتے تھے [illegible]

کے سوائے اور کسی جگہ نہ تھا [illegible]

تھے۔ عورتوں کو سنجیدہ علوم حاصل کرنے کی توجہ دلائی جاتی تھی [illegible]

خطابت بھی کرتی تھیں۔ تواریخ۔ ریاضی۔ ہیئت۔ علم [illegible]

اور اسپین ہی میں پوری طرح حاصل ہو سکتے تھے [illegible]

علمی قاعدے سے جہاز و قلعہ بنانے کے ہنر [illegible]

نہایت دشوار فنون اور اُن کے اعلیٰ نتائج کی تکمیل ان ہی [illegible] کے ہاتھ سے ہوئی۔

Marfat.com

رزم و بزم دونوں میں عرصہ دراز تک اُن کا عَلم یکتائی بلند رہا۔ اُن کی بحری طاقت بحر روم کی حکومت کے لئے **فاطمیوں** سے لڑی۔ اُن کی بری طاقت عیسائی حدود کی جانب آتش و شمشیر بکف ہو کر بڑھی۔ خود اسپین کا نیشنل ہیرو (قومی نامور بہادر) سِڈ[1] یا السید عرصۂ دراز تک مسلمانوں کی طرف ہو کر لڑتا رہا۔ اور بجز تعلیم کے خاصہ مسلمان تھا۔ غرضکہ جس چیز سے سلطنت عظیم الشان اور اقبالمند ہو سکتی ہے۔ جو کچھ تہذیب و شائستگی میں افزائش کر سکتا ہے اسلامی اسپین میں موجود تھا۔ ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں کی آخری روک **ملکۂ[2] آزابلا** اور شاہ **فرڈی نینڈ[3]** کے پُرجوش جہاز کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور غرناطہ کے ساتھ ہی تمام اسپین کی عظمت خاک میں مل گئی۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ کچھ عرصہ تک اسلامی شوکت کا پرتو اُس مُلک کی تاریخ پر ایک مستعار روشنی ڈالتا رہا جس کو آفتاب اسلام کی تابندہ شعاعوں نے کبھی حرارت اور روشنی پُہنچائی تھی۔ ملکۂ ازابلا۔ چارلس[4] پنجم۔ فلپ[5] دوم و لمبس[6]۔ کورٹیز[7]۔ پزیرو[8] کے دراز اور مسلسل زمانوں نے اس طاقت و سلطنت کے ختم ہو جانے کے قریب پُہنچے ہوئے لمحوں کے گرد ایک آخری حلقہ باندھ دیا۔ اس کے بعد نفرت انگیز بربادی بدعقیدہ اور تارک المذہب لوگوں سے مواخذہ۔ اور جہالت کا دَور دَورہ آیا جس میں اسپین آج تک مُبتلا چلا آتا ہے جن حصّوں میں علوم کبھی اوج پر تھے اُن میں اسپین کے علماء جہالت اور نالائقی کے لئے مشہور زمانہ ہوئے۔

[1] سِڈ جو "السید" یا "سیدی" کا بگڑا ہوا ہے۔ اسپین کی گیارھویں صدی کا نیشنل ہیرو تھا۔ اس کا اصلی نام **راڈری گوڈیاز آ دبیوار** تھا۔ مورّخ صاحب نے گیارھویں باب میں اس کی مختصر سوانح عمری قلمبند کی ہے ملاحظہ کیجئے زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو "دی سپنش ہیلیڈز بائی لوکھرٹ اینڈ کرانیکل آو دی سِڈ" مؤلفہ و مترجمہ رابرٹ سودی مطبوعہ لنڈن +

[2] ازابلا اور [3] فرڈی نینڈ دونو اسپین کے ہمعصر و ہمدم فرمانروا گزرے ہیں۔ ان کا زمانہ زیادہ تر اس واسطے مشہور ہے کہ کولمبس نے ان کی سرپرستی سے امریکہ دریافت کیا اور اسپین میں مسیحی طاقت کو عروج شروع ہوا +

[4] تا [8] خاندان بوربون جو عربی حکومت کے استیصال کے بعد تخت غرناطہ پر متمکن ہوا اہلنے ہیں +

نیوٹن[1] اور ہارڈے[2] کے معلومات پر مضر مذہب ہونے کے الزام لگائے گئے جس جگہ کبھی ستر پبلک کتب خانے تشنگانِ علم کو سیراب کرتے تھے جس قرطبہ میں کبھی پانچ لاکھ کتابوں کا ذخیرہ رفاہ عام کے لئے فراہم تھا وہاں علم کی طرف سے آخر کو اس درجہ عدم توجہی ہوئی کہ اٹھارھویں صدی تک نئی دارالسلطنت میڈرڈ میں بھی کوئی لائبریری نہ تھا۔ بلکہ حال ہی کے زمانے کا واقعہ ہے کہ مسلمانان اسپین کا سب سے پہلا مؤرخ جو اسپین کے رہنے والا تھا۔ مگر اُس کو اسکوریال کا علمی ذخیرہ دکھلانے سے تعصباً انکار کر دیا گیا۔ سوائل کے سولہ ہزار کارخانے گھٹتے گھٹتے اپنی قدیمی تعداد کا پانچواں حصہ رہ گئے۔ ٹولیڈو اور المیریا کے کسب و ہنر سب نیست و نابود ہو گئے۔ تمام۔ حالانکہ بڑی آراستہ اور کارآمد پبلک عمارات تھیں۔ مگر وہ بھی اس بنا پر بالکل مسمار کر دی گئیں کہ منافی الاندلس مشرکین کی عظمت پر ایک مضبوط دلالت ہے۔ [illegible] عمدہ طریق کی ہنرمندانہ آبپاشی بند ہو گئی تھی وہ سب مسمار و برباد ہو گئے۔ بڑے بڑے زرخیز اور زرریز وادیئے ویران اور غیر مزروع ہو گئے۔ بہت سے شہر جن سے صوبہ اوندلس کا چپہ چپہ معمور تھا منزل ہو کر تباہ ہو گئے۔ مسکنوں۔ جوگیوں اور لٹیروں نے منتخب [illegible] سوداگروں اور مجاہدوں کی جگہ لی۔ یہی وہ متبدل حالت ہے جس میں اسپین مسلمانوں کے نکال کے [illegible] ہوا۔ یہی وہ دو متضاد حالتوں کا دل دکھلانے والا نقشہ ہے جو تاریخ اسپین ہمارے پیش کرتی ہے +

گرحسن اتفاق سے ان دو متضاد زمانوں میں سے پہلے زمانہ کے [illegible] جس میں اسپین فاتحان اسلام کے زیر حکومت اوج پر تھا کہ اُس زمانہ سے جس میں [illegible] کی بدولت ذلیل حقیقت میں [illegible] ہماری کوشش تمام و کمال اس امر پر مبنی رہی ہے کہ مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت میں جو بڑے مشہور اور قابل توجہ واقعات ہوئے ان کو بجنسہ بلا کسی مذہبی یا قومی تعصب کے ہدیۂ ناظرین کریں اور جس طرح ہم نے اُن واقعات [illegible] مشہور افسانوں کو نظر انداز نہیں کیا جو خود ناظرین کی توجہ اپنی جانب کھینچنے [illegible]

---

[1] نیوٹن محقق لا آف گریوٹی یعنی کشش ثقل۔

[2] [illegible] جس نے [illegible] دوران خون دریافت کیا [illegible]
ایک مشہور فزیالوجسٹ تھا۔

ہم نے اُس کشمکش کا صاف نقشہ کھینچنے کی بھی کوشش کی ہے۔ جو قوموں اور مذہبوں میں ختنا اور جو وسطِ زمانہ کے اسپین میں ملکی تحریک پیدا کرنے کا لبِ لباب ہے ؂

جو حضرات مضمون ہذا کو اس تفصیل سے زیادہ دیکھنے کے خواہشمند ہوں جس کی اس کتاب کے صفحوں میں گنجائش نہ تھی۔ اُن کو حسبِ ذیل تصانیف دیکھنی چاہئیں جن کے ہم خود مشکور ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور اور مستند مرحوم پروفیسر ڈوزی کی "اسلامی سلطنت اسپین" چار جلدیں مطبوعہ لندن ۱۹۱۳ء نیز اسی مصنف کی کتاب "ریکرکیز سر ایل ہسٹا ئرات لا۔ لٹریچر ڈی ایل اسپین پنڈنٹ لیموئن ایج" دو جلدیں مطبوعہ پیرس اور لنڈن ۱۸۸۱ء بار دوم۔ یہ دونو کتابیں نہایت قیمتی حالات سے لبریز ہیں۔ اور اگرچہ یہ حالات جس پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں وہ کسی قدر مسلسل اور مکمل نہیں مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ تاریخ اور ادب دونو کے لحاظ سے پسندیدہ ہیں۔ پروفیسر ڈوزی جس طرح خود ایک مشہور مورخ نیز مفسرِ حالاتِ مشرقی تھا۔ اسی طرح اُس کی تصانیف بھی بڑی مدلل اور متبحر عالم کی تصنیف ہیں۔ المقاری کی "تاریخ اسپین مسلمانوں کے حکمران خاندان" کا ترجمہ (دو جلدیں مطبوعہ لنڈن ۱۸۴۳ء) جو ڈون پاسکل ڈی گیانگوز نے کیا ہے بڑی کارآمد کتاب ہے اگرچہ اس پر پروفیسر ڈوزی اور اوروں نے بعض خفیف غلطیوں کی وجہ سے پوچ اور فضول اعتراض کئے ہیں۔ مگر تاہم اُن طالب علموں سے کم شکریہ کے مستحق نہیں کہ جو ؎

"گندم اگر بہم نرسد جَو غنیمت است"

کے مصداق ہیں۔ عربی زبان کی کتاب کا ترجمہ فرنگی زبان میں بیشک نامکمل ہوتا ہے۔ مگر ایسے طالبعلم کے لئے اُس کا مطالعہ خالی از مسرت نہ ہوگا۔ "ڈون پاسکل کی یادداشتیں" قیمتی واقعات کا ایک ایسا ذخیرہ ہے جو اور کہیں نہیں ملسکتا۔ علاوہ ان دو معتبر وسائل کے اور بھی بہت سے مورخ ہیں جن کی تصانیف سے کتاب ہذا کی تالیف میں مدد لیگئی ہے۔ مگر چونکہ اُن کے ترجمے انگریزی میں بہت کم ہوئے ہیں اس لئے عام طلباء کو اُن کی طرف مشکل سے توجہ دلائی جاسکتی ہے "مسلمان عربوں کا عہدِ حکومت" (مصنفہ آگسٹ نیل مطبوعہ اسٹٹ گارٹ) بھی اگرچہ ایک مختصر کتاب ہے۔ مگر عام پسند اور بکثرت مروج ہے اس میں عربی تہذیب کا پورا فوٹو اور نیز اسپین کی شائستگی کے تھوڑے سے حالات ملسکتے ہیں۔ اسپین میں مسلمانوں کے آخری دور دورے کے حالات دیکھنے کے لئے واشنگٹن ارونگ کی دلچسپ کتاب "فتح غرناطہ"

۱؎ اور قیمتی ؂

Marfat.com

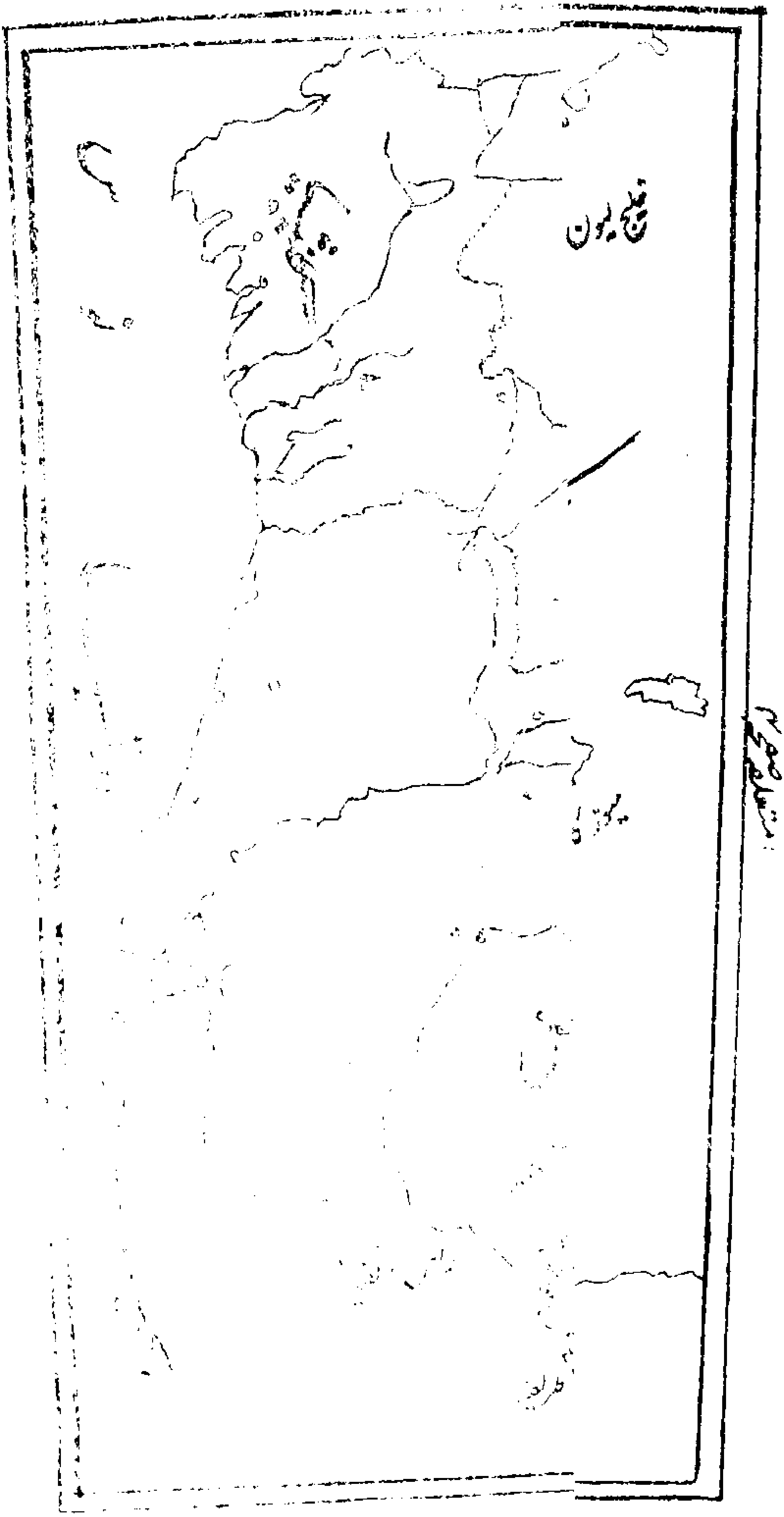

Marfat.com

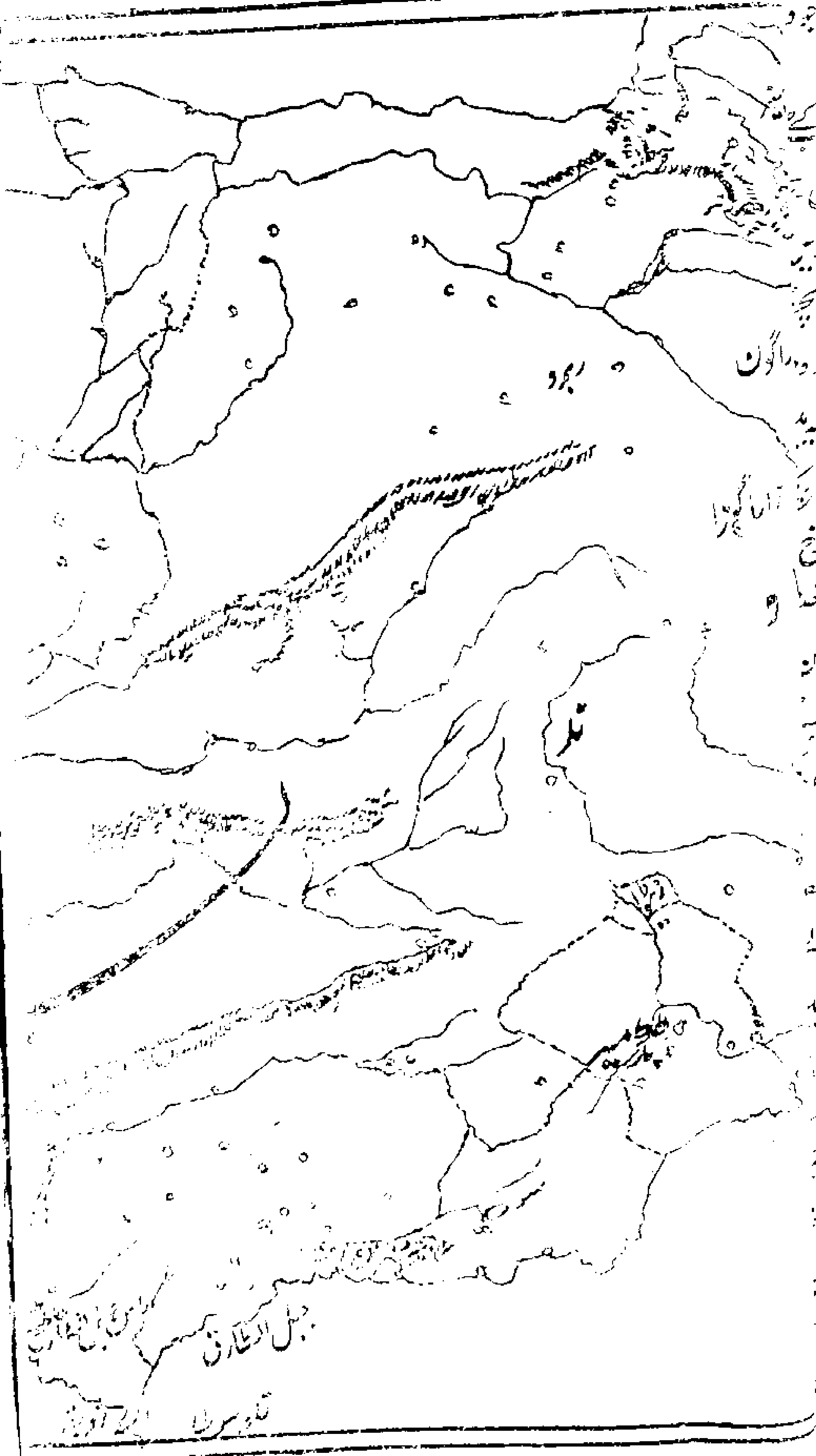

Marfat.com

اور سر ولیم اسٹرلنگ میکسویل کی دلکش کتاب "ڈون جوان آف اسٹریا" جس کا اکثر حصہ کتاب ہذا میں ہے اور قابل مطالعہ کتابیں ہیں۔ بعد سقوط اسلامی سپانیہ کے متعلق تمام تاریخ جو گیانگوز اور ڈوزی سے پہلے لکھی جا چکی ہیں بوجہ اوق ہونے کے متروک ہو گئی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ اُن کے مضامین بیشتر کانڈی کی تاریخ "اسپین میں عرب کی حکومت" پر مبنی ہیں اور یہ کتاب بلحاظ ادب کے قابل قدر ہے۔ مگر تاریخی لحاظ اور نیز اس وجہ سے چنداں قابل وقعت نہیں کہ بعد کو تصانیف میں جس قدر غلطیاں واقع ہوئیں اُن کا منبع یہی کتاب ہے۔ میں نے سنا ہے کہ مس ینگ کی تاریخ "اسپین میں مسلمان اور مسیحی" جو فی زمانہ انگلستان میں بکثرت مروج ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا آیا اُس کی بنا بھی کانڈی کی تاریخ پر ہے یا نہیں۔ مگر اُس کے صفحوں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے مجھ کو نہایت تعجب کے ساتھ دریافت ہوا کہ کتاب مذکور بیشتر اسی وجہ پر لکھی گئی ہے جو کہ میں نے اپنے لئے اختیار کیا ہے۔ میں اس کا مطالعہ بخوف اتفاقیہ تتبع کے نہ کر سکا ؀

[illegible] ڈوزی اور گیانگوز کی امداد اور آرتھر گلمین کی مشترک محنت کا تو میں بدل شکر گزار ہوں ہی مگر میں اپنے دوست ایچ۔ ای۔ واٹس کی مدد بالخصوص اس مدد کا جو انھوں نے اپنی ہسپانی زبان کی امداد سے دی۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ؀

اختتام پر میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اسلامی تہذیب کے موجودہ [illegible] انسانیت اور شائستگی کی طرف مائل رہتے ہیں وہ اپنے مطالعہ [illegible] [illegible] [illegible] کی بنیاد ڈالیں ؀

Marfat.com

تاریخ اُندلس

یا

اسپین میں مسلمانوں کی حکومت

پہلا باب

جب سکندر اعظم کی فوجیں ایشیا کی قدیم سلطنتوں کو پامال کر رہی تھیں تو ایک ملک (عرب) ان خطروں سے آزاد تھا۔ اہل عرب نے اس فاتح دنیا کی خدمت میں کوئی مراسلہ نہ بھیجا۔ یہ دیکھ کر سکندر نے مغرور عربوں کو زیر کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ابھی فوجکشی کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ پیام اجل آ پہنچا۔ اور اہل عرب بدستور غیر مطیع رہے۔ یہ واقع مسیح سے تین سو برس سے بھی پیشتر کا ہے۔ یہ لوگ اُس وقت سے بھی کہیں پہلے سے اپنے ویران جزیرہ نما میں خودسر چلے آتے تھے بلکہ ایک ہزار برس تک اور وہ اس عجیب و غریب تنہائی میں بسر کرتے رہے اُن کے اردگرد کے تمام مُلکوں میں عظیم الشان سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ خود سکندر کے جانشینوں نے شام میں سلطنت سلوکس اور مصر میں سلطنت بطلیموس قائم کر لی ✦

روما بن غطس کے سر پر تاج امیر الجیوشی بھی رکھا گیا۔ بالیز نطائن میں پہلا ایچی

Marfat.com

بادشاہ بھی تخت نشین ہو چکا قیصر کی وسیع اور **بسیط مملکت** پر وحشی قوموں نے حملے
کرنا بھی شروع کر دیئے۔ مگر اہل عرب اُسی طرح بے فکر و آزاد زندگی کے مزے لیتے رہے۔
اُن کے سرحدی شہروں نے قیصران روما سے اگر اظہار اطاعت کیا ہو تو کیا ہو [illegible]
لے اگر اُن کے ویران کوہستانی میدانوں پر متواتر حملے کئے ہوں تو کئے ہوں۔ مگر ایسا انتشار
اور ایسی قائم نہ رہنے والی جنبش اہل عرب کو کسی طرح پریشان نہ کر سکتی تھی۔ اس [illegible] ان
چاروں طرف سے وہ حکمران خاندان گھیرے ہوئے تھے جن کو دنیا کی تاریخ [illegible] کر
اُن کے ریگستانوں۔ اُن کی دلیرانہ شجاعت نے بھی ہر حملہ آوروں کو ہمیشہ [illegible] اور [illegible]
قدامت سے لیکر ساتویں صدی **مسیح** تک اس دنیا سے علیٰحدہ قوم کی حالت بجز اس کے
اور کچھ معلوم نہ ہوئی کہ وہ وجود رکھتی ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے کبھی کسی حملہ آور کو [illegible] کے بدون
نہیں چھوڑا۔ مگر دفعۃً اہل عرب نے اپنا پہلو بدلا اور عزلت نشینی کو چھوڑ کر دنیا کی **سطح** پر نکل آئے
اور نہایت مستعدی سے اُس کو فتح کرنا شروع کر دیا۔ اُن کی زندگی کا بنیادی ورق ایک شخص نے
اُلٹ دیا یعنی حضرت **محمد رسول** صلے اللہ علیہ وسلم عربی نے ساتویں صدی مسیح کے شروع میں
دین اسلام کا وعظ شروع کیا چونکہ اس دین کے اصول ایسی قوم کے گوش زد ہوئے جس میں قبول اور
متاثر ہونے کی پوری استعداد تھی لہذا باعث **انقلاب** ہوئے جو تعلیم ان کو دی گئی تھی وہ
نہایت سیدھی سادی تھی حضرت رسول عربی نے وہی عبرانی مذہب اختیار کر کے جس کے بہت سے فرقے
کثرت عرب میں موجود تھے حسب ضرورت اس میں تغیر و تبدل کر دیا اور اس طرح بت پرستوں کی
قوم کے لئے ایک نئی ہدایت کے پیرایہ میں وحدانیت کا وعظ شروع کر دیا۔ جو نہ رکھنے والی [illegible] یہ
اس سادے اور جوش نہ رکھنے والے مذہب نے عرب میں پیدا کی اگرچہ اس کو پوری طرح سمجھانا محال
ہمارے لئے خالی از وقت نہ ہوگا۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے مذہبی انقلاب ہمیشہ [illegible]
ہیں۔ اور یہ کہ ہر مذہب کے ذاتی اثر میں ہمیشہ ایک پوشیدہ اور مخفی **قوت جاذبہ** ہوتی ہے
رسول عربی صلے اللہ وسلم یہاں تک راست باز تھے کہ جو مذہب اُن کے [illegible]
گرمجوشی اور ایمانداری سے انہوں نے اسی کی اشاعت کی اور اسی کی [illegible]
کی علانیت۔ بانی مذہب اور اُن کے پیروؤں کی سرگرمی اس **نتیجہ انقلاب** کے جوش پیدا
کرنے کے لئے کافی تھا جس کو عام زبان میں جوش مذہبی کہتے ہیں حضرت **محمد رسول** صلے اللہ علیہ وسلم
سے پیشتر اہل عرب مخالف قبیلوں اور فرقوں کا ایک مجموعہ تھا۔ جو ہمیشہ [illegible] مہمان نوازی اور [illegible]

Marfat.com

شجاعت کی جوش بادیہ نشینوں میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے اور لوٹ مار کرتے پڑے رہتے تھے۔ رسول عربی نے [illegible] ان کو قوم اسلام کی شکل میں متحد کیا اور ان کے دلوں کو شہادت کی اُمنگوں سے لبریز کیا۔ اور ان کی لوٹ کی حرص میں بنی نوع انسان کو امرِ حق کی اشاعت کا بالاتر حوصلہ اور بڑھا دیا۔ اور وفات سے پہلے پہلے تمام عرب پر قابض ہو گئے +

وہ متحد قبائل جنہوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ دفعۃً اردگرد کے ملکوں میں پھیل کر حیرت زدہ قوموں کو مطیع کر لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین یعنی خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلامی فوجوں نے فارس، مصر، شمالی افریقہ (بربر) کوہ ہرقل کے میناروں تک اور ہندوستان اور وسط ایشیا میں دریائے آکسس سے لیکے سواحل بحر اوقیانوس تک موذنوں کے نعرۂ اللہ اکبر سے تمام دشت و جبل گونجنے لگے +

مسلمانوں کی پروگرس (ترقی) ایشیائے کوچک میں شاہ بوزنطہ کی فوجوں نے بند کر دی اور بالآخر اس [illegible] کی [illegible] صدی سے پیشتر پوری نہ ہو سکی جبکہ عثمانیہ ترکوں کی تلوار نے قسطنطنیہ کا غرور سر جھکا دیا۔ اسی طرح بحیرۂ روم کے شمالی ساحل پر بھی شاہ یونان کے ایک بہادر کارروائی اور [illegible] مسلمانوں [illegible] اسلامی [illegible] میں ممالک پر حملہ کرنے کے لئے [illegible] طور سے فتح کر لیا تھا۔ ایک قلعہ سبتہ والا [illegible] ہی کے زیر حکومت رہا۔ مگر یہ قلعہ [illegible] قسطنطنیہ سے [illegible] کہ اس کی حفاظت کا بوجھ شاہ اسپین پر ڈال دیا گیا مگر برائے نام شاہ یونان کے مقبوضات میں خیال کیا جاتا تھا۔ مگر مدد و معاونت ہمیشہ شاہ ٹولیڈو (طلیطلہ) سے کرتا تھا پس یہ بات کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی کہ [illegible] شاہ اسپین قلعہ سبتہ کے گورنر کو [illegible] سکتا تھا و مسلمانوں کی اُٹھتی ہوئی موج کے مقابلہ پر ضرور سدی کافی ہوتی۔ گر وہاں تو اتفاق ہی کچھ اور ہوا۔ [illegible] زمانے کا یہ ذکر ہے اس وقت جولین گورنر سبتہ اور راڈرک شاہ اسپین کے درمیان کچھ چشمک تھی چنانچہ اس چشمک ہی نے مسلمانوں کے لئے دروازہ کھول دیا +

اس وقت شاہ اسپین قوم وزی گاتھ کے قبضے میں تھا۔ قوم وزی گاتھ ان مشہور وحشی قوموں میں سے تھی جنہوں نے رومائی متنزل سلطنت کے صوبوں کو تاراج کر ڈالا تھا گاتھ ایک ایشیائی قوم تھی جن میں سے اسٹرو گاتھ (مشرقی گاتھ) تو اطالیہ پر مسلط ہو گئی تھی۔ اور

Marfat.com

وزی گاتھ (مغربی گاتھ) قوم سیوئی یا سوئے بین اور نیز جرمنی کی اور وحشی قوموں کو برطرف
کرکے یا فتح کرکے پانچویں صدی مسیح میں سلطنت روما کے صوبہ آئی بیریا (سپین) پر قابض
ہوگئی تھی جو رنگ رلیاں اور ذلیل پست مشاغل سلطنت روما کو دنیا کے اور حصوں میں
تباہ کرچکی تھیں۔ وزی گاتھ نے یہاں آکر بھی موجود پائیں۔ دنیا کی اور بہادر نامور قوموں
کی طرح جب اہل روما اپنی تیغ بے دریغ کو مسجود خلائق بنا کر اپنا مقصد پورا کرچکے تو اپنی گذشتہ
محنتوں کا تکان رفع کرنے کے لئے حسب حصول اطمینان کے ساتھ ہی تجمل میں مشغول اور
یہاں تک دولت و تجمل اعانت دیتی ہے عیش و عشرت میں مستغرق ہوگئے۔ اہل روما
اب وہ بہادر اور سیدھی سادی زندگی بسر کرنے والے اہل روما نہ رہے تھے کہ قیصر یا کسی ہیرو
کے ذرا سے اشارہ سے ہل اور کھیت چھوڑ چھاڑ کر تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ دیں اور اپنا
پیارا ملک بچانے یا دوسرا ملک فتح کرنے پر کمر باندھ لیں۔ خاص سپین میں اس وقت یہ حالت
تھی کہ فقط امرا تو بجز نفس پروری اور تن آسانی کے دوسرا کام جانتے ہی نہ تھے گویا ان کا تو
منشاء پیدائش ہی اکل و شرب اور لہو و لعب عام تک محدود تھا۔ اب رہے عوام الناس سو ان
میں یا تو غلام تھے یا مزارعے۔ غلاموں کے تھے اپنی روزی روٹی کی مشکل جو نہ تو خود زمینوں سے
بےدخل ہوسکتے تھے ورنہ زمینیں ہی ان سے چھڑائی جا سکتی تھیں بلکہ حسب ضرورت
زمینوں کے ساتھ ہی دوسرے مالک کے پاس منتقل ہو جاتے تھے۔ دولتمندوں اور غلاموں کے
درمیان ایک متوسط قوم بھی تھی جن کو عرفی اہل شہر یا رذیل کہتے تھے۔ ان بیچاروں کی
سب سے زیادہ کمبختی تھی کیونکہ جملہ مہمات سلطنت کا دارومدار انہیں پر تھا۔ ٹیکس پیدا کرنے
تنخواہ جات اور ملکی خدمات یہ بجا لاتے تھے اور ان سب پر طرہ یہ کہ دولتمندوں کی بجا آرائش
و تعیشات کی سنجیاں بھی یہی پوری کرتے تھے۔ جب سارے قوم کی اخلاقی حالت اس درجہ
تک خراب ہو اس میں وہ اسباب لوازم کہاں جو ایک اولوالعزم اور مہیب حملہ آور قوم کا مقابلہ
مقابلہ لاسکتے۔ دولتمند تو اب عشرت میں ایسے محو تھے کہ نئے آمدہ کی خبر پاتا
سے چھکا دیتیں۔ ان کی تلواریں مدت سے زنگ کی کھی زنگ خوردہ
قضا کی نیند ہی سو رہی تھیں۔ رہے غلام سو ان کو کیا تھا دوسرے آقا کے پاس جا
ہیں اور سمجھتے تھے کہ اس کیا ہے موجودہ حالت شاید ہی بدتر
ہو یا نہ ہو ساتھ بات تھی انجام و نتیجہ جان لب ہو گئے تھے کیونکہ ان مظلوموں کو وقت

Marfat.com

تو زیادہ کرنا پڑتا تھا اور نفع کچھ بھی نہ تھا +

ایسی شائستہ جماعتوں سے جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ایک جری اور شائستہ فوج تیار کرنا بالکل ناممکن تھا۔ پس قوم گاتھ بلا تکلف اسپین میں داخل ہو گئی۔ تمام شہروں اور قلعوں نے خوشی سے دروازے کھول لیئے اور اسپین میں رومن کی ٹمٹماتی ہوئی **سوسائٹی** اور **گورنمنٹ** نے اُن کے سامنے آسانی سے سر جھکا دیا حقیقت یہ ہے کہ ایلنز۔ وانڈال۔ سوبوئی، وحشی قوموں کے حملے مدتوں سے قوم گاتھ کے گویا پیش خیمے تھے جنہوں نے اُن کے لئے پہلے ہی اس قدر رستہ کھول دیا تھا کہ وہ بلا تکلف منہ اُٹھائے چلے آئیں۔ اور اسپین کے رومن تہذیب یافتہ باشندے خوب جان چکے تھے کہ وحشی قوموں کے حملے کیا کیا آفتیں سر پر لاتے ہیں۔ اُن کے شہر جلائے گئے اہل و عیال غلام بنکر بکے۔ اُن کے جو چند سردار مردانہ سفاہت سے پیش آئے وہ **مُشتِ خاک** بطور **نشانِ لوح** ہونے کی وجہ سے قتل ہوئے یہ تمام نقصانات اُن کے چشم دید تھے۔ وہ یہ بھی خوب دیکھ چکے تھے کہ وحشیانہ جور و ستم کا ملک پر کیا اثر ہوتا ہے۔ وبا قحط۔ ویرانی۔ تمام مال برباد فاقہ مستی۔ شریف گردی۔ بدگلی یہ سب سبق وہ پہلے ہی سے پڑھ چکے تھے۔ چنانچہ اسی واسطے اُنہوں نے آسانی سے سر جھکا دیئے اور حلقہ بگوش بن گئے +

آٹھویں صدی کے آغاز پر جس وقت اسلامی سیلاب بحر ظلمات کے ساحل افریقہ کو عبور کر کے اس ہلال کی تیغ میں اندلس کے زرریز میدانوں کی طرف بڑھنے کے لئے سمٹا تو اُس وقت گاتھ کی عمر اسپین میں دو سو برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔ یہ عرصہ ملک کی ردی حالت کی اصلاح کرنے اور اہل ملک کو تازہ جوش جوانی سے مالا مال کرنے کے لئے کافی تھا جو ایک پرانی تہذیب یافتہ قوم کو ناشائستہ مگر دلاور قوم کے اختلاط سے حاصل ہوتا ہے لیکن اسپین کو ترقی دینا گاتھ کیلئے ضروری یا اُن کے علم مناسب کیوں تھا۔ اس لئے کہ گاتھ نرے بہادر۔ قوی الجسہ عیش پسندگی کی خرابیوں سے آزاد ہی نہ تھے بلکہ مسیحی بھی تھے اور اپنے طریقے میں پکے مسیحی تھے جب وہ اسپین میں آئے تو اہل اسپین برائے نام مذہب مسیحی رکھتے تھے۔ کیونکہ شاہ قسطنطین نے اگرچہ مذہب مسیحی کو بادشاہ وقت کا مذہب بنا کر بہت کچھ پھیلایا تھا۔ تاہم مغربی صوبوں میں بہت کم تھا اور جو تھا وہ نہایت متزلزل حالت میں تھا۔ اب گاتھ جیسی جاہل مگر پابند مذہب قوم کے آنے سے اسپین میں جہاں بت پرستی کی کساد بازاری ہو چلی تھی۔ اس نے مذہب میں خالص تر عقیدہ مندی پیدا ہونے کا گمان غالب تھا **کیتھولک پریسٹ** بھی

Marfat.com

آئندہ صحیح قائم کرنے کی پختہ اُمید کرتے تھے مگر افسوس! جو نتیجہ ہوا وہ اس امید باری کی کسی طرح تصدیق نہیں کرتا۔ اگرچہ گاندھی نے کبھی خلاف ورزی مذہب تو نہیں کی مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اُنہوں نے مذہبی کاموں کو ہمیشہ اپنی معصیت کاریوں کا کفارہ قابل محض سمجھا۔ اُنہوں نے کبیرہ گناہ کئے اور منفعل و معترف بقصور رہے۔ توبہ کی مگر بلا اثر ندامت گناہ پر گناہ کرتے رہے جس طرح اُن سے پہلے روسی [illegible] بدکردار تھے ویسے ہی وہ ہو گئے۔ افسوس لقب مسیحی کے فخر نے اُنہیں بہکایا کہ وہ [illegible] اپنی اصلاح حال میں کوشش کرنے سے باز رکھا **حلقہ بگوش** مزارعان کی حالت تو کبھی کبھی زیادہ واجب الرحم اور بدتر حالت تھی وہ زمینوں اور زمینداروں سے نہ صرف وابستہ ہی تھے بلکہ اُن کی اجازت بدون شادی تک نہ کر سکتے تھے اور اگر کہیں ارد گرد کے ہمسایوں میں بلا اجازت کبھی لیتے تو اُن کے بال بچے مختلف زمینداروں میں تقسیم ہو جاتے تھے اوسط درجے کے فرقے یعنی [illegible] ادا کرتے تھے اور اس وجہ سے بسا اوقات خانہ ویران اور فاقہ مست ہو جاتے تھے [illegible] اسی طرح متعدد اشخاص کے قبضے میں تھیں بڑی جاگیریں اُسی طرح [illegible] تھیں [illegible] کی زندگی اس قدر تلخ تھی کہ [illegible] کی صورت پاس نہ [illegible] ہو جاتی تھی۔ وہ کہتے ہیں جو پہلے [illegible] کبھی **اخوت** کا دعویٰ کرتے تھے جب دولتمند اور جاگیردار ہو گئے تو انہوں نے بھی وہی [illegible] اختیار کر لیا اور اپنے [illegible] غلاموں اور حلقہ بگوش مزارعوں کے ساتھ [illegible] کرنے لگے۔ دولتمند [illegible] دولت پرستیوں اور [illegible] میں مستغرق ہو گئے [illegible] سلطنت کا چراغ گل [illegible] بت پرستوں کے مذہبی شائستہ [illegible] خباثت سے [illegible] گئی تھیں تو اُن کے برابر تو ہو سکتی تھیں مورخ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] حکومت مسیحی کا کوئی سبب [illegible] لکھتا ہے کہ "شاہ [illegible] بادشاہ [illegible] [illegible] شاہ [illegible] اپنے اسلاف [illegible] کے وقوعات مابعد نے ان خرابیوں کو بڑی وسعت دی [illegible] منزل تہذیب قوموں کی برائیوں سے [illegible] رکھتی [illegible] **انقلاب** سلطنت سے اہل ملک کے اخلاق کی [illegible] ہو سکتی۔ ؎

؎ ملاحظہ [illegible] تاریخ [illegible] جلد ۲ باب ۱

Marfat.com

سپین کے تمدن اور ملک داری کی یہ حالت تھی جب وہ سیلاب جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے عرب کے اس کی حدود کی طرف بڑھا۔ تمام ملک بگڑی ہوئی شخصی سلطنتوں میں منقسم تھا۔ بڑی بڑی جاگیریں حلقہ بگوش فرمان کے زیر کاشت تھیں جنکی حالت نہایت متزلزل اور مایوسانہ تھی۔ بڑے بڑے رؤساء ریاستوں کی جھڑپ سے بالکل خراب خستہ ہو گئے تھے۔ دولتمند نشۂ عیش میں مدہوش تھے۔ جبل الطارق سے اس طرف تو یہ حالت تھی اور اس طرف **شیران اسلام** خیمہ زن تھے جن میں ہر شخص زور آزما و قوی پنجہ تھا جن کے سینوں میں نئے مذہب کا جوش بھرا تھا جن کو طفولیت ہی سے قواعد رزم سکھائے جاتے تھے جنکی زندگی بالکل سیدھی سادی اور بانکے سپاہیوں جیسی تھی اور جن کے دل اس نخوت و مشرکین کے زرخیز صوبوں کو تاخت تاراج کرنے کے **شوق** سے لبریز تھے۔ پس ایسے فریقین کے درمیان لڑائی کا جو فیصلہ ہو سکتا ہے اس میں کس کو شک ہونا۔ اور بالفرض اگر امکان شک ہوتا بھی اس کو باہمی دغابازی نے حملہ آوروں کے حق میں تائید آسمانی بنکر بالکل رفع کر دیا ◆

رازرق نے شاہ ڈزا کو سلطنت سے برطرف کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لے لی لیا معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ نے پرواز حکومت تو بہت اچھی طرح اٹھایا مگر آخر کار جاہ و حشمت کی حرص میں ڈوب گیا۔ اس کی شہوت پرست عیش پسند طبیعت نے ان بھڑک اٹھنے والے اسباب میں بارود کا کام دیا جو اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھی اور جن کو شعلہ زن ہو کر سلطنت کو خاکستر کرنے میں ایک ذرا سی چنگاری کی ضرورت تھی۔ اس وقت سلطنت سپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں یہ دستور تھا کہ ہر شہزادہ اپنے بچوں کو خاص عرصے کے لئے دربار میں اس غرض سے بھیجا کرتے تھے کہ شاہی آداب بزم۔ تہذیب و تربیت حاصل کریں۔ چنانچہ **کونٹ جولین** گورنر سبوٹا نے [illegible] میں بیان کیا گیا ہے کہ سوطا شاہ یونان سے برائے نام متعلق تھا بلحاظ مدد و اعانت تقریباً شاہ سپین کا مطیع تھا) حسب دستور اپنی دختر فلورنڈا کو تولیڈو (طلیطلہ) بھیجا تھا کہ ملکہ کی کنیزوں میں تعلیم و تربیت پائے۔ یہ لڑکی نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ شاہ رازرق کا فرض تھا کہ اس لڑکی کی عصمت کو اپنی بیٹیوں کی طرح محفوظ رکھتا۔ مگر افسوس! اس نے تمام فرائض منصبی کو نسیاً منسیاً کر کے اس کے دامن عصمت کو خود آلودہ کر دیا۔ یہ ایک بڑی بھاری بے عزتی تھی۔ کیونکہ جولین کی بی بی شاہ ڈزا کی حقیقی بیٹی تھی۔ گویا لڑکی کی بے عزتی سے تمام خاندان گاتھ کی بے عزتی ہوئی ◆

لڑکی نے اس غم و غصہ میں اپنے باپ کو خط لکھ کر ایک معتبر غلام کو بلایا اور اس کو اپنا دستی خط دیکر کہا کہ اگر تجھے شہزادیوں کے لطف اور **نایٹ** جیسے اعلیٰ عہدے کی عزت حاصل کرنے

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۲

طائف

Marfat.com

Marfat.com

کی آمادہ ہے تو یا خیال دنیات خشکی ذری ہوا ہو جا اور جس قدر جلد ہو سکے یہ خط خاص کونٹ جولین کے ہاتھ میں جاوے ۔

کونٹ جولین کو شاہ راڈرک سے رشتہ اتحاد قائم رکھنے کی کوئی وجہ ہی نہ تھی۔ کیونکہ اول تو شاہ وٹزا سے اُس کی نہایت قریب رشتہ داری تھی (یعنی اُس کا خسر تھا) اور شاہ وٹزا وہ تھا جس کو راڈرک نے تخت سے برطرف بلکہ غالباً مار کر قتل ہی کر دیا تھا۔ پس ایسے ظالم غاصب قاتل سے موافقت رکھنے کی اُسے کیا ضرورت تھی۔ دوسرا سبب اُس کی بیٹی کی بے عزتی کے ساتھ شاہی خاندان کا تعلق کی بے عزتی ہوئی جس نے اُس کے آہستہ آہستہ سلگتے ہوئے کینہ کی آگ کو مشتعل غیظ و غضب کے شعلوں تک بھڑکا دیا۔ اگرچہ بربر کے حملوں کو وہ اب تک بہادری کے ساتھ روکتا رہا تھا۔ مگر اب اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی بیٹی کی خواب گاہ کے دامن کا داغ بجا طور پر زیادہ کوشش نہ کرے اور مسلمان اگر اس کا بدلہ لینا چاہیں تو انہیں اس کا راستہ بتانے پر تیار ہوں ۔

بدلہ لینے کے جوش میں جو کر جولین نے فوراً بادشاہی کی طرف رخ لیا اور وہاں پہنچ کر اپنے آئندہ خیالات کو اس چالاکی سے چھپایا کہ راڈرک سے جس کو اپنے ہم رتبہ سے تعلقات اور اُس کے ساتھ رہنے کے شوق نے اقتدار ایک راز کیا ہوا تھا اور اکرام سے پیش آیا اور ملاقات کرا کے اُس ذرا سی بات میں اس کا مشورہ کیا جب جولین کی بیٹی آ گئی۔ اُس نے علاوہ جرائم کی ذمہ داری کے اور بیوی اُس کے بعد اپنی بیٹی کی طرف سے اپنا کین جتا اور اُن کے مقابلے کے لئے تیار رہنا اس کے بعد جولین نے اپنی مظلوم بیٹی فلورنڈا کو ساتھ لے کر واپس ہوا۔ اور شاہ راڈرک کو نہایت خوش اور مطمئن چھوڑا۔ رخصت ہوتے شاہ مذکور نے اُس سے چند باتیں کیں کہ شاہی بازوں کی شدید ضرورت ظاہر کی اور ان کے لئے فرمائش کی۔ جولین نے جواب میں کہا کہ آپ کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ایسے باز بھیجوں گا جو آپ نے مدت العمر بھی دیکھے ہوں گے نہ سنا ہوگا۔ یہ کہہ کر اس پر اپنی جو ایسی بات کہی

جولین نے سوٹا لوٹ دیا ۔

جولین نے واپس ہوتے ہی امیر موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ سے ملاقات کی جس کے ساتھ اُس کی فوجیں بڑی تعداد میں تھیں۔ یہ پہنچ کر اُس نے کہا آج سے میری اور تمہاری لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سے ہم اور تم دونوں دوست ہوتے ہیں اور آپ کے لئے میں اس سے

اسپین کی زرخیزی اور خوبصورتی کے افسانوں سے عربی جنرل کے دل میں شوق پیدا کیا۔ اُس کے صاف و شفاف چشمے۔ سرسبز و شاداب چراگاہیں۔ لذیذ انگور۔ خوشگوار زمینوں۔ اُس کے عالیشان شہر اور شاہی محل اور گاتھ کے لبریز خزانے۔ اور کہا کہ یہ ایسا ملک ہے جہاں گویا شہد و دودھ کی نہریں بہتی ہیں۔ **موسیٰ**! صرف نہانے جانے کی دیر ہے۔ گئے اور فتح ہوا۔ میں خود تمہیں راستہ بتلاؤں گا اور اپنے ہی جہاز دوں گا۔ مگر عربی جنرل ایک مرد دانا اور دوراندیش تھا اُس نے خیال کیا ممکن ہے کہ جولین کی اس تجویز میں جو اچھی خاصی دعوت ہے کوئی **دامِ تزویر** ہو۔ پس اُس نے خلیفہ دمشق کی خدمت میں ایک قاصد بھیجکر استمزاج کیا۔ اور ساتھ ہی اطمینان کے لئے پانسو آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جمعیت بسرداری **طارف** جولین کے چار جہازوں میں اس لئے روانہ کردی کہ سواحل اندلس پر لوٹ مار کے حملے کرکے چلے آویں یہ واقعہ ۷۱۰ء کا ہے۔ اہل عرب نے اُس وقت تک بحر روم میں جہاز رانی شروع نہ کی تھی اس واسطے موسیٰ نے نہ چاہا کہ اس مختصر سی جمعیت سے زیادہ آدمی سمندر کی بلاخیز موجوں میں جھونک دئے جاویں ۔

طارف اپنی خدمت کو پوری طرح انجام دیکر کامیابی کے ساتھ جولائی میں واپس آیا۔ اسپین میں وہ اول مقام پر اُترا تھا جو اب تک اُس کے نام سے **طاریفا** مشہور ہے۔ اُس نے **الجیراس** کو لوٹا۔ اور گاتھ کی بے پناہ سلطنت کے جو فسانے کونٹ جولین کی زبانی سُنے تھے اُن کی تصدیق کی۔ اور خوب جان لیا کہ حملہ آوران عرب کا میری نیک نیتی اور نمک حلالی پر مدار ہے۔ مگر باوجود اس غیر متوقع کامیابی کے موسیٰ نے زیادہ جرأت نہ کی۔ اُدھر خلیفہ دمشق نے بھی تمام افواج اسلامیہ کو ایسے نامعلوم خطرہ میں ڈالنے سے بتاکید منع کر بھیجا۔ اور صرف چند چھوٹے چھوٹے لوٹ مار کے حملے کرنے کی اجازت دی۔ لیکن آخر کار فتح کی امنگوں نے عربی گورنر کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور دوبارہ قسمت آزمائی پر آمادہ کردیا۔ چنانچہ ۷۱۱ء میں جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ رازرق اضلاع شمالی میں قوم باسکش کی آتش بغاوت فرو کر رہا ہے۔ تو وقت کو غنیمت جان کر اُس نے سات ہزار آدمیوں کی ایک مختصر جمعیت جس میں اکثر مور باشندگان بربری تھے۔ بسرداری طارق سواحل اندلس پر پہلے کی طرح حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ اس مہم میں حد امید سے زیادہ کامیابی ہوئی طارق اول الامر ایک **قلعۃ الاسد** پر جو آج تک اُس کے نام سے جبل الطارق یا جبرالٹر مشہور ہے اور یہاں سے بعد فتح **قرطیہ** اندرونی حصوں کی طرف بڑھا۔ وہ زیادہ دُور نہ گیا تھا جو اُس کو معلوم ہوا کہ گاتھ ایک ٹڈی دل شاہ رازرق کے ماتحت مقابلہ کے لئے آ رہا ہے۔ چنانچہ دونوں فوجیں ایک چھوٹے سے

Marfat.com

دریا کے کناروں پر مقابل ہوئیں جس کو مسلمان **وادی بکا** کہتے ہیں اور جو وادی بیت کے متصل بہتا ہے پچھلا دریا اس طریفالگر کے پاس ہو کر سٹریٹ تین کو جاتا ہے ❖

اسپین میں جو فسانے زبان زد عوام الناس ہیں۔ اُن میں یہ حالات نہائت عجیب و غریب پیرایے میں بیان کئے گئے ہیں۔ کہتے ہیں یہ واقع مذکورالصدر سے کچھ عرصہ پیشتر ایک دن جب شاہ راذرق قدیم دارالخلافہ ٹولیڈو (طلیطلہ) میں جشن نوروزی کر رہا تھا تو اچانک دو بوڑھے آدمی دربار میں داخل ہوئے۔ یہ دونو پرانی وضع کے سفید جبّے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے لمبے لمبے خوشنما پٹکوں پر منطقۃ البروج کی تصویریں منقش تھیں جن میں سے بیشمار گچھے کے گچھے لٹک رہے تھے۔ شاہ راذرق کے سامنے آ کر بعد ادائے مراسم شاہانہ انہوں نے اس طرح خطاب کیا۔ "اے بادشاہ قدیم زمانہ میں جب **شاہ ہرقل** نے سمندر کے کنارہ پر وہ مینار نصب کئے جو آج تک اسی کے نام سے مشہور چلے آتے ہیں تو اُن کے ساتھ ایک نہایت عالیشان اور مضبوط عمارت بشکل گنبد اس قدیم شہر کے حوالی میں بنوا کر اُس میں ایک طلسم رکھا اور اُس کو آہنی کواڑوں اور چوکھٹ سے محفوظ کر کے اُس میں فولادی قفل ڈالدئے اور بنظر دوراندیشی و احتیاط یہ انتظام کیا کہ ہر نیا بادشاہ جو سریر آرائے سلطنت ہو اپنے نام کا ایک علیحدہ قفل دروازے پر لگا دے اور یہیں خیال کر کہ مبادا وقت افشائے راز نہ ہو۔ یہ پیشین گوئی کی جو شخص مخفیات گنبد کو طشت از بام یا کم از کم دریافت کرنے کی کوشش کریگا۔ وہ سخت مصائب و آفات میں مبتلا ہو گا چنانچہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ہرقل کے زمانے سے لے کر اس وقت تک گنبد کی حفاظت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کبھی کسی کو اُس میں گھُسنے نہیں دیا۔ اگرچہ بعض بادشاہوں نے اسرار گنبد کو دریافت کرنے کی کوشش بھی کی مگر اُن کے اس ارادہ کا انجام یا تو موت یا کوئی آفت ناگہانی ہوئی۔ غرض دروازہ سے آگے قدم رکھنا آج تک کسی کو نصیب نہیں ہؤا۔ اے بادشاہ اس وقت ہم حضور میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی اپنے نام کا ایک علیحدہ قفل لگا دیں" ❖

یہ کہا اور سلام کر کے دونو رخصت ہوئے۔ ادھر شاہ راذرق جب اس حیرت انگیز قصہ کو بغور سن چکا تو اس کے دل میں دریافت راز کا شوق پیدا ہوا اور یہاں تک غالب ہوا کہ اُس نے [illegible] ایک ہی عہدہ دار نے اُس کو متنبہ کیا اور کہا کہ آج تک گنبد کے اندر کوئی شخص زندہ داخل نہیں ہؤا ہے اور **قیصر اعظم** بھی اس قسم کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ **نقادیم کہنہ** میں بھی لکھا ہے کہ گنبد کا بھید کوئی دریافت نہ کر سکیگا۔ مگر ایک بادشاہ جو اپنے سلسلہ میں اخیر ہو گا

Marfat.com

اور اُس کو بھی یہ امر اُس وقت پیش ہوگا جبکہ سلطنت اُس کے ہاتھ سے نکل جائیگی جب باہمی نفاق و بیوفائی اُس کی بیخ و بنیاد کو کھوکھلی کردیگی اور غضب الٰہی نازل ہوگا۔ مگر شاہ رازق ان تمام نصیحتوں کے برخلاف ایک روز بہت سے سواروں و پیادوں کو جلو میں لیکر گنبد کی جانب روانہ ہوا ۔

یہ گنبد کئی چٹانوں کے بیچ میں ایک بلند قلعہ کے درمیان واقع تھا۔ اس کی دیواریں سنگ مرمر اور سنگ زبرجد سے بنائی گئی تھیں جن پر نہایت نازک اور دقیق نصیحتیں کندہ تھیں اور جو اس قدر صاف شفاف تھیں کہ باوجود اس قدر پرانے ہونے کے آفتاب کی دست درازیوں کی تاب نہ لا سکتی تھیں۔ گنبد کا دروازہ پورے پتھر سے تراش کر بنایا گیا تھا جس کے کواڑوں پر ہرقل سے لیکر وٹزا کے زمانہ تک تمام شاہانِ سلف کے ہاتھ کے بھاری بھاری قفل پڑے تھے۔ دروازہ کے دونوں جانب دو دو بوڑھے کھڑے تھے جو دربانی پر حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے ہرچند شاہ رازق کو منع کیا۔ اور سخت مصیبت کی پیشین گوئی کی لیکن جب اُن کی کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی تو ناچار وہ بھی کمربستہ ہوگئے اور شاہ رازق کے جوان سپاہیوں کے ساتھ تمام دن اُن بھاری قفلوں کے کھولنے میں مصروف رہے۔ بالآخر قریب غروب آفتاب تمام قفل کھل گئے اور بادشاہ نے اپنے ہمراہیوں کے دروازہ کی جانب بڑھا اور کواڑ کھولکر اول ایک وسیع کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کمرہ کے دوسری جانب ایک اور ایسا ہی دروازہ تھا جس سے پاس کے کمرہ میں راستہ جاتا تھا۔ اس دروازہ کے سامنے اس طرف پیتل کی ایک بڑی مہیب خوفناک مردانہ تصویر استادہ تھی اور ایک بھاری گرز ہاتھ میں لئے دمبدم زمین پر مارتی تھی۔ یہ دیکھ کر تھوڑی دیر تک تو شاہ رازق خوف و حیرت میں غرق رہا۔ لیکن جب اُس کے سینہ پر یہ فقرہ "میں اپنا فرض منصبی پورا کرتا ہوں" کندہ دیکھا تو اُس کا حوصلہ بڑھا۔ اور اُس کو قسم دیکر کہا" مجھ کو گذر جانے دے میرا ہرگز یہ منشا نہیں کہ اس گنبد کو ضرر پہنچاؤں یا اس کے درپئے تخریب ہوں صرف راز دریافت کرنا چاہتا ہوں"۔ اتنے ہی طلسمی تصویر یک بیک گرز تھام کر خاموش کھڑی ہوگئی۔ بادشاہ مع اعیان و ارکان اُس کے پیچھے سے گذر کر دوسرے کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کمرہ کی دیواروں پر جابجا ہر قسم کے قیمتی پتھر نصب تھے اور عین وسط میں ہرقل کے ہاتھ کی ایک میز بچھی تھی جس پر ایک صندوقچہ رکھا تھا۔ صندوقچہ پر یہ عبارت کندہ تھی "تمام مخفیات گنبد اس بکس میں ہیں بجز ایک بادشاہ کے اس کو کھولنے کی اور کوئی جرأت نہ کرسکیگا۔ لیکن ذرا اس کو خبردار اور ہوشیار رہنا چاہئے۔ کیونکہ قسمت اُس کو عجیب و غریب اتفاقات دکھلائی دینگے جو مرنے سے پہلے اُسے پیش آئینگے ۔"

Marfat.com

متعلق صفحہ ۱۷

بیجاپور کی ایک عمارت

Marfat.com

Marfat.com

جب شاہ رازرق نے کمرہ کھولا تو بجز ایک بڑی ڈھال کے جو دو سی تختیوں سے بنی ہوئی تھی [illegible]
اور کچھ نہ نکلا۔ وصلی پر گھوڑے کے سواروں کی تصویر بنی ہوئی تھی جن کے چہرے نہایت خونخوار
اور بھیانک تھے اور جو پوشاک پہنے ہوئے تھے مسلح تھے۔ پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی "[illegible]
اے بادشاہ! ان لوگوں کو جو تجھے سر پر نظر آتے ہیں سمجھ کہ آئیں گے اور تیرے ملک پر قبضہ کر لیں گے
وصلی پر لکھا واقعی وہی تھا۔ شاہ رازرق اور اس کے ہمراہیوں نے دفعتہً میدان جنگ میں گھوڑوں کا
شور اٹھتے ہوئے سنا [illegible] سواروں کی طرح حرکت کرتے ہوئے
اور اس مرقع میں ایک حقیقی کارزار کا سا منظر کیا۔ بالآخر شاہ رازرق کی آنکھوں کے سامنے
اس حال عجیب و حیرت میں [illegible] واقعات ظاہر ہونے لگے جو بالترتیب ایک دوسرے کے
بعد دکھلائی دیتے تھے [illegible]

[illegible]

اور جادو اور بشارات غیب آفات کے باب میں ہوا کہ گنبد میں فوراً اسی وقت آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور سب چیزیں جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس جس جگہ زمین پر یہ خاکستر ہوا سے اڑ کر گری وہیں ایک قطرہ خون پیدا ہو گیا ۔

متوسط زمانہ میں اسپین اور عرب دونوں ملکوں کے مورخوں نے اس قسم کے حیرت انگیز اور بعید از قیاس واقعات نہایت خوشی سے قلمبند کئے ہیں اور چونکہ یہ شگون طرفین کو لڑائی سے پیشتر پیش آئے ان سے ان کے حزن و مسرت کا خوب اندازہ ہوتا ہے ۔

اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ رسول عربی بنفس نفیس طارق کے پاس تشریف لائے اور اس کو تسکین دے کر کہا کہ طارق ! لڑو اور فتح کر لو ۔

فریقین جو دلوں میں اپنے مذہب کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر اعلیٰ سمجھتے تھے ان کے خواب و خیالات خواہ کچھ ہی ہوں۔ ہم کو بحیثیت تاریخ نویسی ان سے بحث نہیں مگر لڑائیوں کا جو نتیجہ ہوا اس میں امکان شک نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بعد میں طارق کے پاس پانچ ہزار بربری سپاہیوں کی کمک اور پہنچ گئی تھی مگر تاہم کل فوج بارہ ہزار سے تو کسی صورت میں زیادہ نہ تھی۔ حالانکہ شاہ رازرق کے پاس اس سے چھ گنے فوج مسلح تیار تھی۔ مگر اس موقع پر یہ امر قابل لحاظ ہے کہ حملہ آور وہ بہادر اور جری سپاہی تھے جن کی نہ میں شجاعت اور جنگجوئی تھی۔ اور مزید برایں اس موقع پر ایک نامور صف شکن کے زیر کمان تھے۔ اور ان کے مقابل کون تھے۔ انہیں حلقہ بگوش یا بمنزلہ حلقہ بگوش مزارعوں کی ایک بھوڑی جماعت تھی جو تمام ملک کا ظلم سہتے سہتے تنگ آ گئی۔ اور جن کے سپہ سالاروں میں اور دغا باز اور دل کے بہے تھے۔ یہ شاہ وٹزا کے طرفدار اور رشتہ دار تھے یہ لوگ اگرچہ بظاہر شاہ رازرق کی تعمیل احکام کے لئے ہر وقت دست بستہ موجود تھے۔ مگر حقیقت میں ان کا دلی منشاء تھا کہ جس طرح ہو اس کو بیچ میدان میں تنہا چھوڑ کر دشمن سے جا ملیں۔ اور لڑائی کا فیصلہ اسی کے حق میں کریں۔ ان بدنصیبوں کو اپنے پیارے وطن اور ہموطنوں کے ساتھ دغابازی کرنے کا خیال بھی نہ تھا۔ بلکہ وہ تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ حملہ آوروں کو صرف غنیمت کی حرص یہاں تک کھینچ لائی ہے۔ چنانچہ جب لوٹ کے مال و دولت سے ہاتھ رنگ چکیں گے تو اپنے ملک کو واپس چلے جائیں گے اور اس طرح شاہ وٹزا کا خاندان پھر تخت اسپین پر برقرار ہو جائیگا۔ حاصل امید

---

* یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مورخ صاحب کو باوجود بے انتہا منصف مزاج اور غیر متعصب ہونے کے طارق اور اس کے دلاوروں کی بہادری تسلیم کرنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے ۔

Marfat.com

پر انہوں نے دشمن کی مساعدت کی تھی جس سے ملک سپین آخر کار آٹھ متواتر صدیوں کے لیے مسلمانوں کی حکومت میں آ گیا۔

جب مسلمانوں نے حریف کی ٹڈی دل فوج کو اپنے مقابلہ پر صف آرا دیکھا اور شاہ راڈرک پر جو ایک جگمگاتے ہوئے خیمے کے سایہ میں شاہانہ لباس اسلحہ زیب تن لئے ہیبت کا تودہ بنے بیٹھا تھا نظر ڈالی تو ذرا دل شکستہ ہو گئے۔ مگر شیر دل طارق فوراً آگے بڑھ کر للکارا کہ خبردار اے دلاوران عرب! اے شیران اسلام! تم دیکھ رہے ہو کہ تمہارے آگے دشمن اور پیچھے سمندر ہے۔ پس بھاگ کر [illegible] ہے تو موت اس میں کہ تکلف شیوہ و جامہ زناں نہ پوشید۔ ہاشمی تلوار کے جوہر دکھلانے کا یہی تو وقت ہے۔ یہ سنتے ہی بزدلوں کے حوصلے بڑھ گئے اور سب یکدل و یک جان ہو کر چلا اٹھے کہ اے طارق ہم سب طرح تیار ہیں اور جہاں تم چلو تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہیں۔ یہ کہا اور فوراً اپنے سردار کے ساتھ دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ آٹھ روز تک برابر لڑائی کا بازار گرم رہا اور لڑائی بالکل دو طرفی ہوتی رہی۔ اس موقع پر دونوں نے اپنی اپنی فوج کے اٹھتے ہوئے جوش و دل کو جو نہایت زبان نہایت ولولہ انگیز زبان میں بیان کی ہیں درج ذیل ہیں۔ شاہ راڈرک نے منتشر اپنی فوج کی صف بندی کی۔ مگر افسوس! شاہ ڈرک کے شتر سواروں نے بیچ میدان کے ساتھ چھوڑ کر دم بھر میں ایک عبرت انگیز و حسرت خیز سین کر دیا۔

شاہ راڈرک کا نوحہ

شاہ راڈرک کو شکست ہو گئی تو جنگ آزما سپاہیوں نے [illegible] وقت بالکل بے یار و مددگار ہو گیا۔ خود شاہ راڈرک نے آخری میدان جنگ سے بھاگ کر [illegible] کر لیں اور اس حسرت کی حالت میں اپنے بہت خیر خواہ [illegible] [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] شعروں سے خیال رہیدہ ہو گئی ہے [illegible] [illegible] [illegible] جو لگے تھے سپاہ زمانے نوا [illegible] [illegible] جس پر جوار [illegible] ہوئے تھے [illegible] اور اس کی [illegible] کے [illegible] ہوئی ہے اور [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور یہاں سے [illegible] [illegible] بیان ہے

آخری نظارہ کر رہا ہے وہ اس بلندی سے دیکھ رہا ہے کہ اسپین کا پھریرا خون میں تر بتر پڑا ہوا ہے۔ فتح کے نعرے اور عربوں کے حقارت آمیز شور سنکر وہ اس وقت نہایت پژمردہ اور سہما ہوا ہے اور متحیر و متفکر چاروں طرف میدان میں دیکھ رہا ہے شاید اُسکو اپنے بہادر سپاہیوں اور دلیر سپاہیوں کی جستجو ہے۔ مگر افسوس! وہاں کشتوں کی لاشوں کے سوا کوئی ایسا بھی نہیں کہ لاشوں کو شمار کرے۔ جہاں تک اُسکی نگاہ کام دیتی ہے اُس کو خون کے سوا اور کچھ نہیں دکھلائی دیتا۔ اب اسکو اپنی بربادی کا بالکل یقین ہو گیا وہ ہرچند اپنے آپ کو نوشتہ تقدیر پر صابر کرتا ہے مگر اُسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برس رہا ہے اور وہ کہ رہا ہے کہ آہ کل تو میں اسپین کا شاہنشاہ تھا آج کیا ہو گیا۔ کل تو نہایت عالیشان اور حسن و دولت کی بخشائشوں سے معمور قلعے میرے اور میری فوجوں کے مسکن تھے آج میرے لئے بھی کہیں سونے کی جگہ نہیں! کل تو ہزاروں خدام میری خدمت کے لئے دست بستہ حاضر تھے آج اس بیکسی میں میرا کوئی غمخوار بھی نہیں! دُنیا کی بے ثباتی جاہ و حشمت! اے یہاں کی قدیم رہنے والی خوشبو! اب مجھ کو تم سے بالکل نفرت ہے۔ تم نہایت ذلیل ہو۔ افسوس میری آنکھیں اس وقت کدھر رہیں پر کھُلی ہیں۔ آہ کیسی منحوس گھڑی تھی جب گنج عدم کی تنہائی کو چھوڑ کر میں اس عالم میں ہر گز پیدا ہوا تھا کیسی نامسعود ساعت تھی جب اس خطہ عظیم میں مجھے سرداری کی مستعار عزت بخشی گئی تھی۔ کیا دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی حرماں نصیب ہو گا؟ کیا آج مجھ سے۔ نہیں نہیں شاہنشاہ اسپین کو اس غربت و بیکسی میں آفتاب غروب ہو گا؟ اے موت! اے واماندگان روزگار کو نجات دینے والی موت! افسوس آج تو بھی سست ہو گئی! تو ہی خوف نہ کر۔ آ لے اسپین کا [illegible]

اس زمانہ کے حالات دریافت ہوتے ہیں اس طرح مشہور ہے مگر یہ بات کہ شاہ راڈرک کہاں گیا؟ اور اس کا کیا انجام ہوا آج تک ایک سر غامض سمجھی جاتی ہے اس واقعہ کے دوسرے دن [illegible] اسکی جوتی اور گھوڑا وادی لیت کے کنارہ پر ملے لیکن اُسکی لاش کا کہیں پتہ نہیں ملا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دریا میں ڈوب مرا اور موجیں اُسے سمندر میں بہا لے گئیں مگر اہل اسپین کا یہ عقیدہ نہیں وہ اُسکی موت کو جو امر حقیقی تھا امر غیبی میں ملتبس کرتے ہیں جو اُن کے اعتقاد کے بموجب اُس کی زندگی تک فانی نہیں ہوا جس طرح ویلز کے قدیم افسانوں اور قصوں میں شاہ آرتھر کی زندگی مشہور رہی (اور جس طرح بموجب تاریخ ہیرودوٹس سائرس یعنی کیخسرو کی نسبت قدیم اہل فارس میں مختلف حکایتیں مشہور رہیں) کہ وہ پھر ایک مرتبہ آ کر اُن کی حمایت کریگا۔ اسی طرح اہل اسپین کے

Marfat.com

قدیم فسانوں میں خاندان گاتھ کے آخری بادشاہ رازرق کی نسبت بھی یہ روایت مشہور ہے کہ وہ میدان سے زخم کھا کر مرنے سے پہلے اپنی آرامگاہ سے جو ایک جزیرہ میں ہے واپس آئیگا - اور مسیحیوں کو مشرکین کے مقابلہ پر صف آرا کریگا چنانچہ بموجب اس کے شاہ رازرق نے باقی عمر زہد و تقویٰ و ریاضت و پرہیزگاری میں گذاری اور کبائر و صغائر کی سزا میں رفتہ رفتہ زہری سانپوں سے کٹوا کر مرنے کو جان کی معصیت کاریوں کا کفارہ پورا ہو گیا اور جسمانی اذیت نے اُسے روحانی سزا سے بچا لیا اور اس جزیرہ میں نقل مکان کر گیا اور اس کی رعیت سال تک اس کی آمد آمد اور فتح و نصرت کا انتظار کرتی رہی۔

Marfat.com

دوسرا باب

فتح کی شرح

[illegible] فتح کے بعد موسیٰ گورنر افریقہ نے [illegible]
[illegible] امیر المومنین ولید [illegible]
[illegible] تمام مسلمان [illegible]
[illegible]
کیا ہے [illegible] واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں [illegible]
کے [illegible] تمام ملک [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ میں [illegible] اور اسکے
بارہ ہزار [illegible] نے صرف ایک [illegible] میں تمام جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ چونکہ زیادہ جرأت اور بے جا آزمائی کی ضرورت نہ رہی تھی کیونکہ [illegible] ابھی پوری طرح مطیع نہ ہوئے تھے۔ وہ سب جگہ [illegible] رہتے اور اپنے اُن کے زیر کرنے کو معمولی احتیاط و استقلال کافی [illegible]۔ چنانچہ [illegible] کر کے فوراً آگے بڑھا اور اگرچہ اسی اثنا میں موسیٰ گورنر افریقہ نے جسے اپنے ماتحت لفٹنٹ کی خلاف توقع کامیابی اور ناموری پر رشک پیدا ہو گیا تھا ایک باضابطہ فرمان بھیجکر آگے بڑھنے سے منع بھی کیا مگر اولوالعزم طارق نے اس حاسدانہ برتاؤ کی ضد کی ذرا پروا نہ کی اور اپنی چھوٹی سی جمعیت کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما کو چھان ڈالا۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے جملہ امصار و قلعہ جات کو فتح کر ڈالا۔

مغیث جو طارق کا نائب سردار تھا۔ سات سو آدمیوں کا ایک دستہ لیکر قرطبہ کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچکر شام تک تو ادھر اُدھر درختوں کی آڑ میں چھپا رہا۔ اندھیرا ہوتے ہی شہر کی طرف بڑھا۔ بارش اور اولوں کے ایک سخت طوفان نے جسے مسلمان اپنے حق میں تائید آسمانی خیال کرتے ہیں اُن کے گھوڑوں کے سموں کی آواز کو دور پہنچنے سے روکدیا تا آنکہ نواحی شہر میں پہنچکر اُن کو ایک چرواہے سے معلوم ہوا کہ فصیل شہر میں کسی مقام پر شگاف ہے چنانچہ مسلمانوں نے اسی جگہ سے دھاوا کرنے کا ارادہ کیا۔ فصیل سے ملا ہوا ایک انجیر کا درخت کھڑا ہوا تھا ایک جوانمرد سپاہی جو نہایت تیز و طرار تھا موقع پا کر جلدی سے اسی درخت پر چڑھ گیا اور وہاں سے فصیل پر کود کر اپنا عمامہ نیچے لٹکا دیا اور

Marfat.com

اس ترکیب کمند کے ذریعہ سے اپنے دل کی ... [illegible]
[illegible]
کو فتح کر لیا ۔

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

بہت چکا تھا سپاہ زیادہ تر شہید ہو گئے۔ جب تدمیر نے اپنا افسوس ناک انجام دیکھا تو فوراً اپنے نوجوان غلام کو جو
کا لباس پہنا کر اور خود صلح کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر بطور سفیر مصالحت کے لئے شہر سے نکلا۔ جب مسلمانوں کے
لشکر میں پہنچا تو عربی جنرل نے اس کو عام سپاہی سمجھا۔ بلکہ ایلچی سمجھ کر نہایت عزاز و اکرام سے اس کا استقبال
کیا۔ تدمیر نے عربی جنرل کی طرف مخاطب ہو کر کہا "میں حاکم شہر کی طرف سے ایسی شرائط پر آپ سے صلح کرنے آیا ہوں
جو آپ کی شہرت، صلح جوئی اور رحم و مروت سے بعید نہ ہوں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ فصیل شہر اور اس کے ناکے کس قدر
محفوظ ہیں اور کہاں تک محاصرہ کو سہ سکتے ہیں۔ لیکن جنگ کا اندیشہ حاکم کو یہ بات منظور نہیں ہے کہ اپنے
سپاہیوں کو ناحق دشمنوں کی تیغ کی نذر کرے۔ آپ وعدہ فرمائیں کہ اہل شہر کو مع اپنے اہل و متاع نکل جانے
کی اجازت ہے۔ کل صبح وہ شہر خالی کر کے آپ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ ورنہ ہم ہر طرح تیار ہیں۔ حتیٰ کہ ہم میں
سے ایک بھی زندہ نہ بچے۔"

المغیث الرومی کو یہ بات بہت پسند آئی چنانچہ وہ انہیں شرائط پر راضی ہو گئے اور شرائط طے ہونے
کے بعد جب عہد نامہ لکھا گیا اور اس پر عربی جنرل کی مہر لگ گئی تو تدمیر نے بھی اپنے دستخط کر دئے
اور عہد نامہ کو لے کر کہا "حاکم شہر میں ہی ہوں"۔ اس کارروائی کے بعد تدمیر مع اپنے نوجوان غلام کے
شہر میں واپس گیا۔

صبح وہ شہر پناہ کھلا۔ حسب قرار داد ایک انبوہ کثیر نکلنا شروع ہوا۔ سب سے پہلے تدمیر اور اس کے
نوجوان غلام تھے جو اسلحہ سے آراستہ تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک جم غفیر عمر رسیدہ مردوں، عورتوں
اور بچوں کا نکلا۔ عربی جنرل ایسے متحیر ہو کر تدمیر سے پوچھا "میں باور کرتا کہ وہ سپاہی کہاں ہیں
جو کل تک فصیل شہر کی محافظت کر رہے تھے" تدمیر نے جواب دیا "سپاہی تو میرے پاس ایک
بھی نہیں [illegible] سب آپ کے سامنے موجود ہیں۔ انہیں عورتوں سے میں نے اپنی فصیل شہر کی
حفاظت اور آراستہ کی تھی۔ اور یہ غلام ہے۔ اس کو اپنی محافظ یا سپاہی۔" المغیث تدمیر کی
اس ہوشیارانہ کارروائی اور دانشمندانہ حکمت عملی پر بہت ششدر رہ گیا۔ اور اس قدر خوش ہوا کہ اس کو صوبہ مرسیا
کا گورنر مقرر کر دیا۔ جو آج تک اسی کے نام سے تدمیر پکارا جاتا ہے۔ ہر چند کہ باعتبار پولیٹیکل لائف کے
اہل عرب [illegible] تھے مگر بلحاظ فنون جنگ ایسے معلوم ہوتا ہے اس حالت میں بھی ان کو قواعد رزم
سے نہ صرف واقفیت ہی تھی۔ بلکہ پورا کمال بھی تھا چنانچہ انہوں نے بہت جلد اپنے خطاب کو اس درجہ تک
پہنچا دیا جو ناموری (ناموری بہادر) کو زیبا تھا۔ اور جس کی وجہ سے سینکڑوں برس بعد تک اہل اسپین باوجود
فتحیابی ان کو "ناموران یا بہادران غرناطہ" "جنگجو" یا "البیٹ" کے معزز خطاب سے مخاطب کرتے رہے۔

Marfat.com

اسی اثناء میں طارق بڑھتے بڑھتے ٹولیڈو یعنی دارالسلطنت تک جا پہنچا۔ اصل میں وہ سرداران گاتھ کی تلاش میں تھا۔ اور اس کو امید تھی کہ یہ لوگ قلعہ میں پائے جائیں گے۔ مگر یہاں پہنچ کر جب شہر مذکور پر جو صرف یہودیوں کی حفاظت میں تھا وہ قابض ہوا۔ تو اس کو معلوم ہوا کہ سرداران مذکور وہاں سے بھی مفرور ہو گئے اور کوہستان آسٹریا میں پناہ گزین ہوئے صرف بعض دغاباز لوگ مثل کونٹ جولین و شاہ وٹیزا کے رشتہ داروں کے رہ گئے جن کو عہدہ اعلیٰ اعلیٰ عہدے دیئے گئے۔ غرض جب تمام سردار اس طرح مفرور ہو گئے اور میدان صاف ہوا۔ تو مسلمانوں کا قدم ملک سپین میں جم گیا اور کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا۔ اسپین درحقیقت خلفائے اسلام کی [illegible] سلطنت کا ایک جزو بنایا گیا جو ہندوستان ہندوکش سے لے کے بحر شمال کے کناروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور جس کا مرکز شہر دمشق تھا۔ فتح سپین میں جو کسر باقی رہ گئی تھی اس کو موسیٰ گورنر افریقہ نے پورا کر دیا۔ جب اس نے فتح مند طارق کی متواتر کامیابیوں کا حال سنا تو ایک [illegible] لے کر [illegible] تاکہ وہ بھی اس فتح [illegible] میں شامل ہو جاوے۔

[illegible] سرحد [illegible] کو عبور کر کے [illegible] اور میریڈا [illegible] اتفاقات [illegible] طارق اور اس کے [illegible] مانت [illegible] نہیں [illegible] مسلمانوں کی [illegible] اس کے بعد موسیٰ نے اس کو قید کیا جب [illegible] اس نے [illegible] موسیٰ کو [illegible] اور طارق کو [illegible] بحال [illegible]

[illegible]

کرکاسون اور تربون شہروں پر قابض ہو گیا۔ اور ان مقامات کو اپنی فتوحات کا مرکز گردان کر گنڈی اور ایکوئی ٹینا پر حملے کرنا شروع کر دئیے لیکن ۷۲۱ء میں ایوڈ یز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا نے مسلمانوں کو شہر ٹولوز کی فصیل کے نیچے شکست فاش دی۔ تاہم اس طرف کی مزاحمت نے انہیں بر دو چند تیزی سے مغرب ہی کی طرف مائل کر دیا چنانچہ ان اطراف میں انہوں نے بیون کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ قوم سن سے خراج لیا اور ۷۳۰ء میں ایوگنن پر قبضہ کر لیا اور یہاں سے ارد گرد کے اضلاع پر چھاپے مارنے لگے۔ صوبۂ ناربون کے جدید گورنر عبد الرحمن نے تمام گال کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور ایوڈیز جو فتح ٹولوز پر نازاں ہو کر خود مسلمانوں کے ملک پر فوج کشی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس کے تمام زیر و زبر کو خراب کر کے ٹوکونیز اور ایکوئی ٹینا پر چڑھائی کی اور دریائے گارون کے کناروں پر خود ایوڈیز کو شکست فاش دیکر اس طرح اسکی خواب پریشان کی تعبیر دی۔ یہاں سے مظفر و منصور ٹورز کی طرف بڑھا جہاں اس کو درگاہ سینٹ مارٹن کے خزانہ کا پتہ لگا تھا۔ اُدھر سے چارلس پسر پپن دی ھیرسٹال جو اس وقت فرانس کا اصلی بادشاہ تھا۔ اس کے استقبال کو بڑھا۔ کیونکہ میرو ونجین بادشاہ لوتھار جس کا کچھ اقتدار نہ تھا یہ تاب مجال نہ رکھتا تھا کہ اپنے طاقتور عبد الرحمن کے خلاف مرضی کوئی کام کرے۔ پواکٹرز اور ٹورز کے درمیان دونوں سرداروں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان خوشی خوشی میدان جنگ کی طرف بڑھے کیونکہ ان کو وادی لیت کی فتح ثانی کی امید تھی اور پیلبس سے لے کے مارسیلز تک تمام دلکش فرانس کو اپنا پیش پا افتادہ شکار خیال کرتے تھے۔ اس موقع پر تمام یورپ کے لئے ایک نہایت نازک اور مشہور نتیجہ نکلنے کو تھا چنانچہ یہ لڑائی دنیا کے پندرہ فیصلہ کر دینے والی لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔ گویا جس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے آج عربی اور فرانسیسی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں۔ وہ یہ تھا کہ "یورپ میں دین محمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اشاعت ہو۔ یا برستور دین مسیحی جاری رہے۔ آیا آئندہ نوٹرڈیم مسجد ہو یا گرجا۔ بلکہ شاید یہ بھی کہ آیا سینٹ پال جب کبھی تعمیر پا کر تیار ہو تو اُس کی سقف نگاری میں حمد و ثنائے کردگار کی آوازیں کس طرح بلند ہوں؟ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر سے یا آواز جیسس گلوریا سے۔ اگر مسلمانوں کے پروگریس ٹورز پر مسدود نہ کیجاتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ انگلش چینل پر وہ خود ٹھہر جاتے۔ مگر جیسا کہ نوشتۂ تقدیر تھا مسلمانوں کے حملوں کی اٹھتی ہوئی موج کا جیسے زما تھا جس کے بعد فوراً جزر شروع ہو گیا۔ چارلس اور اُس کے فرانسیسی بہادر بیبین کے گاتھ اور روس کی طرح زنانہ مزاج نہ تھے۔ با عتبار جفاکشی

Marfat.com

اور نبرد آزمائی۔ اگر زیادہ نہیں تو مسلمانوں کے مدِّمقابل تو ضرور تھے۔ بلکہ اُن کے خوبصورت اور شاندار قدوں نے اُن کو کامیابی کا مزید بریں موقع دیا۔ چھ دن تو معمولی جواب وسوال اور چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں گذر گئے۔ ساتویں دن عام بازار جانفروشی گرم ہوا۔ شہزادہ چارلس اپنے لشکر سے نکلا اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا اس دلیری سے آگے بڑھا کہ کسی کو اُس کے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور دائیں بائیں اس قدر سخت وار کئے کہ اُس روز سے اُس کا نام چارلس مارٹل (کارل آودی ہیمر) مشہور ہو گیا۔ بہادر سردار کی اس دلیرانہ جانبازی سے فرانسیسیوں کا دل بڑھ گیا۔ اور ایک جھٹے ہوئے جوش اور صف شکن طاقت سے مخالفین پر ایک ساتھ لا گرا یا مسلمانوں کی صفیں تہ و بالا ہو کر منتشر ہو گئیں اور میدان سے بھاگ نکلیں۔ اس جنگ میں اُن کی اس قدر خونریزی ہوئی کہ یہ واقعہ اندلس میں مدتوں تک ایک لرزانے والے حادثہ سے یاد رہا۔ اور میدان "گنج شہدا" مشہور رہا۔

اس فیصلے سے مغربی یورپ تو اس بلا کے خوف سے آزاد ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے ہو گیا ادھر مسلمانوں کو اس سے اس قدر نقصان پہنچا کہ سپین کی آئندہ متواتر صدیوں کی تاریخ میں پھر کبھی اُن میں سے کسی نے فرانس کا رخ نہیں کیا۔ ناربون اور اُس کے اضلاع پر جو کوہ پیرینیز کے ڈھلوان جانبوں کی حد بندی کرتے ہیں بیشک وہ کچھ عرصے بعد بھی تاخت و تاراج اور حکومت کرتے رہے۔ بلکہ صوبہ پروونس بھی اُن کے تاخت و تاراج کا ہدف بنا رہا۔ مگر اس کے آگے اُن کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ میدان ٹورز کے خوفناک معرکے نے جس طرح فرانس کی آزادی کا ہمیشہ کے لئے ایک فیصلہ کر دیا تھا۔ اسی طرح اسلام کی فتوحات کی بھی حد قائم کر دی تھی۔ فرانس کے سرسبز و شاداب میدانوں میں مسلمان سمندر کی پُرجوش موج کی طرح بڑھ آئے تھے۔ مگر اب قسمت نے اور چارلس نے گویا اُن کو بآواز بلند سنا دیا "یہاں تک تو بڑھ آؤ لیکن آگے نہ بڑھو۔ آگے تمہارے مغرور قدم روک دئیے جائینگے۔" وہ شاداں و نازاں دلوں پر اپنے حریف ہمسایوں کی دلیری و بہادری کا ایسا سکہ بٹھا گئے کہ اُن کی انتہائی تاخت و تاراج کی تکلیفوں کو وہ طیب خاطر برداشت کرتے تھے مگر انہوں نے فتح پیرینیز کا ارادہ ایک دفعہ سے زیادہ نہیں کیا۔ اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اسپین بلحاظ بیان ثانی لوئی دینی و دنیوی حریف مسلمانوں کی آنا و حکومت تھا اس کو پیرینیز کے پہلی طرف سخت گوانگی باعتبار دین عیسی کے ایسے نہیں قبضہ بند ہونے کے قیصل شکن گویا اس کا عین

نہ ہی تھا۔ باعتبار ایک اولوالعزم اور فتح نصیب بادشاہ ہونے کے اُندلس میں ایک حریف خود سر سلطنت کا وجود گویا اُس کے کشاں تھا۔ آخر یہ ہوس نکالنے کے لئے اُس کو ایک موقع ہاتھ آگیا یعنی جب خاندان بنی اُمیہ کے سب سے پہلے بادشاہ کے جلوہ افروز سریر مملکت ہونے سے اُن کے مخالف گروہوں نے حسب عادت فتنہ وفساد برانگیختہ کئے۔ تو خود مفسدین نے ہی شارلیمین کو عربدہائے موجودہ میں دخل انداز ہونے اور غاصبوں کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے بُلا بھیجا۔ سپین کے قدیم مؤرخوں کے نزدیک یہ فتنہ و اشرار یعنی ولید شاہ تلی جیسی تھا جس نے شارلیمین کو اپنی مدد کے لئے بُلایا تھا۔ لیکن زیادہ ترقرین قیاس یہی ہے کہ یہ دعوت بعض شکستہ دل مُسلمان سرداروں کی طرف سے تھی جو عبدالرحمٰن مرد قبیلہ بنی اُمیہ کا جاہ وحشت دیکھ سکے اور اس لئے اس کی حکومت تسلیم کرنے سے انہوں دین اسلام کے ازلی دشمنوں کی اطاعت قبول کرنی زیادہ مناسب سمجھی ؛

الغرض یہ دعوت اُن کی داعیانہ خواہشات کے لئے تازیانہ تھا کیونکہ شارلیمین کو سکسونی کی سرکوبی سے ابھی فرصت ہوئی تھی۔ ان کا سردار وٹی کنڈ جلاوطن کر دیا گیا تھا اور اس کے سرداروں نے جو تہ اپیر تھوڑی تھی بے وریورن (ایک دریا کا نام) پر بااثر نصرانیت ہو گئے تھے بعد ازاں الغرض شارلیمین کو دوسری فتح کی تدابیر عمل میں لانے کے لئے ذرا سی فرصت ملی۔ بنا برآں پایا کہ وقت شارلیمین بادشاہ سپین پر حملہ کرے۔ اور اس نے مفسدین سپین کو مختلف مقامات پر بغاوت شار کئے اُس کو مدد دیں۔ لیکن قرطبہ کے فرمانروا خاندان کی ہوشیاری سے تمام بے ناکامی ختم ہوئے۔ کیونکہ مفسدین سپین نے غنیمت زبانی ہی تیغ و سپر پھینک دی اور جب شارلیمین سپاہ اور سلسلہ پرینیز سے گزرا اور سپین پہنچا تو اپنے تئیں بے یار و مددگار پایا تاہم اس نے زیرا گوزا کا محاصرہ کر دیا۔ جو اچانک خبر پہنچی کہ وٹی کنڈ نے جلاوطنی سے واپس آکر سکسنی کو دوبارہ برانگیختہ کردیا جو پر آمادہ فساد ہو کر کولون تک چڑھ آئے ہیں۔ ناچار اسے لوٹنا پڑا اور کیا چارہ کار نہ تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو واپس ہو کر اپنی سلطنت کی حفاظت کرے۔ واپسی میں وہ خود تو مع دستہ باڈی گارڈ جلد جلد قدم بڑھاتے آگے نکل گیا۔ اور فوج کے ہراول نے ہنوز کوہستانی درے سے سر ہی نکالا تھا کہ حصۂ عقب پر اچانک ایک سخت مصیبت نازل ہوئی یعنی قوم باسکن کے جوان جو فرانسیسیوں کے ازلی دشمن اور اُن سے سخت متنفر تھے کوہ پرینیز کے تنگ تاریک دروں کے اندر کمینگاہوں میں نہایت ہوشیاری سے چھپے ہوئے تھے جبتک ہراول گزرتا رہا وہ چپ چاپ بیٹھے رہے جب حصہ گزر چکا اور حصۂ عقب نے جو ساز و سامان اور لوازمات سفر سے گرانبار تھا

Marfat.com

آہستہ آہستہ اطمینان سے راستہ طے کرنا شروع کیا تو وہ اپنی کمینگاہوں سے نکلکر یک بیک اُن پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس قدر کشت وخون کیا کہ شاید ایک آدھ فرانسیسی بچا ہو۔ اس خونریزی کو مسیحی مؤرخ نہایت خوفناک عبارت میں بیان کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ لوگ مسلمان تھے جو اپنے بہادران لی اون کے تھے جنھوں نے شاہ چارلس پر اس طرح تباہی ڈالی ؂

سپین کے قدیم گیت سے ہم کو دریافت ہوتا ہے کہ اس فسانہ کا نامور بہادر ناڈو تھا جسنے قوم لی اون کے جانبازوں کو فرانسیسی فوج کے غارت کرنے کے لئے اس طرح آمادہ کیا ؂

گیت

برنارڈو تین ہزار سپاہیوں کے گروہ کے ساتھ شہر سے جاتا ہے تاکہ ملک سپین کو فرانسیسی تلواروں کا شکارگاہ ہونے سے بچاوے۔ یہ شہر میان و آب کے ٹھیک وسط میں واقع ہے۔ یہ چھوٹی جمعیت اس وقت یہاں سے اس واسطے نکلی ہے کہ پہلو ز گزشتہ کا ناموں کی شوکت اور شہرت کو اس ابدی تاریکی سے محفوظ کرے۔ گویا یہ سب لوگ زبان حال سے کہتے جاتے ہیں۔ ہم کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے۔ اگرچہ ہم اپنے شاہ چارلس کے معزول ہونے کی حالت میں لپ کرکے اس کی مساوعت کا اقرار کرتے ہیں مگر تاہم آزادی ہماری خلقت خانہ زاد ہے خدا کے تکرم سے ہماری امداد اس کے تا رآمد ہوگی لیکن خدا نے یہ حکم کبھی نازل نہیں فرمایا کہ ہم اپنے بچوں کو ایک اجنبی ملک کے وارث جبیہ رنیا ہیں۔ ہم جو بزدل نہیں ضعیف بازو یا زبردست نہیں۔ ہماری نبیں ہیں خون سے اس فرمانی دیکر بنا ڈالیں تو ڈر دیں۔ اور کسی بادشاہ یا سلطان سے ڈر کر اپنی آزادی بیچ دیں۔ کم سے کم ہم اپنا حق ولادت یا ارث لوٹ و نثار کر دینگے اور ہمیں یقین ہے کہ یہ نیت بھی ہماری خونریزی کا بدلہ نہ ہوگی۔ اگر شیت ایزدی ہے تو شاہ چارلس پھر ایک دفعہ ملک سپین کا بادشاہ ہوگا۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھیگا کہ اہل لی اون مشغول براتخنہ ہوگئے تھے۔ وہ اس امر کا شاہد ہوگا کہ ہم نے اپنے آبا و اجداد کی طرح اپنا جان نثار کیا۔

میوس ٹیم ہی کی دلیری اور جرأت منتشرل جیذ انشاء اللہ تعمیر زمین) کملانے کی مستحق نہ ہوگا۔ جس شہر نے ہمیشہ وادیٔ لیبیا کے سمت روانہ ہوا گزرگاہ دہشت تعفا کیا ہے ۔۔۔ اور قدیمی قانون کو کیا آج میدان میں جو قدم بڑھ گئے ہوان وہ پیچھے نہیں ہرگز ایسے بے غیرت اور بزدل لوگ جس کو جسے ہمیں مخالف طلائی سے مشرف کریں۔ مستقل مزاجوں اور بزدلی جوش کو منسلک ہونا آقصہ سے ہرگز ممکن نہیں ؂

زبانی قصوں اور فسانوں سے مستنبط ہوتا ہے کہ والاوران لی اون کے پہلو بہ پہلو جو نسے شاہزادہ

استر باز کے ساتھ شارلیمین کی متابعت سے انکار کر دیا تھا۔ ایک بڑی جماعت شہریان اہل اسلام کی بھی تھی جو یس یا فرانسیسیوں کے حصۂ خفیہ کے حق میں اس طرح بلائے آسمانی بن رہے تھے بلکہ اگر تاریخی فسانہ چارلس ولیمین دان مسند سیدو ٹربین سے تو یہ دریافت ہوتا ہے کہ بیس ہزار مسلمانوں کی ایک جری فوج تازہ دم پہنچ کر سپاہیوں پر جو لڑتے تھے از بس شکستہ ماندہ ہو گئی تھی قضا کی طرح ٹوٹ پڑی اور اس قدر کشتوں سے پشتے باندھے کہ بمشکل تمام ایک آدھ ہی جیتا بچا ہوگا۔

غرض اُس روز کا حادثہ اس قدر خوفناک ہے کہ اُس کی یاد اُس ضلع کے دیہاتیوں کے دلوں پر آج تک کالنقش فی الحجر ہے۔

چنانچہ جس وقت انگریزی فوج نپولین کے میز ترک اور سپہ سالار ان کے تعاقب میں رانسیس ویلز کے درہ سے گزر رہی تھی۔ تو سپاہیوں نے مرد اور عورتوں کے ایک انبوہ کثیر کو اسی واقعہ کی رزمیہ نظم کو گاتے سنا علاوہ ازیں اسپین کے خاص شاعروں اور بھاٹوں نے اس معرکہ کے متعلق بہت سے جھوٹے سچے واقعات قلمبند کئے ہیں ان سب سے زیادہ مشہور اور عمدہ امیر البحر گاری نوز کی نظم ہے جس کو ڈان کوایکزٹ اور سنکو پنزا نے ٹوبوسو میں گائے جاتے سنا اور جو سرڈ نیمبر کے انتخاب شدہ فقرات سے لبریز تاریخ کے مطابق ہے۔

وھوھذا

"اے فرانس کے دلاورو! رانسیس ویلز کا معرکہ تمہارے لئے نہایت ہیبتناک ہے۔ کیونکہ اس میں شاہ چارلس کا نیزہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ تم اس عبرت خیز میدان کو نفرین و ملامت کرو۔ اس نے تمہارے بہت سے جانباز بہادروں کو جو گرفتار ہو کے صف شکن نیزہ سے جد و جہد کرنے کے لئے اپنے نامہربان تقدیر سے مجبور پایا۔ اس میں شاہ چارلس کا امیر البحر گاری نوز دشمنوں کے ہاتھ پڑا اور اس کو سات مسلمان بادشاہوں نے گھیر کر بلا رنجش مندی کے گرفتار کر لیا۔" اس کے بعد نظم میں گاری نوز کی قید کا حال۔ اور کل اپنے گرفتار کرنے والوں پر نہایت تندی سے نیزہ باری ہی مار کر انتقام لینا۔ اور وہاں سے فرانس کو بھاگ آنے کی مفصل کیفیت نہایت پُرجوش و ولولہ انگیز زبان میں درج ہے۔

رولنڈ جو ایک شاندار و مہیب حاکم اور صوبہ برٹانی کے سرحدی اضلاع کا حاکم تھا اسی معرکے میں کام آیا۔ شارلیمین کی بابت جو ایک فسانہ مشہور ہے جس کی رُو سے اُس نے بڑی بڑی بہادرانہ کارگزاریاں کی ہیں اُس میں رولنڈ کو آرلان سی لاٹ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

جس وقت رانسیس ویلز میں یہ واقعہ گزر رہا تھا۔ رولنڈ جس طرف لڑائی کا زور تھا شاہ مردانگی لڑتا رہا اُس نے اپنی تلوار سے جو ڈیورنڈل سے مشہور تھی دشمنوں کو شربت مرگ چکھایا۔ مگر افسوس پیشانی کے سامنے اُس کی

Marfat.com

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۳

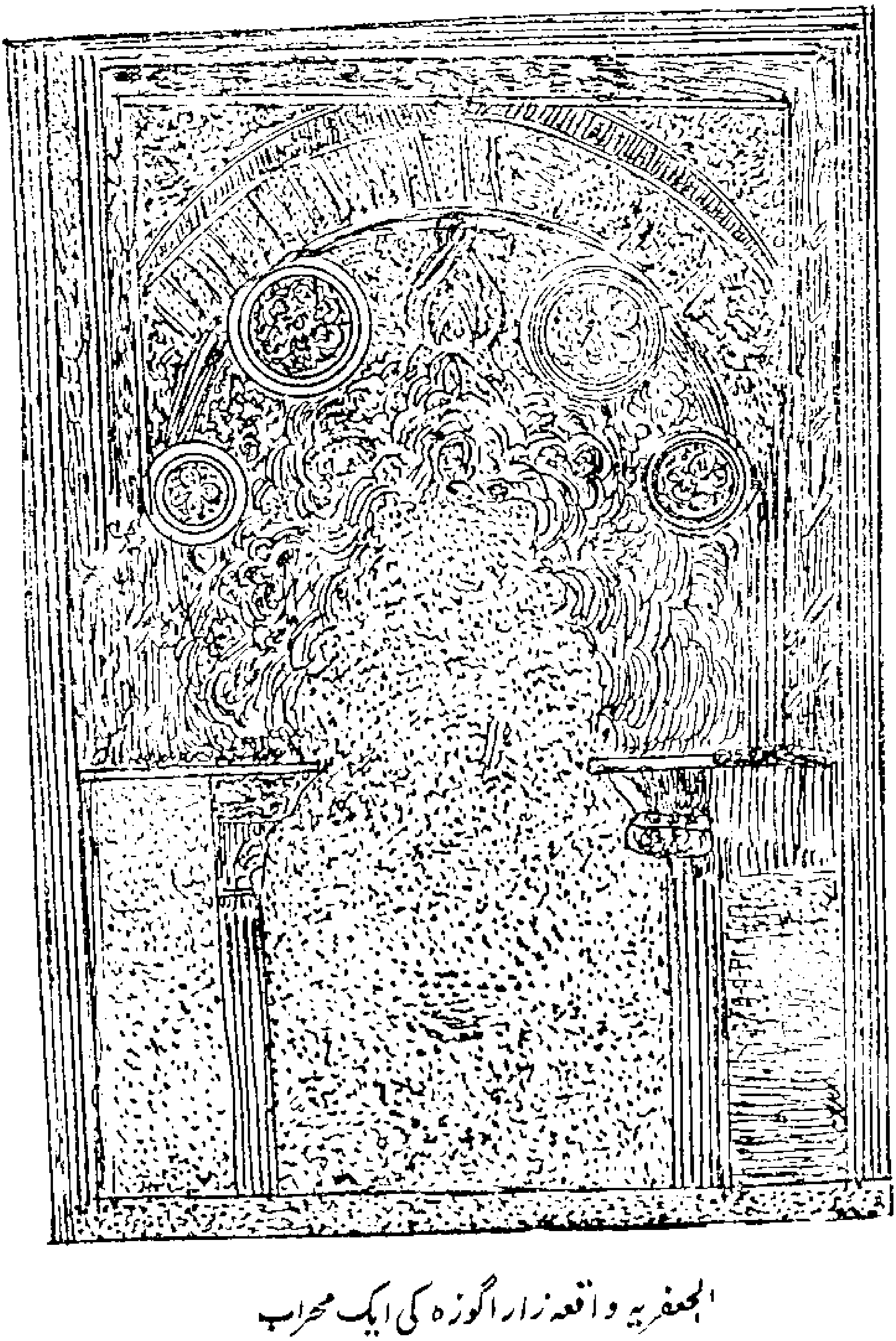

الجعفریہ واقعہ زاراگوزہ کی ایک محراب

Marfat.com

کچھ پیش نہ گئی۔ آخر زخم کاری کھا کر گھوڑے سے گرا اور زمین پر لیٹ گیا۔ اُس کے عزیزوں اور رفیقوں
نے اُس کے گرد ایک ماتمی حلقہ باندھ دیا۔ جب رولنڈ نے حالت دیکھی تو پاؤں پھیلا دیئے اور پیامِ اجل
کا انتظار کرنے لگا۔ مگر پہلے اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اُسے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا :-
"پیاری تلوار! تیری چمک کی آج دنیا میں کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ تیرا موزوں اور پیارا قد
حیرت میں ڈالنے والا ہے۔ تیرا برف سے زیادہ سفید ہاتھی دانت کا قبضہ جو ایک خوشنما صلیب طلائی
سے مزین ہے اور جس کی چوٹی پر ایک فیروزی سیب لگا ہے اور جس پر خدا کا مقدس نام منقش ہے
تجھ کو خدا نے جوہر آبداری اور تمام ظاہری و باطنی خوبیوں سے زینت بخشی ہے۔ پیاری تلوار!
اب کون تجھے اپنا آقا کہیگا۔ جس ہاتھ میں تیرا قبضہ رہا وہ کبھی دشمن کے سامنے نہیں جھکا کبھی کسی جبن
جھوٹ سے نہیں ڈرا۔ تجھ کو ہاتھ میں لے کر عہد الٰہی کو زیر کیا۔ دینِ مسیحی کو بلند کیا اور پوری
کامیابی حاصل کی! اے فتح نصیب تلوار! اے برق وش شعلہ رو تلوار! اے بے مثل و بے مانند تلوار
جس نے تجھے بنایا تیرا نظیر نہیں بنایا۔ تیری جست سے کبھی کوئی سلامت بچ کر نہیں گیا۔" یہ کہکر رولنڈ
نے اس خوف سے کہ مبادا اُس کی پیاری ڈیورنڈال کسی کافر کے ہاتھ پڑ جائے۔ فوراً
قریب کے پتھر پر اُسے زور سے مارا اُس کے پُرزے پُرزے ہو گئے۔ اس کے بعد اُس نے اپنا
نرسنگھا بجایا جس کی بلند آواز تمام تربوں پر غالب ہو گئی۔ رولنڈ نے اس وقت اس کو اس قدر
زور سے پھونکا کہ اس کی گردن کی تمام رگیں پھٹ گئیں [illegible] کی ہیبت آواز کوہستانی دروں اور
چٹانوں سے ٹکرا کر [illegible] غائب ہو گئی [illegible] میں مصیبت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے باز رکھا۔ آخر رولنڈ نے اسی [illegible]
[illegible] کو سونپ دی۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

رہ سکا اور بے اختیار ہو کر ماتم کرنے لگا کبھی گریہ و زاری کرتا تھا کبھی کفِ افسوس ملتا تھا کبھی مُنہ نوچتا تھا۔ اور نوحہ کرتا تھا "اے بادشاہ کے قوتِ بازو۔ اے فخرِ فرانس شمشیرِ برہنہ۔ اے راحت گردانِ فوج کے سینہ بند آہنیں۔ سینہ سپرِ مُلک۔ امینِ ملت المسیح۔ آفتِ جانِ اسلام۔ پشت پناہ فقہا۔ ملجائے و ماوائے بیوگان و یتامیٰ۔ اے راست باز اور منصف مزاج حاکم۔ فرانسیسیوں کے مشہور بہادر سردار ہمارے فوجی شجاعوں کی ناک! کیا قتل ہونے کے لئے میں نے تمہیں پیچھے چھوڑا تھا۔ آہ میں تمہیں اپنی آنکھوں سے مردہ دیکھتا ہوں اور خود زندہ ہوں۔ افسوس! کیا تم مجھے بیکسی بیچارگی کا داغ دے جاؤ گے۔ مجھے ایک بے دست و پا بادشاہ چھوڑ جاؤ گے لیکن ہمارے آسمانی باپ کے تقرب۔ اور شہداء و ملائکہ کی صحبت نے تمہیں ان باتوں سے مستغنی کر دیا ہے ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد

ایسی دلگداز زبان میں چارلس نے اپنے مقتول سردار کی نوحہ خوانی کی۔ اور مع حشم و خدم اُسی جگہ منزل کی اور نعش کو انواع و اقسام کے مصالحجات اور خوشبویات سے معطر کر کے تمام فرانسیسی شب بیداری کرتے رہے اور مقتول کی عزت میں اردگرد کے ٹیلوں پر روشنی کر کے اور مذہبی گیت گا کے صبح کے سپیدہ دم نعش لے کر روانہ ہوئے اور منزل پر پہنچکر مراسم شاہانہ کے ساتھ مدفون کر دیا۔ یہ خوفناک اور سخت دن ہر ایک فرانسیسی سردار اور نامور بہادر یہاں تک کہ رولنڈ کو بھی ساتھ لیکر اس طرح ہمیشہ کے لئے اُفق کی تاریکی میں چھُپ گیا۔ اور اپنا نام ایک لرزانے والے خوف سے یاد کئے جانے کے لئے صفحۂ روزگار پر چھوڑ گیا۔ دنیا میں کسی خفیف سے حادثہ پر اس قدر رزمیہ نظم اور گیت تصنیف نہیں ہوئے جس قدر کہ اس پر معرکہ باعتبار اپنے بھیانک واقعات کے دامن پری نیز میں …را معرکہ ٹھہرایا ہوا تھا ۞

Marfat.com

تیسرا باب

باشندگانِ اندلس

۷۳۲ء میں پائیٹرز کے معرکہ ٹورز نے یورپ میں مسلمانوں کی فتوحات کو ہمیشہ کے لئے محدود کردیا۔ اس کے بعد انہوں نے پھر کبھی آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کی بلکہ اپنے مفتوحہ علاقہ کے نظم و نسق میں مشغول ہو گئے اور سپین کے خفیف گوشہ کے بعد تقریباً تین سو برس تک یہ حتی المقدور اس پر حکومت کرتے رہے۔ اس میں شک نہیں کہ معزول شدہ خاندان گاتھ کے وارث اپنے کوہستانی اضلاع میں ثابت قدمی سے خودسری اور سرکشی پر اڑے رہے بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی موروثی سلطنت چھینے پر شمشیر زنی بھی کرتے رہے مگر انہوں نے تکلیف دہ ہونے کے سوا کبھی خدشہ بھی پیدا نہیں کیا جو مسلمانوں کی وسیع و بسیط سلطنت کے لئے موجب خطرہ ہوتا۔ تاآنکہ گیارھویں صدی کے آغاز میں فاتحان اسلام کو اضلاع شمالیہ کی خودسر حکومت ایک مستقل علاج اور آفت تصور کر کے تسلیم کرنی پڑی۔ کیونکہ اس عرصہ میں کار سلطنت یادگیری ضعف پذیر ہو چکا تھا۔ نئے والیان ریاست آپس میں اپنے بھائیوں کو دیگر ممالک کے اضلاع پر قناعت کی بجائے ہمیشہ اپنے علاقہ بڑھانے اور خاندانی دولت و حکومت کے لئے لڑتے رہے۔ مسلمانوں کے سر پر جو شکست ... جنوبی ... کی ... حکومت میں بھی خلل انداز ہوئی۔ تیرھویں صدی سے جبکہ اسلامی سلطنت ہمیشہ کے لئے ... ہو گئی تھی ... جبکہ عیسائی طاقت کا عروج شروع ہوا اور ... مفتوحات کی تمام ... سلسلہ مراجعت کا ... جو ملک پرتگال میں کو ہمارے شمال مشرق ... تبدیل کیا ... زور گزرا پھیلا جاتا ہے تا آنکہ اس ملک کی بابت شمالی متکمد ... تو نشو و نما پایا اور ... کے حق میں ... زمین کا فیصلہ کر دیا تھا۔

اس طرح مسلمان تو نکلے۔ وادی الکبیر اور ... شاداب وادیوں کے مالک تھے جن کے زرخیز ... ثابت ہو گئے ... اندلس بھی ... کے ... اور ... کے ... جس کی ... تجارت ... اور خوش آئند ... کی

بخشائیں عہد زمن سے آج تک مشہور چلی آتی تھیں۔ اصل میں یہ تقسیم گویا قسام ازل نے ہی کر دی تھی۔ کیونکہ جغرافیہ کے لحاظ سے بھی دونو حصے بوجہ اختلاف آب ہوا ایک نامعلوم قدامت سے ایکدوسرے سے جُدا چلے آتے تھے۔ شمالی حصہ بغایت سرد کسل انگیز۔ تیز برفیلی ہواؤں کا گزرگاہ طوفان خیز بارشوں اور سخت برودت کا نشانہ۔ گو سرسبز چراگاہوں سے لبریز مگر بیشتر ناقابل زراعت ہے۔ جنوبی حصہ بھی اگرچہ افریقہ کی گرم اور تُند ہواؤں سے محفوظ تو نہیں مگر فی الجملہ فرحت افزا ہے۔ سرسبز و شاداب اور خوب قابل زراعت ہے۔ دونو حصوں کی حدِ فاصل یعنی سطح مرتفع اعظم کو حسن اتفاق سے مسلمانوں ہی کے حصہ میں آیا۔ مگر اس کا قبضہ فریقین میں ایک امر متنازعہ تھا اور اس لئے ہمیشہ غیر محفوظ رہا۔ عربوں کو جو تموزت و حرارتِ آفتاب پر گویا عاشق تھے۔ اِن سطحات مرتفع کی برودت خیز بلندی سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ ان کو انہوں نے اپنی اُن بربری رعایا کے سپرد کر دیا۔ جو اوّل ہی اوّل طارق کے ساتھ یہاں آئے تھے اور جن کی اُن عربوں کے نزدیک چنداں وقعت نہ تھی۔ جو مُلک کی فتح سے بہرہ مند ہو رہے تھے +

اِس جزیرہ نما کے دو تہائی حصہ میں جس کو کارپردازانِ قدرت نے اُن کی بود و باش کے لئے مخصوص کر دیا تھا اور جس کو وہ اُندلس کے نام سے موسوم کرتے تھے اور ہم تمام جزیرہ نما سے متمیز کرنے کے لئے اینڈیلوسیا سے کرینگے۔ اہل عرب نے وہ عظیم الشان اور بدیع المثال سلطنت قائم کی جو وسط زمانہ میں تمام یورپ کو حیرت میں ڈال رہی تھی۔ اور جس نے ایسے تاریک وقت میں جبکہ تمام براعظم پر وحشیانہ جہالت اور باہمی ستیزہ آرائیوں کی تاریکی چھائی ہوئی تھی مغربی دُنیا کے ہر مُلک کو علوم و شائستگی کے آفتاب کی تابندہ اور درخشندہ شعاعوں سے منور کر دیا تھا۔ ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ وحشی قوموں کی طرح اہل عرب بھی اپنے ساتھ ظلم آفرین تہذیب اور نفرت انگیز بربادی لائے تھے نہیں برخلاف جو بات اُندلس کو اپنے فاتحان عرب کی مُنصفانہ اور مدبرانہ حکومت میں حاصل ہوئی۔ اس سے پہلے کبھی نصیب ہوئی تھی۔ ہم کو سخت حیرت ہے کہ صحرا نشینی کا یہ اعلےٰ سلیقہ سیاست مدنی کے یہ پسندیدہ اصول اُن کو حاصل کہاں سے ہوئے ظاہراً تو وہ سیدھے عرب کے ریگستانوں سے اُٹھے چلے آتے تھے۔ مزید براں اُن کی فتوحات کی تیز قدمی کرنے والی اور اولوالعزم ترقی نے اُن کو کبھی اس قدر فرصت بھی نہیں دی کہ غیر قوموں سے حکمرانی کی آئین سیکھتے۔ البتہ ان کے مشیر اور صلاح کاروں میں بعض یونانی اور ہسپانی تو ضرور تھے۔ مگر صرف اس قدر ثبوت سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا کیونکہ انہی معدودے چند مشیروں کی حسن تدبیر نے کسی اور جگہ (شاید یونان میں) ایسے عمدہ نتائج پیدا نہیں کئے اور نہ ہسپانی مشیر باوجود اپنی تعداد کثیر کے گاتھ کی تشدد آمیز حکومت کو رعایائے اسپین کے لئے قابل برداشت کر سکے۔ برعکس اس کے مسلمانوں کے زیر حکومت لوگ فی الجملہ اس قدر خوش اور آسودہ حال تھے جس قدر کہ ایک

Marfat.com

Marfat.com

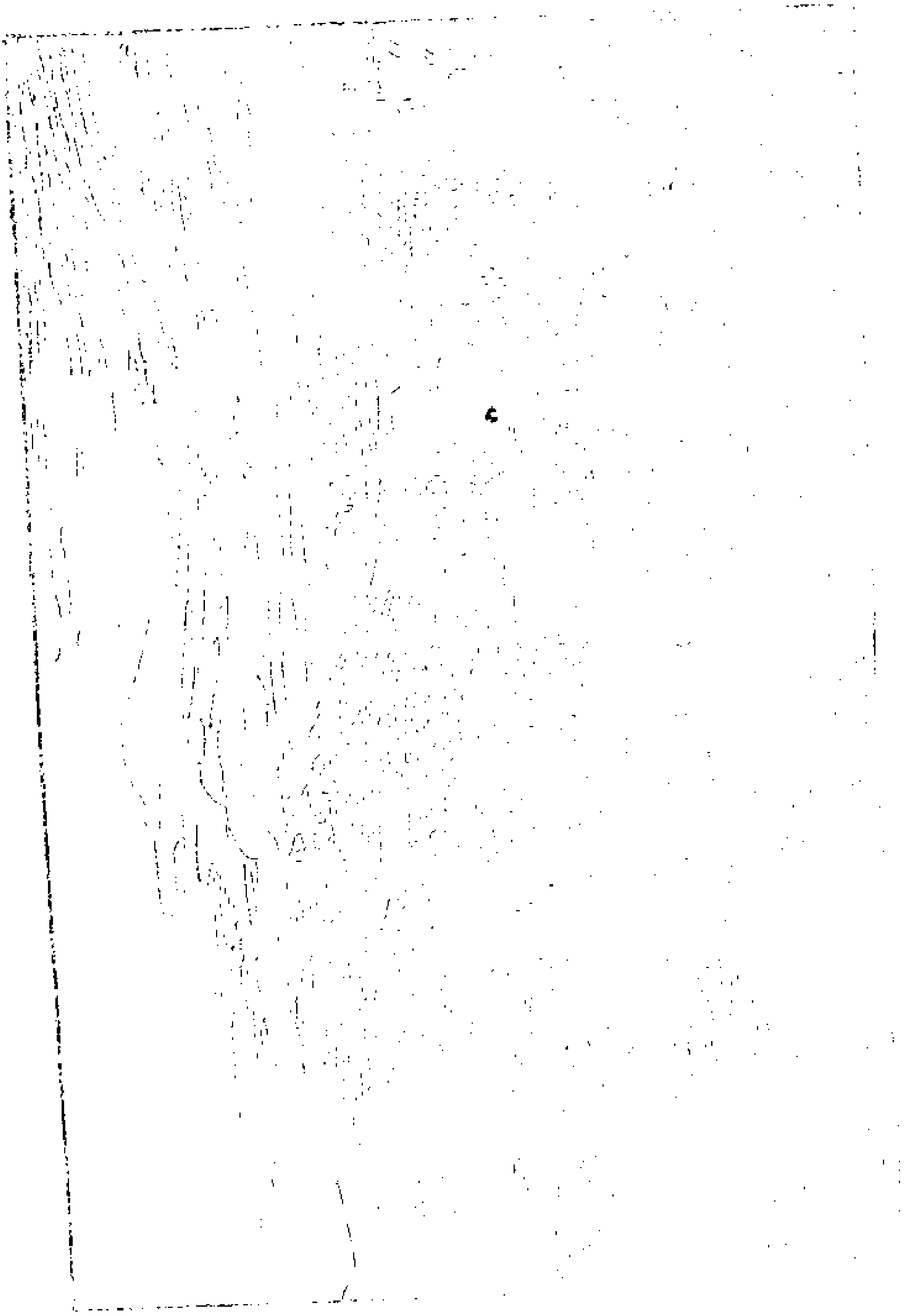

Marfat.com

مفتوح قوم اپنے فاتحانِ غیر مذہب و غیر ملت کے زیرِ حکومت ہو سکتی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے ہم مذہب و ہم مشرب شاہانِ گاتھ کے عہد سے اب بدرجہا زیادہ خوش و خورم تھے۔ آغازِ حکومت میں مسلمانوں کو جو دقتیں پیش آئیں اُن میں مذہبی اختلاف کی دقت اقل درجہ پر تھی۔ مگر بعد کو یہی دقت منتہا اور وبالِ جان ہو گئی تھی۔ اہلِ اسپین دراصل مسیحی بت پرست تھے۔ کیونکہ قسطنطین نے جب نئے مذہب کی اشاعت ملک میں کی تھی۔ اُس نے اُن پر نہایت خفیف اثر کیا تھا چنانچہ اب تک بھی لوگ بکثرت رومن مذہب رکھتے تھے قطع نظر اس کے اہلِ اسپین کو مذہب کی چنداں احتیاج بھی نہ تھی۔ جو کچھ چاہتے تھے وہ صرف یہ تھا کہ کوئی ایسی روک ہو جس سے اُن کی دنیاوی زندگی اطمینان اور فارغ البالی سے بسر ہو۔ اور یہ بات اُن کو اس نئے عہد میں حاصل ہو گئی تھی +

شروع شروع میں اگرچہ انقلابِ سلطنت کے صریح اور لازمی نتائج یعنی فتنہ و فساد کا ایک مختصر دورِ دورہ اور اس وجہ سے چاروں طرف تاخت و تاراج کشت و خون اور آتش زدگی کا بازار گرم رہا۔ مگر عربی گورنروں نے ان خرابیوں کا بہت جلد انسداد کر دیا چنانچہ امن و امان قائم ہونے کے بعد ان کو پورا یقین ہو گیا۔ کہ عربوں کا نصب و انقلابِ سلطنت اُن کے حق میں ہر گونہ مفید ہے۔ **گورنمنٹ اسلام** نے اُن کو اجازت دیدی کہ اپنے قدیم قوانین بدستور جاری رکھیں اور اپنی ہی قوم میں سے مجسٹریٹ منتخب کریں چنانچہ وہ خود عدالت گستری کرتے تھے ٹیکس وصول کرتے تھے اپنے باہمی تنازعے فیصلے کرتے تھے۔ وہی پرگنہ رؤسا جو گاتھ کے عہد میں جمیع اخراجاتِ سلطنت کے ذمہ وار رہتے تھے اب صرف ایک ہلکا سا ٹیکس یعنی جزیہ ادا کرتے تھے اور باقی ہر طرح بری الذمہ تھے البتہ اراضی مزروعہ رکھنے کی حالت میں انہیں کچھ خراج بطور زمینداران بھی دینا ہوتا تھا۔ جزیہ کا اندازہ ادا کنندگان کی حیثیتوں پر منحصر تھا۔ بارہ درہم سے اڑتالیس درہم یا تین پونڈ یعنی تیس روپیہ سے بارہ پونڈ یعنی ایک سو بیس روپیہ تک فی کس فی سال واجب الوصول تھا اور صرف غیر اسلامیاں یعنی [illegible] اس کے برخلاف زمینداران [illegible] جس کی [illegible] زمین کی حیثیت [illegible] اسلامیاں اور غیر اسلامیاں سے [illegible] [illegible] حقوق بحسب [illegible] [illegible] پہلے پناہ لی بیان [illegible] شمالیہ [illegible] سے کاشت کرتے تھے بطور خود دیں۔ ان [illegible] یعنی ½ سے ⅘ تک اپنے [illegible] [illegible] علاوہ ان [illegible] کے کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ [illegible]

Marfat.com

اور آوری ہیبولا وغیرہ شہروں کے باشندوں نے اپنی حُسنِ خدمات اور لیاقت سے گورنمنٹ اسلام کو خاص خاص حقوق تفویض فرمانے پر راضی کیا اور بادشاہ کی ایک اُصولِ مقررہ ہر قسم کی اشیاء آمد و برآمد اور پیداوار زمین سے مستفید ہونے کی اجازت حاصل کی۔ خلاصہ یہ کہ جزیہ کے علاوہ مسیحیوں پر اور کوئی گرانبار ٹیکس نہ تھا۔ اور اگر تھا تو اُن کے حریف مسلمانوں پر اُن سے پہلے تھا۔ بلکہ حقِ انتقال جائیداد جس کے عہد گاتھ میں وہ مطلقاً مجاز نہ تھے۔ اسی مبارک عہد میں حاصل ہُوا۔ مذہبی آزادیوں میں انہیں کسی قسم کی شکایت ہی نہ تھی ....

...... کیونکہ برخلاف شاہانِ گاتھ کے جنہوں نے یہودیوں کو طرح طرح کی اذیتیں دینے کے علاوہ ان سے جبراً اقبالِ مذہب کرایا تھا مسلمانوں نے مسیحیوں کو اُن کی مرضی پر چھوڑ دیا کہ جس چیز کی چاہیں پرستش کریں اور جس کو چاہیں مسجود بنائیں۔ چنانچہ جزیہ کی رقم **بیت المال** کا اس قدر مبارک اور قیمتی حصہ خیال کیجاتی تھی کہ سلاطینِ قرطبہ ایسے سرگرم واعظینِ اسلام کو بہ نسبت جرأت دلانے کے باز رکھنے کی طرف زیادہ مائل تھے جو سلطنت کو اس درجہ کثیر المنفعت سیلِ آمدنی سے محروم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ اس پالیسی کا آخر نتیجہ یہ ہُوا کہ مسیحیوں نے حکومتِ اسلام کو بطیبِ خاطر قبول کر لیا۔ اور اس عہد کو گاتھ یا فرانسیسی عہد پر کھُلم کھُلا ترجیح دینے لگے۔ حتیٰ کہ اُن کے پریسٹ یعنی مذہبی سردار بھی جن کا زور اب بہت گھٹ گیا تھا موجودہ انقلاب سے اوّل اوّل کچھ یونہی بڑے نام ہوئے جس کی تصدیق قدیم افسانہ آنی سی ڈوریا آو بیجا سے جو ۹۷۶ء میں بمقام قرطبہ تصنیف ہُوا تھا خوب ہوتی ہے۔ افسانہ مذکور میں نیک طینت بت ایسے نامبارک صلاط سے بھی آزردہ نہیں ہُوا جو مفقود الخبر یا یوں کہو کہ مرحوم شاہِ رازرق کی بیوہ اور موسیٰ کے بیٹے کے نکاح سے پیدا ہُوا تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر مسیحیوں کا اپنے فاتحوں سے خوش رہنا اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی آٹھ متواتر صدیوں کی حکومت میں مذہبی بناء پر ایک دفعہ بھی بغاوت نہیں ہوئی ؏

اور تو سب کچھ تھا ہی مگر یہ انقلابِ سلطنت بیچارے غلاموں کے لئے زیادہ مبارک ہُوا۔ جو گاتھ اور رومن کی سختیوں سے از بس تنگ آ گئے تھے ضابطہ غلامی بشرطیکہ ایک متشرع مسلمان کے اختیار میں ہو۔ اسلام کا نہایت نرم اور شائستہ قانون ہے کیونکہ **رسول عربی** (صلے اللہ علیہ وسلم) جب عرب کے اس قدیم قانون کی تنسیخ نہ کر سکے جو عربی طرزِ معاشرت کے لئے ہر طرح مضر ہوتی۔ تو اُس کو سہل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا چنانچہ اُن کا قول ہے کہ "تمہارے ابنائے جنس کو خدا نے تمہارا زیردست بنایا ہے۔ پس جس شخص کے مقدر میں خدا نے اپنے ابنائے جنس کا زیردست ہونا لکھدیا ہے چاہئے کہ جو کچھ خود کھاؤ وہی اُسے کھلاؤ۔ جو خود

Marfat.com

پہنچ وہی سے [illegible] کہ ایسے [illegible] کی تکلیف نہ دو جو اس کی طاقت سے باہر ہو ...... جو
شخص اپنے غلام کو بری طرح رکھے گا ہرگز بہشت میں داخل ہوگا۔ اسلام کے افعال مقبول میں سب سے زیادہ مستحسن اور
پسندیدہ غلاموں کی آزادی ہے جس کے قائم کرنے کی علت غائی بالخصوص یہی تھی کہ بعض غیر وحشیانہ
خلاف انصاف سختیوں کا رفع ہو جائے۔ خاص کر اس طرح وہ غلام جو ان کی ملکوں پر تسلط [illegible]
مسیحیوں سے مسلمانوں کے پاس منتقل ہو گئی تھیں۔ [illegible] مزارعین کی حیثیت رکھتے [illegible]
مسلمان زمینداروں نے جن کا پیشہ سپہ گری تھا اور جو کاشتکاری اور محنت کشی [illegible]
تھے۔ ان کو زمینداروں پر کاشتکار رہنے کی تسلیم کر کے یہ شرط کرتے تھے کہ [illegible] لگان [illegible]
ایک معمولی حصہ ادا کریں۔ اسی طرح مسیحیوں کے غلام بھی پہلے کی طرح [illegible]
حلقہ بگوش [illegible] تھے۔ ان کے لئے بھی آزادی کا نہایت آسان [illegible] راستہ موجود تھا
اتنی تکلیف [illegible] ہوتی تھی کہ کسی معزز مسلمان ہمسایہ کے پاس جا کر کہہ دے السلام علیکم (اشہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ) [illegible] اور آزاد
ہو جائیں۔ کیونکہ اسلام قبول کرنے میں آزادی لازمی تھی۔ پس ایسی صورت میں اسپین کے غلام مشرف باسلام
ہو کر حر یعنی آزاد بننے کے لئے اگر سرگرم اور شوقمند تھے تو کیا تعجب تھا۔ افسوس کہ [illegible] ہی نے ان
دلوں کو برکات نصرانیت سے لبریز کرنے میں بہت کم تکلیف اٹھائی تھی۔ ان کو اپنے ملک جائداد کی نگرانی
انتظام اور فرقۂ امرا کی روحانی تعلیم سے اتنی فرصت کہاں تھی کہ ان اختلافات حقیقت کے روحانی [illegible]
رفع کر کے اپنا فرض منصبی پورا کرتے۔ [illegible] نصرانیت کو ترک [illegible] اور اسلام [illegible]
جو اس قدر معقول تھے قبول کرنا [illegible] اور غلامی پسند دلوں کے لئے کچھ ایسی مضبوط کشش [illegible]
اسلام کے نئے [illegible] صرف [illegible] غلاموں ہی تک محدود تھے بلکہ اکثر بڑے بڑے [illegible]
معزز زمیں بھی اس کی ارادتمندی کا دم بھرتے تھے جس سے شاید بالوجہ [illegible]
جاگیروں کا محفوظ رکھنا مقصود تھا۔ اور غالباً یہ کہ وہ درحقیقت اس آخری دین [illegible] کی
عظمت کو دل سے پسند کرتے تھے [illegible] ارکان [illegible] یا یوں کہو کہ [illegible] مسلمانوں نے [illegible]
[illegible] اندازی کی جیسا کہ [illegible] بیان [illegible]
اور [illegible] کئے جاتے تھے کہ حقیقت میں [illegible]
[illegible]
تھے جو [illegible] اور دین کو دنیا کے عوض [illegible]

Marfat.com

تفریق مدارج بالآخر رفع تو ہو گئے مگر ملک میں خرابی بلکہ طغیانیاں پیدا کئے بدون رفع نہ ہوتے ✦

جہاں تک قوم مفتوح کو تعلق تھا حکومت اسلام اُن کیلئے باعث بہبودگی ہوئی۔ کیونکہ اس نئے عہد میں تمام امرا اور مزادران کرجا کی غیر محدود جاگیریں اور ناجائز مقبوضات ضبط ہو کر چھوٹے چھوٹے ملکوں کی شکل میں بانٹ گئے۔ بر کر بعض رؤساء گرنا ٹیکس کی ذمہ داریوں سے بری ہو گئے اور ٹیکس صرف جزیہ (جو غیر از اسلامیاں سے بعوض حفاظت از جملہ آفات ارضی لیا جاتا تھا) اور لگان اراضی کہ جو مسلمانوں اور غیر از اسلامیاں سے یکساں لیا جاتا تھا محدود ہو گیا۔ اور جس طرح غلاموں کو آزاد کرنے کیلئے وہ دونوں بڑی کوششیں کی گئیں۔ اسی طرح غلام رہنے کی صورت میں اُن کی حقیقتاً اصلاح حال کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوا۔ چنانچہ فرقہ آخر الذکر اپنے مسلمان زمینداروں کے ماتحت جو خود کاشت نہ کرتے تھے قریب قریب خود مختار یا دخیلکار کا شتکار بن گیا تھا ✦

مگر ناقدین کی حالت ایک طرح عام خیال کے برخلاف تھی۔ اس سے زیادہ کوئی غلطی نہیں کہ اہل عرب کو جو اس قدر حیرت میں ڈالنے والی تیز قدمی سے آدھی مہذب دنیا میں پھیل گئے تھے ہم کسی پہلو پر ایک قوم متحد تصور کریں۔ سچ یہ ہے کہ یہ تصور اس قدر بعید از حقیقت ہے کہ اگر حضرت محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسول عربی باوجود اپنی تمام نادر الوجود حکمت عملی اور اس مسلم الثبوت کمال کے جو پیغامبری یا سفارت کی دلکش شکل میں دنیا کی نہایت مخالف قوموں کو باہم شیر و شکر کر دیا کرتا ہے بحیثیت حیات اور بنفس نفیس کوشش کرتے تو اہل عرب میں اتفاق و اتحاد کا صرف ایک نمونہ پیدا کر سکتے۔ اہل عرب کیا تھے؟ بہت سے مخالف قبیلوں اور فرقوں کا ایک مجموعہ تھا جن میں سے اکثر کئی کئی پشتوں سے باہمی ستیزہ آرائیوں اور خونریزیوں میں مشغول چلے آتے تھے اور جو تمام گروہی حسد سے اس درجہ مبہوت تھے کہ یہ جوش اُنکے دلوں سے پوری طرح کبھی رفع نہ ہوا۔ اگر نو نہاد سلطنت اسلام صرف عرب کے ریگستانوں اور میدانوں تک محدود رہتی تو کچھ شک نہیں کہ ان فرقوں اور قبیلوں کی باہمی مخالفت اُسے کو بہت جلد متزلزل کر دیتی چنانچہ اس دعوے کے ثبوت میں یہی دلیل کافی ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی تمام اہل عرب ایک دم سے برگشتہ اور سرکش ہو گئے تھے۔ اسلام کو استحکام اور اشاعت اُسی وقت حاصل ہوئی جب کہ اُن کے پیروؤں نے سپاہیانہ ٹھاٹ بدلا اور جہاد پر کمر باندھی۔ اور جب یہ ہوا تو فتوحات کی سریع الرفتار ترقی نے مذہب کو بچا لیا۔ چنانچہ اہل عرب کچھ دنوں کے لئے اپنی آپس کی لڑائی جھگڑے چھوڑ کر لوٹ مار کی گرم بازاری میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو گئے اور اگرچہ اُن کی اس کمربستگی کی وجہ یہی تھی کہ اُن کے مقابل دشمنانِ خدا و رسولِ خدا تھے۔ پس اُن کے نزدیک گویا یہ ایک جہاد تھا۔ اور

Marfat.com

جو شخص جہاد یعنی راہ خدا میں جان دیتا ہے وہ بے شبہ جام شہادت سے شاد کام ہوتا ہے مگر ساتھ ہی اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دین اللہ کی اشاعت میں جو ان کو اس قدر جوش و خروش تھا اس کی ایک وجہ قیصران روما اور خسروان ایران کے مال و زر [illegible] اور گرد کی سلطنتوں کے زرخیز صوبوں اور دولتمند شہروں کی طمع بھی تھی۔

فتوحات کی شہ آشوب رفتار ابھی پورے [illegible] ہوئی تھی کہ قدیم مخالفت گروہ اور قبیلہ بندی [illegible] اور ان [illegible] سب پا قدیم سبق بھول گئے تھے [illegible] ان کی [illegible] بار دگر مفتوحہ [illegible] خلیفہ دمشق [illegible] صوبوں کے گورنروں کی عزل و نصب صرف اسی [illegible] تھا۔ [illegible] اندلس [illegible] کے گورنر یا یوں کہو کہ "امیر اندلس" کا تقرر یا تو گورنر افریقہ یا [illegible] خلیفہ دمشق کے اشارہ سے ہوتا تھا۔ اس تفرقہ نے حکومت اسلام کے اوائل پچاس برس تک ملک کے امن و انتظام میں سخت رخنہ اندازی کی۔ گورنروں کا عزل و نصب بالکل اس [illegible] کی مرضی کے موافق ہوتا تھا جو عنان حکومت زیادہ دیر تک کسی کے ہاتھ میں نہ دیکھ سکتا تھا۔ [illegible] کرتا تھا۔ [illegible] خیال میں کسی کے تقرر پر سخت معترض تھا۔ اور تاریخ اسپین سے [illegible] دریافت ہوتا ہے کہ عہد اسلامیہ میں اول سے آخر تک [illegible] اثرات سلطنت کو کس درجہ نقصان پہنچاتے رہے ہیں۔

علاوہ ان متعدد [illegible] کے [illegible] اسپین یا اندلس میں ایک اور ایسا [illegible] کردہ بھی تھا جو [illegible] ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ فتح اسپین صرف اولوالعزم طارق اور اس کے بربری [illegible] کے ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ اس واسطے ان لوگوں کو [illegible] ترجیح و تقدم تھا [illegible] اسپین کے [illegible] تہذیب یافتہ شہروں کی طرح [illegible] اور خستہ حال تھے لہذا ان زندگی سے [illegible] اور سپاہیانہ جوش رکھتے تھے۔ [illegible] قدرتی [illegible] اور [illegible] کے درمیانی میدانوں میں [illegible] چلے گئے [illegible] ان [illegible] کے [illegible] نے [illegible] کر لیا تھا کہ [illegible] اپنے [illegible] تھے [illegible] اپنے [illegible]

[illegible] بعض [illegible] جو [illegible] میں [illegible] بات ہے۔

Marfat.com

تھے یا اپنی ماؤں کی عزت کرتے تھے۔ تاثیر بہت یافتہ اور جوشیلی قوم میں [illegible] کے نزدیک
آثار یہیں سے واضح ہو گئے۔ حتیٰ کہ ان کے چند جوان طارق جیسے [illegible] میں مل [illegible]
وہ خانہ بدوش قومیں روز آزمائی کرتی رہیں۔ اور اگرچہ بالآخر یہ لا عربوں [illegible] سکے [illegible] مگر
بزور شمشیر نہیں بلکہ ذہنی ثانی کی ہنرمندی سے۔ چنانچہ بربریوں نے ان کو اجازت دیدی کہ ساحل
سمندر کے قریب اپنا دار الحکومت بنائیں اور بے تکلف [illegible] مگر ان کی [illegible] خود [illegible]
سے کچھ تعرض کئے بغیر نہ اہل ملک سے کسی طرح کا [illegible] کریں۔ [illegible] تعصب [illegible]
طریقہ کچھ عرصہ تک بہت مفید اثر پیدا کرتا رہا۔ اہل بربر جن کی [illegible] الاعتقادی [illegible]
اور جو کسی نئے مذہب کے قبول کرنے پر ہر وقت بخوشی تیار رہتے تھے۔ دعوت اسلام [illegible] ذوق وشوق
منظور کی کہ اہل عرب کی قوی الاعتقاد طبیعتیں بھی ان کے دلوں میں یہ جوش پیدا کر سکیں چنانچہ تھوڑے
عرصہ میں تمام بربر اختلافات مذہبی کا گویا مخزن بن گیا۔ اور اسلام کے خشک [illegible] مجمل ان پرجوش مگر
مخفی اصول میں شامل ہو گئے۔ جو وسوسہ پسند اور کمزور طبیعتیں دور مذہبوں کی طرف خواہ وہ کیسے ہی
ہوں منسوب کر دیا کرتے ہیں۔ اور مذہب اسلام کے آزاد خیال پیروؤں نے (یعنی وہ حضرات جو اس کے
پاک اصول مقررہ کا اتباع لازمی نہیں خیال کرتے) جب عرب جیسے راسخ العقیدت اور دیندار ملک میں اپنی
کساد بازاری دیکھی اور وہاں سے نکال دیئے گئے تو یہاں پہنچکر انہوں نے اہل بربر کے سادہ لوح لوں کو اپنے
اصول کے نقش ونگار قبول کر لینے کے زیادہ قابل پایا۔ مذہبی جوش سے متاثر ہونے کی یہی استعداد جو شروع
میں اس قدر باعث انقلاب ہوئی تھی کہ صرف طارق نے ۱۲ ہزار جوانوں سے تمام ملک اسپین کو مرید بنا لیا
تھا اب بھی باعث ترقی ہوئی غرضکہ اہل بربر کے ضعیف اعتقاد دلوں پر مرابوط[1] اس قدر مضبوط
اور پائدار اثر پیدا کرنے لگے کہ ان کی خود سر حکومتوں کے اولوالعزم سرداروں بالخاص عربی گورنروں سے
ممکن نہ تھا۔ ان کو اپنے محراب منبر کے گرد حیرت واستعجاب سے تکتے ہوئے ارادتمندوں کا ہجوم کرنے
کے لئے کچھ ایسی بہت کوشش کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ صرف چند جھوٹی سچی کرامات کافی تھیں۔ ہر دلعزیز
بننے اور انتخابات کرنے کا یہ طریقہ عربی گورنروں نے اس عمدگی اور صفائی سے اختیار کیا کہ گویا یہ انہی کا ایجاد
تھا یعنی جب انہوں نے ایک معمولی پریسٹ (پریسٹ یعنی قسیس کی بی بی) کی شعبدہ بازیوں کا جادو
سادہ مزاج بربریوں کے دلوں پر اس درجہ کارگر دیکھا تو خود بھی اسی راستہ پر ہو لئے۔ اور ان شعبدوں
(یا جو لفظ مثلاً سیمیائی قوت یا قوت جاذبہ الروح یا کوئی خارق عادات۔ اس مفہوم کو تعبیر کر سکتا ہے)

[1] مرابوط جس سے ولی [illegible] مذہبی وکیل یا پریسٹ یعنی قسیس مراد ہے۔

Marfat.com

میں بہت جلد مصروف کمال بلا خوف کامیابی حاصل کی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جو قوم اس قدر سہولت سے مغلوب ہو جائے جس کی [illegible] کے ہاتھ میں ہو اور جو راہ میں انہی کی پیروی کرے [illegible] اس کی حالت کہ دفعۃً اور سخت انقلاب لازمی ہے اور نقیض [illegible] والوں کے ذرا سے اشارہ پر [illegible] سے چنانچہ جب قدرے [illegible] انقلاب سلطنت کا اخیر زمانہ [illegible] واقع ہو گئے۔ ان میں سے اکثر انہی حضرات کی فقرہ بازیوں کی بدولت ہوئے۔ فاطمیوں کے قدم ملک میں کس نے جما دئیے؟ [illegible] کس نے تخت پر بٹھایا اور پھر [illegible] کے ہاتھوں کس نے الٹا پھینکا؟ انہی حضرات نے۔ [illegible] خود [illegible] آتے ہی [illegible] لوگوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور جب [illegible] ان کے ایک [illegible] کے لئے رہا [illegible] تو موقع پا کر انہوں نے [illegible] کو برانگیختہ کر دیا چنانچہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

طارق کے ایک ماتحت جرنیل مسمّی منوسا جس نے ایڈو ڈیوک نواب ایکوئی ٹائن کی دختر سے نکاح کر لیا تھا
اپنے ہموطنوں کے مصائب و آلام کی خبر سُنکر علمِ فساد بلند کیا۔ اور جب عربوں کی شکست اور بربریوں کی فتح کی
نوبت پہنچی تو کل شمالی صوبوں میں یک بیک آگ سی پھیل گئی۔ اور صوبجات گلیشیا۔ بیڈا۔ کوریا۔
مع اضلاع سرحدی۔ و دیگر اضلاع قرب و جوار کے بربری باشندے آمادہ فساد ہوکر جانب جنوب ٹولیڈو
(طلیطلہ) کارڈوا (قرطبہ) الجیسراس (الجزیرہ) کو چلے تاکہ وہاں سے جہازوں میں سوار ہو کر
اپنے وطن اور ہموطنوں کے شریکِ حال ہوں ؛

وقت اور موقع بے طرح نازک و اندیشناک اور عبد الملک امیر اندلس ایک عجیب خبط میں گرفتار
تھا۔ نہ تو اُس کو اپنی سرکش بربری رعایا سے دب کر صلح ہی کرنی منظور تھی اور نہ اُن کی سرکوبی کے لئے
شامیوں سے مدد مانگتے۔ کیونکہ اس سے ذرا پہلے جب شامیوں نے قلعہ سبطا میں محصور ہو کر اُس سے مدد مانگی
تھی تو اُس نے صاف جواب دیدیا تھا۔ پس اب اپنے اڑے وقت پر کس منہ سے اُن سے مدد مانگتا۔ اور بالفرض
اگر مانگتا اور وہ دے بھی دیتے تو اس کو یہ خوف تھا کہ مبادا یہاں آکر وہ لوگ بجائے معین و محافظ ملک ہونے
اہل ملک کے حق میں ملک الموت بنجائیں اور موجودہ خطرہ سے زیادہ خطرناک ہو جائیں۔ غرضیکہ عبد الملک اس
کشمکش اور ہجوم خیالات میں کسی طرح فیصلہ ہی نہ کر چکا تھا لیکن آخرکار امید و بیم کی ایک سہ ہان روح حالت
میں اس نے جہاز بھیجکر شامیوں کو بلا ہی لیا۔ مگر تاہم اُن سے اس امر کا وعدہ و اقرار لے لیا کہ اپنا کام
کر چکنے کے بعد فوراً ملک خالی کر دیں اور جہاں سے آئے ہیں چپ چاپ ہیں چلے جائیں۔ چنانچہ شامیوں
کی مدد سے عربوں نے سرکش بربریوں کی خوب سرکوبی کی۔ اور اُن کو شکست فاش دیکر اور نہایت بیرحمی
سے قتل کر کے اور مار کے اُن کے پہاڑی قلعوں میں بھگا دیا۔ اور اب سب سے اخیر وہ وقت آیا جس سے بچنے
کے لئے عبد الملک کی دور اندیشی نے بہت کچھ کوششیں کی تھیں یعنی شامیوں نے بمقابلہ اندلس کے
زرخیز صوبوں اور بیخطر زندگی کے افریقہ کے اُجاڑ بیابانوں اور بربریوں کے تیر و تفنگ سے مخدوش
زندگی کو پسند نہ کیا اور یہ دُھن باندھ کر عبد الملک کو معزول اور قتل کر کے اپنے میں سے ایک شخص کو بے تکلف
تاج شاہی پہنا دیا۔ اس ناجائز عزل و نصب کا یہ نتیجہ ہوا کہ قدیم عربوں اور نو وارد شامیوں میں عرصہ دراز
تک جنگ و جدال ہی رہی جس سے بیشمار خونریزیاں ہوئیں اور ملک تباہ ہو گیا۔ آخرکار جب خلیفہ دمشق نے ایک
لائق اور عقلمند شخص کو اپنی طرف سے گورنر کر کے بھیجا تب اس قضیہ کا فیصلہ ہوا۔ اُس نے یہاں آکر
متنازعین کو آباد ہونے کے لئے ایک دوسرے سے دور دراز سرزمینیں اور قطعے دئیے اور اُن میں
جو فتنے اور بانئے فساد تھے اُن کو جلا وطن کرایا۔ افواج شامیاں میں جو لوگ مصر کے رہنے والے تھے

Marfat.com

اُن کو حکومت کے لئے صوبہ مرسیہ ملا جس کا نام اُنہوں نے مصر رکھ دیا اور جو فلسطین کے باشندے تھے وہ سیدونیا اور آخیرس میں آباد ہو گئے۔ اسی طرح جاردن کے رہنے والے ریجیو (مالاگا) میں اور دمشق کے رہنے والے البیرا (گرینادا یا غرناطہ) میں کنسرن کے باشندے جیین میں آباد ہوئے۔ اس وقت اُندلس کی باہم خانہ جنگیوں کی ایک بازو تو ٹوٹ گئی۔ مگر گروہی مخالفت ہنوز ہمون آتش زیر کاسہ تھی اور اس سے بسا اوقات محفوظ و مامون حکومت طوائف الملوکی سے مبدل ہو جاتی تھی۔ آخر کار یہ شہر آشوبیاں بالکل اس وقت رفع ہوئیں جب خاص دمشق کے شاہی خاندان کے ایک ایسے لائق اور مدبر نوجوان نے اندلس میں آ کر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی جو اصول سیاست مدنی اور حکمت عملی کے گہنے سے آراستہ تھا۔ اور جس کے چہرے بشرے سے سطوت شاہی کے آثار نمایاں اور خون میں وہ حاکمانہ رعب و داب ملے ہوئے تھے جو نسل خلافت کا مایہ خمیر تھا غرضیکہ اس عجیب غریب شخص نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی ملک خس و خاشاک سے بالکل صاف اور تمام مخالف گروہوں اور قبیلوں کو ایک نظم متحد کی شکل میں سلطان قرطبہ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کر دیا۔ یہ عجیب غریب شخص وہی **عبدالرحمٰن** تھا جس نے اقبال اور تنزل کے لئے تنہا یمن و شام سے آیا تھا۔ اور نا کام واپس گیا تھا +

چوتھا باب

ایک نیا دعویدارِ سلطنت

یعنی

عبدالرحمٰن

اسلامی سلطنت کا بیشتر حصہ چھ سو برس تک **مرکز حکومت** یعنی خلفائے اسلام کا برائے نام اطاعت کرتا رہا۔ شرع میں **منصب خلافت** فی الحقیقت ایک معزز اور مقدس منصب خیال کیا جاتا تھا۔ اور یہاں سے لیکر دامن ہندوکش تک تمام صوبوں کے گورنروں کا عزل و نصب محض انہیں کی رائے اور مرضی پر تھا۔ مگر چونکہ سلطنت کی وسعت اور عظمت اب اس حد سے متجاوز ہو گئی تھی جس تک مرکز سلطنت اپنے تمام اجزا کو اپنی قوت سے اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ لہٰذا اکثر مقامی گورنر اپنے اپنے صوبوں میں خودمختار بن بیٹھے ہر چند کہ وہ عموماً **خلیفۃ اللہ** کی وفاداری اور ہواخواہی کا دم بھرتے تھے اور خلافت کو معظم و محترم ہی خیال کرتے تھے۔ مگر فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں اُن کو کسی قدر تامل تھا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے اظہار کا تکلف کو بھی بالائے طاق رکھدیا اور بہت سے ایسے خودمختار پیدا ہو گئے جو صرف اتنا خیال کیا کرتے تھے کہ خلیفۃ اللہ کی روحانی بزرگی اور برتری کو تسلیم کرتے تھے اور اس کو اور اس کی طرف منسوبات سلطنت جانتے تھے۔ بالآخر نوبت آپہنچی کہ مذہب روم کے … **پوپ اعظم** کی طرح ان کا ملکی اقتدار بالکل گھٹ گیا۔ بلکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے بعض مفسد اور باغی سرداروں سے بچنے کے لئے حرم سرائے میں گوشہ نشینی اختیار کی اور کسی … بادشاہ … کرکے اس سے اپنی جان کی حفاظت کی۔ یہ واقعہ … خلافت سے تین سو برس بعد کا ہے اس کے بعد جس قدر خلفا مسند آرائے خلافت ہوئے وہ سب سلطنت کے … سرداروں کے ہاتھ کی کٹھ پتلیاں تھے جن کے اعزاز و اکرام کی یہ حالت تھی کہ جونہی خفیف سے … کے ساتھ گدی پر بٹھائے جاتے تھے۔ آخر کار خلافت کے اس ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو … کے **طوفان مغل** گل کردی

بالکل گم کر دیا۔ اور اگرچہ سلاطین ٹرکی اب تک اپنے تئیں اس لقب کا مستحق ثابت کرتے ہیں مگر لفظ خلافت کے اصلی اور قدیم مفہوم کے لحاظ سے اب کوئی خلیفۃ اللہ نہیں[۱]

سب سے پہلے جس صوبے نے خلیفہ دمشق کی اطاعت سے انحراف کیا وہ اندلس تھا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ان خرابیوں کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ جس قدر خلفاء ایک دوسرے کے بعد مسند نشین ہوئے وہ بوجہ خاندانی ارث مسلسل نہیں ہوئے چنانچہ چار خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد جن کا انتخاب کم و بیش عوام الناس کی رائے پر ہوا تھا۔ فریق شام نے جو اس وقت ملک میں غالب تھا حضرت امیر معاویہ رض کو منصب خلافت سپرد کیا۔ انہوں نے خاندان بنی اُمیہ کی بنیاد ڈالی کیونکہ ان کا مورث اعلیٰ امیہ نامی ایک شخص تھا اور دمشق کو دار الخلافت قرار دیا۔

اس خاندان کے چودہ نامور فرمانرواؤں نے سو برس سے زائد عرصہ یعنی ۶۶۱ء سے ۷۵۰ء تک حکومت کی۔[۲] آخر السفاح نامی ایک شخص نے اس خاندان کو معزول کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لی اور خاندان بنی عباسیہ کا بانی ہوا۔ کیونکہ اس کا جد اعلیٰ حضرت عباس رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے عم بزرگوار تھے۔ خلفائے عباسیہ[۳] نے بجائے دمشق کے بغداد کو دار الامارت بنایا اور [illegible] کے

---

[۱] اہل سنت صاحب [illegible] صاحبان تشیع کی اتباع کرتے ہیں۔

[۳] خلفائے عباسیہ جن کی تعداد ۳۷ تھی ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک مسند آرائے خلافت رہے
(۱) عبداللہ السفاح (۲) ابوجعفر منصور (۳) ابوعبداللہ مہدی (۴) الہادی باللہ موسیٰ (۵) الرشید باللہ [illegible] (۶) الامین باللہ محمد (۷) [illegible] (۸) المعتصم باللہ ابو اسحاق
(۹) المتوکل علی اللہ جعفر (۱۰) الواثق ابوجعفر ہارون
(۱۱) المنتصر باللہ ابوجعفر (۱۲) المستعین باللہ [illegible]
(۱۳) المعتز باللہ [illegible] (۱۴) المہتدی باللہ ابو اسحاق
(۱۵) المعتمد علی اللہ ابوالعباس (۱۶) [illegible]
(۱۷) [illegible] (۱۸) المقتدر باللہ ابوالفضل
(۱۹) [illegible] (۲۰) الراضی باللہ ابو العباس
(۲۱) [illegible] (۲۲) المستکفی باللہ [illegible]
[illegible]

[۲] نام فرمانروا | مدت حکومت

نام فرمانروا	مدت حکومت
معاویہ	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
مروان	[illegible]
عبدالملک	[illegible]
سلیمان	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
ہشام	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
مروان	[illegible]

طوفانِ مغل گردی تک برابر حکومت کرتے رہے معزول شدہ خاندان بنی اُمیہ کا ایک ممبر **عبدالرحمن** نامی ایک شخص بھی تھا اُس کے تمام اعزہ و اقارب کے ساتھ سنگدل عباسیوں نے نہایت جابرانہ سلوک کئے تھے اور جس جس جگہ اُن کا نشان مل سکا ڈھونڈ ڈھونڈ کر مٹایا تھا۔ انہی مظلوموں کے ساتھ عبدالرحمن بھی جان بچا کر بھاگا تھا مگر قسمت کا زبردست تھا۔ دریائے فرات تک صحیح وسالم پہنچ گیا۔ اور یہاں ایک گاؤں کے قریب بود و باش اختیار کی۔ ایک روز جبکہ وہ خیمہ میں بیٹھا اپنے نوعمر بیٹے کے کھیل تماشہ سے دل بہلا رہا تھا۔ تو بچہ دفعۃً سراسیمہ اندر بھاگ آیا عبدالرحمن اس کے خوف کا سبب دریافت کرنے باہر نکلا۔ دیکھا تو تمام گاؤں میں تہلکہ مچا ہے اور عباسیہ نشان کا سیاہ پھریرا اُفق پر ہوا میں لہرا رہا ہے یہ دیکھ کر وہ سخت پریشان ہوا۔ مگر پھر کچھ سوچ کر سنبھلا اور بچہ کو گود میں اُٹھا کر دریا کی جانب بھاگا۔ وقت بہت تنگ تھا دشمنوں نے پیچھے آ لیا۔ اور ہرچند چلا چلا کر تشفی کی طرح طرح کے اطمینان دلائے۔ مگر اُس نے ایک نہ سُنی اور جھٹ سے دریا میں کود پڑا۔ اُس کا ایک بھائی جو اس مصیبت میں اُس کا انیس ہمدم تھا اور اُس وقت تیرنے سے درماندہ ہو گیا تھا دشمنوں کے فقروں میں آ کر دوراً ٹھیرا اور پیچھے پھر کر دیکھنے لگا۔ دیکھتا تھا کہ سر تن سے جدا ہو گیا مگر عبدالرحمن نے ذرا بھی پروا نہ کی اور نہ ٹھیرا بلکہ اپنے نوعمر بیٹے اور ایک غلام مسمی بدر کے دیوانہ وار تیرتا چلا گیا۔ آخر ساحلِ مقصود پر پہنچ کر یہاں سے شبانہ روز منزلیں طے کرتا ہوا افریقہ پہنچا۔ جہاں کہ اسے اپنے قبیلے کے باقیماندہ لوگ بھی مل گئے اور اب خاندان بنی اُمیہ کے اس تنہا ممبر کو فرصت ملی کہ اطمینان سے بیٹھکر اپنی پیشانی کی پیش آئیوں پر غور کرے ۔

عبدالرحمن کی عمر اس وقت پوری بیس برس کی تھی اور اُس کا دل جوانی کی اُمنگوں سے لبریز تھا۔ گویا قدرت نے اس کو عمر کے اُس دلکش حصہ میں داخل کر دیا تھا۔ جہاں پہنچکر انسان کو اپنی اُمید و آرزو کا نخل ہر وقت سرسبز اور بار دار دکھائی دیتا ہے۔ دنیا بھر کی کامیابیاں کہربائی کشش سے اپنی طرف کھینچتی نظر آتی ہیں اور اُس کے نوخیز حوصلے عنقائے نظر سے بھی کچھ بڑھ کر بلند پروازی کیا کرتے ہیں لیکن عبدالرحمن کو قدرت نے سیرت اور صورت دونوں میں خصوصیت کے ساتھ حصہ بھی دیا تھا۔ اُس کے اعلےٰ درجہ کے قوائے ذہنی اور عقلی اور اُس کا بلند اور موزوں قد۔ اُس کے قوائے جسمانی اور دلیرانہ شکل و شباہت یہ سب اس دعوے کو ثابت کرتی ہیں لیکن عربی مورخ اس بارہ میں کچھ اور ناگوار اضافہ کرتے ہیں اور اُس کو یک چشم اور قوت شامہ سے معذور لکھتے ہیں۔ عبدالرحمن کے ابتدائی طور طریقوں کو دیکھکر معبّرانِ وقت نے اُس کی آئندہ ناموری اور اقبالمندی کی بابت بہت کچھ پیشین گوئی کی تھی۔ چنانچہ ہرچند کہ موجودہ آفتوں نے اُس کے خاندان کا نام و نشان تک مٹانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی

Marfat.com

کہ اس کی بلند حوصلگی اور علو ہمتی میں ہنوز سر مو فرق نہ آیا تھا غرض یہاں پہنچکر سب سے پہلے اس کا خیال شمالی افریقہ کی جانب متوجہ ہوا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ خاندان عباسیہ کی بنیاد نے موروثی ملک میں اس کی سرسبزی کا کوئی موقع نہیں چھوڑا لیکن پانچ برس تک سواحل بربر پر خراب و خستہ پھرنے کے بعد اس کو ثابت ہو گیا کہ عربی گورنر افریقہ کا استیصال کچھ سہل نہیں علاوہ ازیں اہل بربر بھی اپنی ہی حاصل کی ہوئی خودسر حکومت کو ایسی خفیف اور بیرنگ خوشی پر کیوں بطیب خاطر نثار کر دیتے جو اس صورت میں ان کو ایک شخص من قبیل بنی امیہ کے زیر حکومت رہنے سے حاصل ہونی ممکن تھی غرض جب عبدالرحمن کی کوششیں اس طرف ناکامی پر ختم ہوئیں تو اس کو اندلس سوجھا یہاں البتہ اچھے سامان دکھائی دئے کیونکہ یہاں کی خانہ جنگیوں اور باہمی مخالفت کے سبب زور زور کے گروہوں سے اس قدر گنجائش باقی تھی کہ اگر کوئی زیرک دعویدار سلطنت اور بالخصوص عبدالرحمن کے ایسے موروثی استحقاق کا جائز ناجائز دعوے کر بیٹھے تو ناکام نہ رہے چنانچہ عبدالرحمن نے اپنے غمخوار غلام بدر کو سرداران قریش شام کی خدمت میں اندلس کو بھیجا چونکہ ان سرداروں میں اکثر امیہ نسل کے آزاد خیال لوگ بھی تھے جو بموجب اپنے قومی معاہدہ کے اپنی نسل کے ہر افتادہ شخص کی دستگیری پر مستعد رہتے تھے بدر کو یہاں پہنچکر کسی دقت کا سامنا نہیں ہوا ان تمام سرداروں نے درخواست کے موافق شہزادہ کے لئے پرجوشی آمادگی ظاہر کی اسی طرح مخالف گروہوں میں خفیف سی بحث کے بعد یمنیوں نے بھی ہر طرح امداد و اعانت کا وعدہ کر لیا اور بدر تمام مہمات ورنگ کر کے کامیابی کے ساتھ واپس افریقہ پہنچا۔

اس وقت عبدالرحمن سمندر کے کنارے نماز پڑھ رہا تھا جو دور سے ایک جہاز دکھائی دیا جس میں بدر نوید کامیابی لئے آ رہا تھا جب اس کا سب سے پہلا ایلچی شہزادے کے سامنے آیا تو جیسا کہ مشرقی دنیا کا دستور ہے کہ شخص بے اصل و خفیف اتفاقات کو دوپیش سے نیک و بد شگون لے لیا کرتے ہیں۔ عبدالرحمن نے بھی اس کے نام ابو غالب التمام (تمیمیوں کا باپ) سے اپنی آئندہ فتح مندی اور خوش طالعی کا ثبوت لیا اور جوش مسرت میں چلا اٹھا "ہم ضرور کامیاب ہونگے اور [illegible]" غرض عبدالرحمن نے مع اپنے معدودے چند جان نثاروں کے اس نو نفر جہاز میں سوار ہو کر [illegible] سے اسپین کا رخ کیا۔ اسپین میں ایک ایسے شخص کی آمد آمد کی خبر بالی نسانوں کی سبب بلکہ عبدالغنیاں واقعات سے کچھ کم و نعمت نہ تھی جو خاندان بنی امیہ کے مردہ شوکت و اقبال کو زندہ کر دینے والا ہو [illegible]

Marfat.com

تاریخ میں ملتی ہے جبکہ ۷۵۵ء میں ہینگبوری نٹڈ وہاں وارد ہوا چنانچہ خبر مذکور دفعتاً آگ کی طرح تمام ملک میں پھیل گئی خاندان بنی اُمیہ کے قدیم ہواخواہ نذرانے لیکر دوڑے۔ جو اس خاندان میں تھے وہ فوراً آملے۔ حتٰے کہ یمانی قبیلے جنسے اقبالمند شہزادے کے ساتھ کسی قسم کی خاص دلسوزی یا دلی ہمدردی ظاہر ہونے کی امید نہ تھی مگر انہیں ہواخواہوں کی دیکھا دیکھی حسب قرارداد سابق وہ بھی مدد دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اب تو امیر اندلس کے ہاتھ کے طوطے اُڑے جب بہت سا لشکر بھی ٹوٹ ٹوٹ کر دشمن سے جا ملا۔ تو ناچار اُسے بھی فوج کا انتظار کرنا پڑا۔ اسی اثناء میں موسم سرما کے بے موقع **عشوقون** یعنی طوفان خیز بارشوں نے عرصۂ جنگ اس پر اور بھی تنگ کر دیا۔ اور عبدالرحمٰن کو اپنی فوجی طاقت بڑھانے اور مضبوط کرنے کا خاطر خواہ موقع دیا۔ سال آئندہ کے موسم بہار میں لڑائی کا رنگ جمنا شروع ہوا۔ عبدالرحمٰن اول **سیویائل اور نامرکی ڈونا** آیا جہاں کے باشندوں نے بڑی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا۔ یہاں سے خوب طرح مسلح اور تیار ہو کر بخط مستقیم قرطبہ کیجانب بڑھا۔ اُدھر سے **یوسف** گورنر قرطبہ بھی اُس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ مگر وادی الکبیر کی مستانہ موج زنی نے طرفین کے جوش ڈھیلے کر دئیے اور دونو فوجیں دونو کناروں پر ایکدوسرے کے مقابل بیتابی سے اس بات کا انتظار کرنے لگیں کہ دیکھیے پہلے کون قرطبہ پر قبضہ کرتا ہے۔ بالآخر عبدالرحمٰن نے یوسف کو صلح کا جھکما دیکر مطمئن کر دیا۔ اور اس فریب آمیز تدبیر جو ہرگز شایان اولوالعزمی[۱] نہ تھی خود مع فوج دریا عبور کر کے بےخبر قرطبیوں پر دفعۃً جا پڑا۔ ایسے موقع پر لڑائی کے موافق فیصلے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا۔ فوج کی لوٹ مار سے روک کر اہل شہر کو امان دی اور یوسف کے حرم سرا کو ہر طرح عفت و عصمت کے ساتھ محفوظ کیا۔ الغرض سال تمام سے پہلے پہلے تمام اسلامی اسپین پر مسلط ہو کر اس خاندان بنی اُمیہ کی بنیاد ڈالدی جس کو قریباً تین سو برس تک قرطبہ میں حکمراں رہنا تھا ؞

اگرچہ عبدالرحمٰن مُلک پر قابض ہو گیا۔ مگر بدون بہت سی ایسی لڑائیوں کے مستحکم نہ ہو سکا۔ یہ سچ ہے کہ اس کو تخت حکومت خاص سرداران قرطبہ ہی کی بدولت ملا تھا مگر یاد رکھنا چاہئے۔ ایسے سرداروں کا گروہ اُن بیشمار فریقوں سے نسبتاً بہت کم تھا۔ جو اُس وقت سلطنت کے اجزا بنے ہوئے تھے۔ تاہم اولوالعزم شاہزادے نے ان **مفسد** اور جنگجو جتھوں میں بڑی دلیری سے قدم جمائے رکھا۔ عبدالرحمٰن ہمارے ملک میں ایک خاص قسم کی آمادگی اور مستعدی ظاہر کرتا تھا۔ ہر طرح [illegible] پاک تھا۔ مرام ملکی قطعی [illegible]

۱؎ **الحرب خدعة**۔ جنگ میں فریب جائز ہے۔ اور کوئی اولوالعزم بادشاہ اس سے بری نہیں۔ کیا برہما کا الحاق اور شاہ تھیبا کی گرفتاری نظیر نہیں ؟ ؞

Marfat.com

پسند کرتا تھا مگر سختی درشتی اور وسعت پسند تھا کبھی نہایت درشت بلکہ جابرانہ طریقے کبھی خوش طبعی کے یکسانہ حصول اختیار کر لیتا تھا خود عنصر کا مالک آ تخت کی لیاقت سے حسب ضرورت وقت و موقع جائز ناجائز طریقے اختیار کرنے والا۔ یا زیادہ صحیح لفظوں میں ابن الوقت اور مطلب پرست تھا۔

[illegible] کے زیادہ خطرناک ثابت ہوا کہ ابو مغیث جنگی جہازوں کا ایک پورا بیڑا لے کر [illegible] کے مقامات پر اپنا قبضہ کر سکا اور یہاں پہنچ کر صوبہ چھینا [illegible] لیکن نہایت سی جدت پسند [illegible] کہ عبدالرحمٰن [illegible] ناخوش نہیں بلکہ اس لئے کہ ان کو نئے معاملات [illegible] عبدالرحمٰن کا رمونا میں محصور ہو گیا [illegible] کیونکہ ابن جو کہ رات تھا محاصرین کو فوجی طاقت بڑھانے اور رسد پہنچانے کو ایک نیا موقع دے دیا تھا۔ دو ماہ کامل سخت محاصرہ رہا۔ مگر عبدالرحمٰن [illegible] ہاتھ سے نہ دیا تھا بر وقت موقع کی تاک میں رہا۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ محاصرین بوجہ غلبۂ غفلت و سہل انگاری سے کام لے رہے ہیں۔ تو [illegible] سات سو با اعتماد دلاوروں کی ایک جمعیت [illegible] میں سے منتخب کی۔ آگ کا ایک بڑا الاؤ روشن کر کے سب نے اپنی تلواروں کے میان اس میں جھونک دئیے جس سے یہ مراد تھی کہ جب تک موت یا نصرت سے اپنی آزادی کا پورا فیصلہ نہ کر لیں گے یہ شمشیر نیام نہ ہوں گے اور پھر اپنے سر بکف سردار کے پیچھے [illegible] سے نکل کر بے خبر عباسیوں پر دفعۃً بجلی کی طرح جا پڑے اور ان کے تمام [illegible] میں ملا دئیے اس موقع پر بھی عبدالرحمٰن اپنی [illegible] سے باز نہ آیا جو اس کے اخلاق پر ہمیشہ نمایاں داغ دھبہ پیدا کر دیتا تھا یعنی اس نے جمیع سرداران فوج عباسیہ کے سروں کو تن سے جدا [illegible] ہر ایک کا نام ایک پرزہ کاغذ پر لکھ کر اس کے کان میں [illegible] دیا۔ پھر ان سب سروں کو ایک بیگ میں بند کر کے ایک حجازی کے سپرد کیا جو مکہ معظمہ جا رہا تھا۔ ہر سر والا بلا تاخیر باشندہ ہیں۔ اس نے [illegible] قابل قدر [illegible] تحفے نہایت منصور خلیفہ بغداد کے ہاتھ میں جا دیا۔

جب منصور نے بیگ کھولا تو نہایت غضبناک ہوا اور [illegible] میں آ کر بولا الحمد للہ و شکرا کہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں سمندر حائل ہے اور اگرچہ منصور اس قریشی کی اس عزم پر اس نے [illegible] اور حماقت سے یاد کیا لیکن ساتھ ہی اس کی کارروائی اور بہادری پر عش عش کرتا رہا چنانچہ [illegible] اس کو "نسل قریش کا باز" کے نام سے یاد کرتا اور کہتا کہ حق

تو یہ ہے کہ عبدالرحمٰن کی جرأت۔ دانشمندی اور حسنِ تدبیر سے مجھے سخت حیرت ہے۔ خطرناک راستے میں پڑنا۔ اپنے تئیں دور و دراز اور دشوار گزار سرزمین میں پھینک دینا۔ وہاں کے مخالف گروہوں کی باہمی حسد و عداوت سے مستفید ہونے کے موقعے نکالنا۔ اُن کو آپس میں تیغ و سپر کرکے خود پہلو بچا جانا۔ اور ان سب سے زیادہ یہ کہ تمام رعایا کو رضامندی سے مطیع کرلینا۔ اور بالآخر تمام دقتیں رفع کرکے در و بست جزیرہ نما پر خود سر حکومت کرنا یہ سب کس قدر حیرت انگیز واقعات ہیں! سچ یہ ہے کہ یہ اُسی کا حصہ تھا نہ کسی نے کیا اور نہ کریگا۔

عباسیوں کی شکست فاش نے عبدالرحمٰن کے لئے کامیابیوں کے نئے راستے کھول دیئے اہل طلیطلہ (ٹولیڈو) اگرچہ عرصہ دراز تک مقابلہ پر اڑے رہے۔ مگر آخر اُس نے اپنی حکمت عملی سے اُن کو بھی صلح پر راضی کرلیا۔ اور یہ شرط ٹھہری کہ وہ اپنے تمام سرغنوں کو اُس کے حوالہ کر دیں عبدالرحمٰن نے ان سب کو لے کر اوّل بڑی ذلت سے قید رکھا اور پھر طرح طرح کی اذیت سے مار ڈالا۔ اسی طرح فریق یمن سے بھی خوفناک آثار دیکھ کر اُس نے یہی سلوک کیا یعنی اُن کے سب سے بڑے سرغنہ سے طریق ملاطفت جاری کرکے اوّل اسے حرم سرا میں بے روک ٹوک آنے کی اجازت دی۔ اور جب اس طرح اُس کا ڈر نکل گیا تو ایک روز موقع پاکر بذاتِ خود پیش قبض سے پیش آیا۔ یمنی سردار بھی کچھ کم ذی نخوت اور تیز مزاج شخص نہ تھا۔ دنداں شکن جواب دینے پر فوراً تیار ہو گیا۔ مگر عبدالرحمٰن نے اپنے چند خواص کی مدد سے اُسے خواب زندگی سے بیدار کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد فوراً ہی بربریوں نے حسب عادت حدود شمالیہ میں علم فساد بلند کیا اور عبدالرحمٰن کو دس برس کی سخت لڑائیوں کے بعد اُن کو مطیع کرنا پڑا۔ اسی اثنا میں فریق یمن اپنے مقتول سردار کا بدلا لینے پر آمادہ ہو گئے اور جب عبدالرحمٰن حدود شمالیہ میں بربریوں کی سرکوبی کر رہا تھا۔ تو موقع پاکر انھوں نے انہیں اطراف میں شورش مچائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کمبختوں کو سلطان عبدالرحمٰن کی چالاکی اور عیاری کا کبھی تجربہ نہ ہوا تھا جو اس طرح خوشی خوشی بگڑ بیٹھے۔ وہ ایسی دھمکیوں میں بھلا کب آتا تھا۔ فوراً ایک ایسی عجیب چال چلا کہ سب دیکھتے رہ گئے یعنی اوّل تو اُس نے اپنی حکمت عملی سے بربریوں کی باہمی خفیف عداوتوں کو اس قدر برانگیختہ کیا کہ وہ سب کمزور ہو کر مطیع ہو گئے۔ اس کے بعد فریق یمن کی طرف متوجہ ہوا۔ چونکہ افواج یمن میں بیشتر بربری تھے پس اوّل اُس نے انہیں سے سازش کرنے کی کوشش کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوا کہ تمام بربری جوانوں نے عین وقت پر بیچ میدان اہل یمنیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ سلطان کا لشکر مور و ملخ یہ حالت دیکھ کر مصیبت زدہ یمنیوں پر آفت ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑا۔ اور تیس ہزار جوانوں کو تہ تیغ کیا

Marfat.com

جن کا عظیم الشان مقبرہ مدت دراز تک عبرت بین اور حسرت نصیب نظروں کا منتظر رہیگا۔ اس واقعہ کے بعد تین عظیم الشان اور شام لیمین کے درمیان وہ خوفناک سازشیں ہوئیں اور وہ منصوبے بند ھے جنہوں نے سلطان عبدالرحمٰن کی جانفشانی سے بلند کی ہوئی عمارت کو مسمار کرنے میں ذرا بھی کسر نہ چھوڑی تھی۔ مگر نوشتۂ تقدیر! کہ جس شخص کے استیصال و قتل کے لئے وہ متفق ہو کر سازشیں کریں وہ زندہ سلامت اُٹھا لئے اور رفتار داگی نرا کا عبرت خیز میدان اور رہا ان مس ویلیمز نے ہیبت ناک رہے زار دائمی کا فرضی قصاص لیں ❊

ران مس ویلیمز کے معرکہ نے جس طرح شام لیمین کی امیدوں کا خون کر دیا تھا۔ اسی طرح عبدالرحمٰن کے مصائب آلام کو بھی ہمیشہ کے لئے زمین مدفون کر دیا تھا کیونکہ اس واقعہ کے بعد سے پھر کوئی مزاحمت باقی نہ رہی اور اب ہمارے شیر دل سلطان کو فرصت ملی کہ اپنی عرق ریزی سے حاصل کئے ہوئے فتوحات سے لطف حاصل کر اقتدار رکھے۔ یہ وہ وقت تھا کہ تمام مخالف گروہ اُس کی پائے برحق کے تابع تھے۔ عربی سردار جن کی معزز تلواریں اُس کی تخت نشینی اور شام کے ہمیشہ ہونے کا دم بھرتی تھیں اُس کے سامنے جبہ سائی کرتی تھیں۔ تمام مفسد سرداروں کے مارے جانے یا قتل ہونے سے میدان بالکل صاف تھا۔ اور عبدالرحمٰن گویا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ اب کوئی میری ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ لیکن ناظرین کو یاد رہے کہ عبدالرحمٰن کے ایسا ظالم آفرین ستم ایجاد فریب پیشہ نشہ وابستی پاداش آپ ہی لیتا ہے زبردست اگر زیردستوں کو مغلوب کر سکتے ہیں تو کیا ان کے دلوں پر بھی فتح پا سکتے ہیں؟ زور شمشیر سے حاصل کیا ہوا تخت سلطنت اگر چھن سکتا ہے تو نوک شمشیر ہی پر چھن سکتا ہے۔ اتنا زادہ انصاف بالطبع لوگ عبدالرحمٰن کے بے رحم انتقام کو [illegible] سمجھتے ہیں جو اُس نے سرگرمی کے ساتھ لیا ہے اور اس بے دردی کے تمام بیش قیمتی [illegible] رہے۔ چنانچہ اُسکے قدیم خیر خواہوں نے جنہوں نے اس کو بچپن آ رام سے فراغت سے پالا تھا اور اس کے مبارک قدموں کو اپنے سر آنکھوں پر لیا تھا۔ جب ان دونوں کا ہم ایمان بیلتے اس نے شمشیر برہنہ پایا تو سب سے پہلے وہی تھا دلشکستہ ہو گئے۔ اتفاق رنگ تھا کہ اس کو نزدیک رشتہ دار جنہوں نے عباسیوں کے مظالم سے تنگ ہو کر اسے چھوڑ دیا اور اپنا اور اس کا نیا اس کی ناگوار ختیاں نہ سہ سکے اور اس کے اعمال چھینے کے لئے تنازعہ پیدا کئے جن سے اس کی جان اپنے کے سوائے کچھ نتیجہ نہ ملا ❊

افسوس! عبدالرحمٰن کی تمام جانبازی رائیگاں گئی جو اس کے تمام پرانے دوست تک باہم جھگڑتے اُس کے دوست دشمن اگرچہ نہیں اسکتے تو زمیندوں سے بدد عائیں ہی پہنچتے ہیں

تجربہ ہو چکا تھا جن کے سبب سے چور اور زیادتیوں کے مغلوب اور باغیوں سے لڑتے لڑتے اُس کا دل صفات نزاہت بالکل زائل ہو گئی ہیں اور انکی جگہ جلد بازی اور خونخواری کی بُری خصلتیں پیدا ہو گئی ہے اور یہ سچ ہے کہ یہ بے رحمی و سفاکی اُس کی سرشت میں ہرگز نہیں۔ عبدالرحمٰن ابن معاویہ ہر دلعزیز سلطان عبدالرحمٰن نہیں رہا کہ قرطبہ کے خوبصورت اور شاندار بازاروں میں پہلے کی طرح تمام مجمعوں کے ساتھ ایک آزاد زندگی کا لطف اٹھائے۔ بلکہ اب اُس کا چور اور تنگی دل نفرت جنگ آمیز خیالات سے لبریز اور اپنے مظالم کے سوا انکی یاد میں غرق رہتا ہے اُس کی گھبرائی ہوئی نظر گردش کرتی ہوئی جس چہرے پر پڑتی ہے اُسی کو اپنا نور زندگی تیرہ کر دینے والا پاتی ہے۔ اس حالت کے ساتھ جب کبھی باہر نکلتا ہے تو شمشیر برہنہ محافظین کا پورا دستہ اُس کے گرد حلقہ باندھے ہوتا ہے۔ چالیس ہزار افریقی جوان جو بوجہ اپنی جان نثاری و وفاداری کے اس قدر مقبول سلطان ہیں جس قدر کہ بوجہ اپنی نفرت و سختی کے مردود نام اُس کا باڈی گارڈ بنتے ہیں جس کی آہنی و زبردست رعایا کا شکار کرتا ہے اپنی تباہ اور برباد حالت میں عبدالرحمٰن نے ایک کھجور کے درخت پر جو اُس کا ہموطن تھا ایک نظم لکھی (کیونکہ بہت سے اُندلس کے عربوں کی طرح وہ بھی شاعری میں قدم رکھتا تھا) جس میں درخت مذکور کو مخاطب کر کے اُس کی جلاوطنی پر تاسف ظاہر کیا ہے اس نظم کے ایک دو شعر کا ترجمہ بطور نمونہ ہم اس موقع پر نقل کرتے ہیں:-

وھوھذا

"میری طرح تو بھی اپنے عزیزوں سے جُدا کیا گیا ہے۔ تو ولایت غیر میں پیدا ہُوا تھا مگر اب اپنے وطن سے کس قدر دور دراز فاصلے پر کھڑا ہے"۔

جن مقاصد کی طرف عبدالرحمٰن کو اُس کے نوخیز حوصلوں نے بہت گُدگُدا کر بڑھایا تھا اور جن کو پورا کرنے کے لئے خود اُس نے غریب الوطنی کی حالت میں تن تنہا غیر مُلک کی فتح کا احرام باندھا تھا ان کی تکمیل میں اگرچہ اب کچھ شک نہ رہا تھا کیونکہ عرب اور بربر دونوں ملک اُس کے سامنے دست بستہ تھے۔ تمام ملک میں امن و امان کا دور دورہ تھا۔ اور مخالفت کا بظاہر کہیں نشان نہ تھا۔ تاہم یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب کچھ محض رعایا کی ناجائز دل آزاری کی بدولت تھا۔ مگر آہ! متلوّن مزاج زمانہ کا ورق اس کے انقلاب کے نقش و نگار سے کس درجہ آراستہ ہے! ایک وہ زمانہ تھا کہ عبدالرحمٰن کو اُٹھتی جوانی کا جوش۔ حوصلوں کی بلند پروازی۔ وجاہت کی امید کی کاموری۔ ایک نامور اور صف شکن بہادر ہونے کا وعدہ۔ بلکہ عربوں کے دل اور زبانوں پر فتح پانے لائی تھی۔ یا اب وہ زمانہ ہے کہ وہی عبدالرحمٰن ترتیس برس کے بعد اپنے ناتراشیدہ مظالم کی یاد میں شرمسار کشت و خون سے حاصل

Marfat.com

کئے ہوئے تخت حکومت کو اُن مستاجر سپاہیوں کی پناہ میں لئے ہوئے جن کی وفاداری اور جانفروشی صرف رعایا کے مال و دولت کا بدل تھی ہمیشہ کے لئے آغوش لحد میں سونے جاتا ہے! چونکہ مورث اعلیٰ نے سلطنت کا مرکز نوکِ شمشیر قرار دیا تھا۔ لہٰذا اُس کے جانشینوں کو بھی اُس کا اتباع کرنا پڑا۔ جیسا کہ مسلمانوں کا مشہور مؤرخ لکھتا ہے۔ بے شبہ ایسا طریقہ ڈھونڈ کر دریافت کر لینا کچھ آسان نہ تھا جس سے عرب اور بربر جیسی فتنہ پرداز قومیں جن کی سرشت میں فساد موجود تھا۔ سرکوبی کا سخت طریقہ اختیار کئے بدون بدعملی سے باز اور خاموش رہ سکتیں کیونکہ دونوں میں سے ایک بھی محکوم ہونے کی تکالیف کو برداشت کرنے کی عادی نہ تھی۔ اصل یہ ہے کہ اس طرح کی ہر ایک خود سر او مطلق العنان گورنمنٹ قطع نظر اُن تمام زیب و زینت اور کامیابیوں کے جو اُس کے قدرتی بدنما چہرے کو برائے نام آراستہ کر دیا کرتی ہیں۔ ایک خوفناک نقشہ پیش نظر کرتی ہے۔

ایک قدیم عربی مؤرخ ابن حیان سلطان عبدالرحمٰن کی عادات اور خصائل کا اس طرح فوٹو کھینچتا ہے … عبدالرحمٰن بڑا رحمدل اور شائستہ مزاج شخص تھا۔ اُس کی تقریر نہایت فصیح و بلیغ اُس کی قوت مدرکہ نہایت تیز اور نکتہ رس تھی۔ معاملات پر گو رائے دیر میں قائم کرتا تھا۔ مگر قائم کر لینے پر پورے استقلال اور قائم مزاجی سے اُس کی تعمیل اور تکمیل کی طرف متوجہ ہو جاتا تھا۔ عموماً چست و چالاک اور زندہ دل عیش و عشرت سے سخت و رجہ متنفر تھا اور جس طرح امور مملکت کو دوسروں پر منحصر رکھنے کی بجائے خود سرانجام دیتا تھا۔ اسی طرح اہم معاملات در پیش ہونے کی صورت میں سلطنت کے تجربہ کار مدبروں سے مشورہ کرنے میں بھی دریغ نہ کرتا تھا جانباز اور دلاور صف شکن تھا اور میدان جنگ میں سب سے پہلا حملہ آور ہوتا تھا۔ اُس کا غصہ نہایت خوفناک اُس کی مخالفت سخت دشوار۔ اس کا چہرہ دوست و دشمن دونوں کے لئے یکساں ہیبت اور جلال ظاہر کرتا تھا۔ تابوت یا جنازوں کے ساتھ جانا معیوب سمجھتا جمعہ کے دن مسجد جامع میں اکثر خطبہ پڑھتا۔ بیماروں کی عیادت کو جاتا۔ اور عام خوشی کے جلسوں میں شوق سے شریک ہوتا تھا۔ مؤرخ صاحب جو کچھ لکھتے ہیں ہم کو اس میں ذرا بھی شک نہیں مگر افسوس ہے اُس زمانہ کے حالات میں جبکہ عبدالرحمٰن عمر کے ابتدائی حصہ میں تھا اس کی رعایا کی بغاوت اور سازشوں نے اُسے بار بار ہر شخص سے بدظن کر دیا تھا اصل یہ ہے کہ قوت جس طریقے سے فتح مندوں کو اُن کے مخالف کے مکافات دیتی ہے وہ نہایت خوفناک ہے۔

ایک مطلق العنان بادشاہ کے انتقال پر سب سے پہلا سوال ہر ایک دل میں عموماً یہی پیدا ہوتا ہے کہ "اب کون جانشین ہوگا" جس کا معمولی جواب یہی ہے کہ "انقلاب اور طوائف الملوکی" ہوجاتی

حکومت کو تلوار کی دھار پر قائم رکھا ہو وہ یا تو جیتے جی آسانی سے قتل نہیں ہو سکتا تھا عبد الرحمٰن
نے اپنے بیٹے ہشام میں جس خاندان کی بنیاد ڈالی تھی وہ اس کے سامنے ہی معلوم نہیں ہو اور اگرچہ یہ امید
تھی کہ وہ مفسد گروہ جس سے گویا ملک لبریز تھا اور جن کو اس نے بزور تلوار ہی سے زیر کیا تھا۔
اس کے مرنے کے بعد میدان صاف پا کر پھر یکدم اپنا سر اٹھائے گا جو کچھ تھا لیکن ایسا نہیں ہوا
کیونکہ اس نے اپنی زندگی ہی میں ان کے حوصلے پست کر کے ان میں دوبارہ سر اٹھانے کی طاقت نہ چھوڑی
تھی اور بالفرض اگر تھی بھی تو اس کے جانشین کے عادات پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ نے ہر اس
طرح برعکس تھا ان کو اس قسم کی جرات سے باز رکھا غرض امن و امان کا سلسلہ کچھ عرصے کے لئے اور
غیر منقطع طور پر رہا۔

ہشام نے جو اپنے باپ کا جانشین ہوا [illegible] سے [illegible]
نہیں کیا تھا جو [illegible] سے ہر دلعزیز [illegible] اپنی طرف کھینچنے میں [illegible] کوشش کا [illegible]
[illegible] کو خیر و خوبی کا گویا ایک پتلا بنا دیا تھا [illegible] ہشام [illegible] میں [illegible]
کو رعایا کے [illegible] میں سرگرمی سے استعمال کرے [illegible] کی [illegible] کی زندگی
کے [illegible] چنانچہ ہشام نے [illegible] کے [illegible] کیا
[illegible] اور [illegible] گویا [illegible]
اس [illegible] کی مثال [illegible] رحم دل [illegible] اور مسکینوں کا پشت پناہ
تھا [illegible] اور عام [illegible] اور انسداد و بیخ کنی فساد
[illegible] کرتا تاکہ
[illegible] ڈالنے والے اسباب کو بند کرے [illegible] بیمار یا [illegible] اور شہروں سے اس
[illegible] کی باجماعت نماز [illegible]
[illegible] بیماروں کی عیادت کو [illegible] اور [illegible]
[illegible] لوگوں [illegible] لے جاتا۔
[illegible] الطبع ہونے کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

متانت اور قائم مزاجی کا پتا چلتا ہے۔ اُس وقت [illegible] اُس کا مختصر [illegible] حکومت اُس [illegible] کی [illegible]
سے محل خطر میں تھا۔ [illegible] کی تعداد [illegible] ہو گئی تھی۔ اور [illegible]
لئے حکم تھا کہ [illegible] دو [illegible] وقت [illegible] کی [illegible] کریں۔ [illegible]
[illegible] اس وجہ [illegible] تھا کہ [illegible] اس [illegible] کی [illegible]
[illegible] بنایا [illegible] کہ لوگ [illegible] جماعت کو [illegible]
آسانی سے [illegible] کہ [illegible] بنایا [illegible] قسم [illegible]
[illegible] گئی [illegible] باکل [illegible]
[illegible] جو [illegible] سے [illegible]
[illegible] آرام [illegible] کر سکتے ہیں [illegible]
کے بعد [illegible] کی [illegible] طرح [illegible] سلطنت [illegible]
[illegible] کے استعمال میں [illegible] دیکھنے [illegible] ہے۔

[illegible] جامع [illegible] اگر [illegible]
[illegible] سکتے ہیں [illegible] اصل [illegible] معلوم [illegible]
[illegible] کی طرح [illegible]
[illegible] خاص [illegible] نہیں۔ [illegible]
[illegible] اور [illegible] میں [illegible] ضرورت [illegible]
[illegible] کچھ [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] لفظ [illegible]
اسلامی ممالک میں [illegible] لوگ [illegible] ہیں جن کی [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

جس کا ظہور اندلس میں عنقریب ہونیوالا ہے ✦

عبدالرحمٰن اول کے انتقال کے بعد سب سے پہلا علم بغاوت اُن اطراف میں بلند ہوا جہاں سے ایک ہنگا
مہ اٹھنے کی توقع نہ تھی۔ نہ سپینیوں نے فساد کیا۔ نہ عرب یا بربر کے خاص ملکی فرقوں نے طغیانی کی
اگر کی تو کس نے؟ قرطبہ کے فقہا نے! جن کو خالص فرزندان اسلام کہلانے کا فخر حاصل تھا۔ اصل میں یہ
لوگ بیشتر یا تو خود نو مسلم تھے یا نو مسلمانوں کی اولاد تھے۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ اہل اسپین نے دعوت
اسلام بطیب خاطر قبول کی اور جیسا کہ نو مذہبیوں کا قاعدہ ہے عام مذہبی پابندیوں میں اصل مسلمانوں پر
بھی سبقت لے گئے۔ عبدالرحمٰن تو ایسا کم تجربہ کار اور کم انجام بین نہ تھا کہ ان مذہبی پیشہ لوگوں کو بالخصوص
جن کی رگیں ابھی سپینی خون سے خالی نہیں ہوئی تھیں سلطنت میں کوئی غالب حصہ دیتا۔ مگر صلح کل اور
نیک مزاج ہاشم اس آفت سے بالکل بے خبر تھا۔ اور بالفرض اگر خبردار بھی ہوتا تو ہم کو کسی طرح امید نہیں کہ
وہ اس آفت کو اصلی آفت جانتا جبکہ بہ نسبت عام لوگوں کے اس فرقہ پر اُس کو زیادہ اعتماد تھا۔ اُن
کے چال چلن کو شریعت کے عین موافق اور اُن کی ذات کو اُن عام پسند دنیوی فضولیوں سے بالکل
معرا جانتا تھا جو ناجائز ولولوں اور نئے نئے حوصلوں کی دلکش صورتوں میں دنیوی جاہ وجلال کی محبت
دل میں پیدا کردیا کرتے ہیں۔ غرضکہ ہاشم نے اُن کا غلبہ کچھ نامناسب نہ سمجھا۔ ادھر حسن اتفاق سے
اُن دنوں اُن کا سرگروہ ایک نہایت چست و چالاک اور باکمال شخص مقدس شہر مدینہ کے ایک مشہور عالم
کا شاگرد رشید تھا۔ یہ نامی گرامی شخص جس کا مایہ خمیر مذہبی جوش اور دنیوی ولولوں کے مساوی الوزن اجزا
سے امتزاج پایا تھا۔ علامہ یحیٰی تھا جسکو ہم آیندہ ڈاکٹر یحیٰی لکھینگے۔ ڈاکٹر یحیٰی نے ہاشم
کی دینداری اور رحمدلی کی آڑ میں قرطبہ کے مذہبی گروہ کے ملکی اقتدار کو حد سے زیادہ بڑھا دیا۔ جب
تک یہ گروہ اپنی قدیم وضع پر چلتا رہا تب تک ملک بھی فتنہ و فساد سے پاک رہا۔ مگر جب ۷۹۶ء میں
نیک نفس ہاشم نے گلزار ارم کو ہمیشہ کے لئے اپنا مسکن بنالیا تو ملکی سٹیج کا تمام سین دفعۃً بدل گیا۔ نیا
سلطان حکم لا مذہب یا کم از کم رند مشرب تھا البتہ اُس کے مسرور الوقت اور صحبت دوست ہونے
میں شبہ نہیں وہ مادر فطرت کے بے بہا عطیہ یعنی زندگی کو زہد و تقوے کے نقش و نگار سے آراستہ نہ کرتا
تھا۔ بلکہ جس سادی وضع سے اُس پر مبذول ہوئے تھے بسر کرتا تھا۔ ایسا طریقہ متعصب مولویوں کو
ہمیشہ اعتراض کا موقع دیتا ہے چنانچہ انہوں نے سلطان کو شرعی دھمکیاں دیں عام مذہبی جلسوں یا
پنجگانہ نماز کے بعد اُس کی ہدایت کے لئے خواہی نخواہی دعائیں مانگیں۔ اور جب اس پر بھی صبر
نہ آیا تو پردے پردے نفرین و ملامت کی۔ آخر تنگ ہوکر اُس کے معزول کرنے اور ایک اور شہزادے کو

Marfat.com

تخت نشین کرنے کا منصوبہ باندھا جو بالآخر ناکامی پر ختم ہوا۔ اور بہت سے شخص مع چند متعصب مولویوں کے مصلوب ہوئے۔ مگر قاعدہ ہے کہ جب تک مسلسل نامرادیوں کے ساتھ کوئی نابرداشتنی اذیت نہیں پہنچتی تب تک سر نامرادی تن ہیجان میں تازہ روح پھونکنے سے باز نہیں آتی۔ متعصب ملاؤں کو اپنی کوششوں کے ایسے مہلک نتائج پر بھی تسکین نہ ہوئی اور ۱۸۶ء میں لوگوں کو برانگیختہ اور آمادہ فساد کر کے بیلے کی طرح بیگناہوں کا خون ناحق کرایا۔ بہت سرداران ملیبار جو پہلے سے سرشورش تھے اس [illegible] دھوکے سے ٹیپو کے پھندے میں پھنس کر قتل ہو گئے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ان کی قسمت کے ایسے خوفناک فیصلے بھی تو اہل قرطبہ کو برخلاف توقع تازہ تر گل کھلانے سے باز نہ رکھا۔

یوم الخندق یعنی طلیطلہ کے قتل کے لرزانے والی یاد نے قرطبہ کے متعصب ملاؤں کو کئی سال سال تک سر نہ اٹھانے دیا۔ مگر جوں جوں یہ یاد دل سے محو ہوتی گئی ان سے بغاوت کے علامات ظاہر ہو گئے۔ عوام الناس نہ صرف سلطان ہی سے بدظن تھے کیونکہ وہ [illegible] نہ ملتا تھا۔ گدڑی پہنتا تھا۔ اپنے آپ کو صاحب زہد و تقوے نہ جتاتا تھا۔ بلکہ اس کے محافظین سے بھی سخت متنفر تھے۔ جو حبشی یا غیر عرب ہونے اور عربی زبان بول و سمجھ نہ سکنے سے عجمی دگونگے کہلاتے تھے۔

عجمی بازاروں میں جوق جوق نکلتے تھے اگر ایک دو نکلتے تو لوگ فوراً تلہ کر کے مار ڈالتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عجمی سے بیہودہ بکواس کی [illegible] شخص کے ہاتھ سے مارا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام شہر گویا نقشا جو جنوبی حاشیہ شہر پر بستے تھے اور اپنے وقتوں پر حسب غالب حصہ لیتے رہتے تھے فوراً مدد کو آپہنچے یہ سب ملکر یہاں سے [illegible] نکلے اور محل سرائے سلطان پر اس بلا کی تیزی اور [illegible] سے حملہ آور ہوئے کہ لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ [illegible] باوجود اطلاع ہونے کے ان کے [illegible] سلطان حکم نے محل کی بلندی سے اس طوفان بے تمیزی کی طرف نظر کی اور دیکھا کہ [illegible] ایک آ رہے ہوئے جوش مذہبی سے اس کے قواعد دان اور شائستہ عجمیوں کو [illegible] دیتے ہیں لیکن اپنے نازک اور مخدوش وقت میں بھی وہ اپنی [illegible] قاعدہ [illegible] سے باز آیا [illegible] گویا [illegible] میں [illegible] اپنے [illegible] قتل کر [illegible] میں [illegible] اور [illegible] بولا [illegible] القرآن [illegible]

میں سے ہر ایک کیسے پہچان سکیں گے: اس کے بعد فوجی سرداروں کو بلا کر چارہ کار میں مشورہ کیا سچ یہ ہے کہ جو چال اُس کو سوجھی وہ اگرچہ بالکل سیدھی سادی تھی مگر کام کر گئی۔ سواروں کی ایک مختصر جمعیت اپنے چچا زاد بھائی کے ماتحت۔ دوسرے راستہ سے بالا بالا جنوبی حاشیہ شہر پر جو فقہا کا مسکن تھا روانہ کی۔ اُنہوں نے وہاں پہنچتے ہی آگ لگا دی۔ باغیوں نے جب یہ تازہ آفت دیکھی تو محاصرہ چھوڑ کر اُفتاں و خیزاں اہل و عیال کو بچانے بھاگے اُن کا پشت دینا تھا کہ حکم نے مع باقیماندہ محصورین اُن کو پیچھے سے لیا۔ اور اس طرح دونو طرف سے دبکر تمام مفسد سرمہ کی طرح پس گئے۔ کریہ المنظر عجمی مصیبت زدوں کو ٹاپوں سے روندتے فریادیوں کی فریاد اگر سمجھ سکتے تو ان کو نظر انداز کرتے۔ شہر کے اس سرے سے اُس سرے تک نکل گئے۔ خلاصہ یہ کہ حکم کی حکمت عملی نے اگرچہ بغاوت کو قتل عام تو بنا دیا مگر ساتھ ہی حرم اور اہل حرم کو بھی تباہی سے بچا لیا ؛

عین نصرت کے وقت سلطان حکم نے اپنا ہاتھ روک کر فوج کو زیادہ جد و جہد سے منع کر دیا اور اس کامیابی کو یہیں تک چھوڑ کر باغیوں کی طرف خانماں بربادی اور جلا وطنی پر اکتفا کیا۔ چنانچہ ان میں سے علاوہ عورتوں اور بچوں کے قریب پندرہ ہزار تو بھاگ کر سکندریہ میں پناہ گزین ہوئے جہاں سے وقتاً فوقتاً جزیرہ کریٹ (قریطہ یا قریطش) میں نقل مکان کرتے رہے اور باقی آٹھ ہزار فیض میں جو افریقہ کا مشہور نخلستان ہے جا کر آباد ہو گئے۔ ان مفرورین میں اکثر اسپین کے وہ نومسلم تھے جو ہمیشہ ایسے موقع کے بخوشی منتظر رہتے تھے کہ کس طرح اُس ازلی نفرت کا ثبوت دیں جو عربی حکومت سے طبعاً اُن کے دلوں میں جاگزین تھی۔ اس فتنہ کے بانی مبانی فقہا تھے قرطبیان سزاؤں سے بالکل بری رہے بے شک کچھ تو اس لئے کہ وہ عربی نژاد تھے اور کچھ اس لئے کہ مذہبی پیشہ تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں میں جب ایک فقیہ سردار بجرم بغاوت میں ماخوذ ہو کر سلطان کے حضور میں پیش ہوا تو عند الاستفسار اُس نے فرط جوش میں جواب دیا کہ **سلطان سے نفرت کرنا عین اطاعت خدا ہے**۔ اس پر حکم نے ایک دلچسپ اور فقرہ کہا:-

"جو تجھے مجھ سے نفرت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وہی مجھے تجھ سے چشم پوشی کرنے کا حکم دیتا ہے جا اور خدا کی ظل حمایت میں زندگی بسر کر۔" فقط ؛

Marfat.com

پانچواں باب

عبدالرحمٰن ثانی اور مسیحی شہداء

سلطان حکم نے ۲۶ برس کی حکومت کے بعد انتقال کیا اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن ثانی کو جانشین چھوڑا۔ اس وقت ملک میں ہر طرح امن و اطمینان تھا۔ قرطبہ کے بد نفس تباہ ہو کر جلا وطن ہو چکے تھے **متعصبین** جنہوں نے جائز ناجائز جوش مذہبی کی آڑ میں حماقت کی تھی وہ سلطان کے ہاتھوں نابود ہو گئے تھے کچھ کم موثر سبق نہ سیکھے تھے۔ خوشقسمتی سے سرحدی عیسائیوں کی پیوستہ سرکشیوں اور ان کی شکستوں اور سرکوبیوں کے اور کوئی آشفتگی باقی نہ تھی۔ عبدالرحمٰن کو سلطنت کے ساتھ ایسا مرفہ الوقت اور خوشگوار گذران زندگی کا مذاق بھی باپ سے ورثہ میں ملا تھا مگر باپ کی طرح اس میں وہ شدید کی اور تندی نہ تھی جو تن آسانی اور نفس پروری کی کمزوری کی حد تک پہنچنے سے بچاتی ہے۔ سلطان عبدالرحمٰن ثانی نے جس طرح قرطبہ کو شان و شوکت میں **رشک بغداد** بنایا۔ اسی طرح خود بھی ہارون الرشید (جو زیادہ تر زندگی کی بیہودہ تفریح میں سے ابھی کنارہ کش ہوا تھا اور ذہن کو ایک بہتر زندگی کی لذت کش ہو رہا تھا) کی بد الفضولیوں کی تقلید کی۔ اس نے شاندار محل بنائے خوشنما باغ لگائے اور عالیشان مساجد عمارات اور خوبصورت پلوں سے قرطبہ کو زیب و زینت بخشی۔ تمام علمی یادگاروں اور مشہور مسلمان بادشاہوں کی طرح اس کو علم و سخن سے پوری دلچسپی تھی۔ اور خود بھی کچھ کم درجہ کی شاعری نہ کرتا تھا۔ اس کی تصانیف عمر اگلوں کے نتائج طبع ہوتی تھیں جن کو وہ ہمیشہ معاصرین سناتا تھا۔ مگر فی الجملہ اس کا مذاق نہایت شائستہ طبیعت نہایت سلیم لیکن کسی قدر مغلوب اور زمانہ میں بہانے والی تھی۔ معاملات سلطنت پانچ شخصوں کے سپرد تھے ایک فن موسیقی کا ایک مشہور استاد زمانہ۔ ذاکر **یحییٰ** ایک مشہور فقیہ۔ طروب سلطان کی دلربا ملکہ۔ **نصر** ایک حبشی غلام۔ ان میں سے ذاکر یحییٰ وہی شخص تھا جس نے پچھلے عہد میں قرطبہ کو سلطان پر چڑھا دیا تھا۔ مگر اب سلطان کا اس قدر معزز الوجود شیخ کا رکن بنا تھا کہ باعتبار سلطنت اگر ہم اس کو اندلس کا نفس ناطقہ کہیں تو زیبا ہے۔ **نصر** اور ملکہ **طروب** بھی قریب قریب اسی

Marfat.com

معتمد الیہ اور مشار الیہ تھے لیکن فاریاب نے اپنے حوصلوں کو عام تکلفات و جسمانی آرائشات تک محدود رکھا۔ ملک داری کے ذلیل شغلوں میں اُلجھنا پسند نہیں کیا۔ اصل میں وہ ایران کا باشندہ اور بغداد کے مشہور کلاونت مسمی اسحٰق کا شاگرد رشید تھا۔ ایک روز خلیفہ ہارون الرشید کے حضور میں قسمتی سے اپنے استاد پر سبقت لے گیا لیکن بے شک صرف "تلمیذ الرحمٰن" ہی کے آئینہ کا جوہر نہیں۔ حاسد اُستاد نے آخر کار موقع پاکر بوساطت سلطان اس کو موت یا جلاوطنی پر مجبور کیا۔ فاریاب نے ضرورت آخر سے پسند کی اور صبح وطن کو خیرباد کہہ کر اسپین کا رُخ کیا۔ یہاں زندہ دل سلطان عبدالرحمٰن اُمیہ سے زیادہ قدر و منزلت کے ساتھ پیش آیا۔ اور فوراً ایک مناسب تنخواہ بطور پنشن علاوہ دیگر لوازمات اکرام تہذیب سامان سکونت مع دیگر حقوق وجوہ ضروریہ مقرر کر دی جس سے خوش نصیب فاریاب کو ایک معقول آمدنی ہو گئی ۔

عبدالرحمٰن فاریاب کی لیاقت و دانائی سے اس قدر محظوظ تھا کہ اکثر ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتا اور گھنٹوں بڑے ذوق شوق سے گانا سُنتا۔ فاریاب بھی صرف گویا ہی نہ تھا بلکہ بسا اوقات بادشاہ کو گذشتہ زمانہ کے عجیب و غریب فسانے دلچسپ حکایات حکمت آمیز کلمات سُنا کر خوش کرتا۔ کیونکہ بوجہ کثرت مطالعہ اُس کے معلومات نہایت وسیع تھے۔ ہزار سے زیادہ راگ راگنیاں اُس کو حفظ یاد تھیں جن میں سے ہر ایک نرالے سروں اور نئی سرتیوں سے ادا کرتا تھا۔ اور جن کی بابت اُس کا بیان تھا کہ مجھے جنات سے حاصل ہوئی ہیں۔ تنبورے پر پانچواں تار اُسی کا لگایا ہوا ہے۔ اُس کے الاپ بھرنے اور گانے کا طریقہ سب سے الگ اور کچھ ایسا محو و از خود رفتہ کر دینے والا تھا کہ جس نے ایک مرتبہ سُن لیا پھر دوسرے کا گانا کبھی خاطر میں نہیں لایا۔ اُس کا طرز تعلیم بھی تمام استادوں سے نرالا ہی تھا یعنی شاگرد کو اپنے پاس بٹھا کر اول اونچے سے اونچے سُر میں گانے کی کوشش کراتا آواز کمزور رہنے کی صورت میں اُس کی کمر میں ایک پٹکا باندھ کر گواتا۔ اگر زبان میں لکنت یا آواز میں لرزہ یا کسی قسم کی خرابی ہوتی تو لکڑی کا اس قدر بڑا ٹکڑا منہ میں رکھواتا جس سے دونوں جبڑے زیادہ سے زیادہ فراخ ہو جائیں۔ ان سب تدابیر کے بعد اگر اُس کی آواز بلند سُر یعنی ٹیپ میں نقطہ آ۔ بخوبی ادا کر سکتے تو اس کو اپنی شاگردی میں لیتا ورنہ رخصت کر دیتا تھا۔ فاریاب تہذیب و شائستگی ذکاوت اور بالخصوص صحبت کا زیب ہونے میں بے نظیر شخص تھا۔ اسی واسطے بہت جلد ہر دلعزیز اور مثل پیٹرونیس یا بیو برمل طرز معاشرت کے امر میں مجسم آئین مانا جاتا تھا۔ اس نے بال رکھنے کا عام طریقہ بدل کر اپنا طریقہ ایجاد کیا۔ اندلس میں گول کباب اور ہر قسم کی ترکاری کا استعمال

Marfat.com

جس کو ایس - پی - ری - گس (ناک رون) کہتے ہیں اُسی سے شروع ہیں - ایک قسم کی کابی مدتوں اس کے نام پر قاب الفاریاب مشہور رہی بجائے دھات کے کانچ کے کوزے - چرمی بستر - چرمی دسترخوان اور اور بہت سے اسباب معاشرت کا استعمال اُسی نے شروع کیا - موسمی لباس تبدیل کرنے کا طریقہ جو اُس نے ایجاد کیا وہ سب سے زیادہ دلچسپ تھا یعنی بجائے دفعۃً تبدیل کرنے کے موسم کے ساتھ ساتھ بتدریج لباس بھی بدلتا جاتا تھا غرضکہ یہ شخص جس کے اُصول قدیم حکمائے یونان کے فرقہ ایپی کیورین (متنفر الرنج) کے اصول سے مشابہ تھے خواہ کسی وجہ پر چلتا - تمام فیشن ایبل جنٹلمین اُس کے پیچھے پیچھے ہوتے تھے اس میں کوئی بات ایسی نہ تھی جو عوام الناس کی نظروں میں پسندیدہ اور ضروری ہو ؎

لیکن جس وقت دربار قرطبہ پُرتکلف دسترخوانوں پر طعام نو ایجاد کی لذتوں میں محو اور بالوں کے فیشن ایبل تراش میں موشگافیاں کر رہا تھا - تو خاص سلطانی ظل حمایت میں دارالخلافت ہی کے اندر ایسے پُرجوش لوگ بھی تھے جو زیادہ گہرے خیالات میں مستغرق اور اسلامی سلطنت کے درپئے امن و امان تھے - مگر ناظرین کو ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ امن خلائق کو اس طرح منغص کرنے والا کسی طاقتور غنیم کا حوصلہ تھا یا کم از کم کوئی بیرونی آفت تھی - نہ یہ وجہ تھی کہ سلطان الوقت یعنی عبدالرحمن بزدل تھا - کیونکہ اُس کے شیردل اور رزمی نیکنامیوں کا مشتاق ہونے میں ذرا بھی شک نہیں - اُس کے ملکی حریف یعنی وہ مسیحی جو شمالی صوبوں میں آباد تھے لوی دی ڈیبانیلو کی مدد سے گردونواحی شہروں کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے مگر عبدالرحمن بھی ہمیشہ اُن پر فوجکشی کر کے کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا پس ایسے بے حقیقت اور معمولی واقعات ملک میں ہرگز رخنہ انداز نہیں ہو سکتے یہ شورش زنی تو خود کسی مار آستین کی تھی کیونکہ مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ حکومت میں ہمیشہ خویش و بیگانہ ہی باعث ویرانہ ہوئے ہیں چنانچہ موجودہ آفت بھی خاص قرطبہ کے چند دلیر اور جوشیلے مسیحیوں کی لائی ہوئی تھی جن کے حوصلے اب ذرا حد سے بڑھ گئے تھے - مسیحیوں کی حالت اس قدر متنزل اور متبذل تو ہرگز نہ تھی کہ وہ اپنے مذہب استحکام محافظت ضروری خیال کرتے کیونکہ مسلمان اُن کے ساتھ بڑی مروت سے پیش آتے [illegible] مذہبی فرائض ادا کرنے میں اُن کو کافی آزادی دی تھی [illegible] مسلمانوں کی طرح عزت و شجاعت سے بے تکلف [illegible] کرتے تھے [illegible] اُن کو [illegible] کے [illegible] سب [illegible] تھے [illegible] قدیم [illegible] سلطنت کے اور کسی چیز کی [illegible] باقی نہ تھی اور چونکہ [illegible] [illegible] [illegible] لازمی [illegible] رہتا [illegible] [illegible] [illegible] ؎

Marfat.com

یوں تو اندلس بھر میں تقریباً ہر جگہ ایسے پرجوش لوگ موجود تھے۔ مگر بالخصوص قرطبہ میں بعض حضرات اس قدر زیادہ غالی خیال یا زیادہ صریح لفظ میں یوں کہو کہ متعصب تھے کہ اُن کو سرے سے اہل اسلام کی حکومت ہی ناگوار تھی۔ وہ ابھی تک اپنے کلیساؤں کی گذشتہ عظمت و دولتمندی کو بھولے نہ تھے خصوصاً کلرجی میں ایسے شیدایان دین مسیح کے ساتھ نفرت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے تھے جنہوں نے اُن کی موروثی عزت و عظمت کو خاک میں ملا کر اُن کے ملک میں ایک دین (باطل) شائع کر دیا تھا۔ ہمارے نزدیک گورنمنٹ اسلام کی آزاد پالیسی نے یہ تمام گل کھلائے (مورخ صاحب نے یہ فقرہ طنزاً لکھ کر درحقیقت اُس ناحق شناس گروہ کی گوشمالی کی ہے جو اشاعت اسلام کو زور شمشیر کی جانب منسوب کرتا ہے) یہی وجہ تھی کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں نے قدیم زمانہ کے تارک الدنیا پارساؤں کی طرح نابرداشتنی اذیتوں کو بخوشی برداشت کیا۔ اور جام شہادت کی تمنا کی۔ یہ مسلمانوں سے سخت بیزار تھے۔ کیونکہ وہ اُن کو اُم خون کے لئے اذیت جھیلکر آسمانی حکومت کا موقع نہ دیتے تھے۔ بالخصوص مسلمانوں کی شگفتہ طبعی پسندیدہ طرز معاشرت تو وہ کسی طرح دیکھ ہی نہ سکتے تھے۔ تمام لطف و لذات زندگی۔ اُن کے دلکش مزامیر و لوازمات و سرود حتٰے کہ اُن کے علوم و فنون ان تارک الدنیا اور جفا پسند لوگوں کی نظروں میں گویا نار تھے خوش عقیدہ تو اُن کے نزدیک وہی شخص تھا جس نے تمام عمر ریاضت و تقوے میں گذاری۔ روزے رکھنا اپنے گناہوں کا منفعلانہ اعتراف کرنا اور بذریعہ عقوبات جسمانی اُن کا کفارہ دینا۔ مجاہدوں سے تذکیہ نفس کرنا۔ جسم کو تکلیف دیکر روح کو دنیاوی آلائشوں سے صاف کرنا منشائے پیدائش سمجھا جاتا تھا ان تمام عقیدہ تشدیوں سے دین مسیح کے ایک نئے فرقہ یعنی اہل تصوف کا محض ایجاد و اظہار مقصود تھا لیکن دفعتاً اُن کی تمام یہ حالتیں بھی منقلب ہو گئیں۔ لاپروائی اور بے غرضی جو اس وقت تک خصوصیت کے ساتھ اُن کا شعار رہا تھا ایک غیر معمولی جوش و جذب سے مبتدل ہو گئیں اور تمام مسیحی اسپین میں یک بیک جام شہادت کا دور چلنے لگا ✦

ملک کی حالت اس وقت نہایت خوفناک تھی۔ اچھے معقول آدمیوں کو اپنی اور ساتھ میں دوسروں کی جانیں محض ایک خام خیال کے لئے تلف کرتے دیکھنا افسوس اور رحم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا جس طرح قدیم زمانہ میں ([illegible]) بآل کے خودکش پریسٹس نے اپنی مبارک جانوں پر آپ حملے کئے تھے۔ جس طرح ہندوستان کے صحرانشین جوگی لمبے لمبے ناخن بڑھا کر ترک لذات نفسانی کا ثبوت دیتے ہیں اسی طرح ان کمبختوں نے کیا۔ حالانکہ عقلاً اور مذہباً ان نفس کشیوں کی کچھ بھی وقعت نہ تھی جس جوش جنون سے تنگ ہو کر شہدا اسپین نے اس درجہ بے تکلفی سے مذہب پر جانیں قربان کیں۔ مانا کہ وہ کسی جائز

Marfat.com

یہی خیال کا نتیجہ تھا تو یا اُن کے مجنون اور خارج از عقل ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ دین مسیحی اپنے عقیدت مندوں کو ہرگز ایسی تعلیم نہیں دیتا کہ موت اور زحمت کو بلاوجہ کفارہ گناہ سمجھ کر باعث مسرت جاوید قرار دیں اور اس بے سبب مسرت پر محض از روئے انسانیت اپنی عزیز جانیں نثار کریں علاوہ ازیں حالت اس لئے بھی تھی کہ یہودیوں کی طرح اُن کو سخت اذیات پہنچی تھیں یا رسوم مذہبی ادا کرنے میں کوئی امر حارج تھا۔ نہ اس لئے تھی کہ مسلمان دین مسیحی سے ناواقف اور محتاج تلقین تھے کیونکہ عام مسیحیوں سے تو اُن کو انجیل کا علم زیادہ تھا۔ وہ حضرت عیسے کا نام مبارک بدون علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ لیتے تھے اسلام حضرت یسوع مسیح کی ملہم و مبعوث ذات کو خوب پہچانتا ہے اور اُن کو دلی عزت و حرمت کی نظر سے دیکھتا ہے غرضکہ مسلمان دین مسیحی سے تو ناواقف نہ تھے مگر اپنے دین کو اور ادیان کے ساتھ اس پر ترجیح دیتے تھے لیکن جب وہ مسیحیوں سے "لکم دینکم ولی دین" سے پیش آتے تھے تو پھر حضرات آخر الذکر کے لئے نابرداشتنی اذیات جھیل کر اپنے آپ کو راسخ العقیدت ثابت کرنے کا کون موقع تھا بہرحال انہیں کا قصور تھا جہاد سے درجہ شہادت حاصل کرنے کا اُن کو سرِدست کوئی شرعی حیلہ نہ ملتا تھا جب کہ رسوم و فرائض مذہبی ادا کرنے کی اُن کو پوری آزادی تھی۔ انجیل کا وعظ اور درس و تدریس بے روک ٹوک کر سکتے تھے ایسی حالت میں یہی بنا پر جذبات چھپانے کا کوئی معقول طریقہ نہ تھا۔ مگر یہ کہ شرع مسیحی سے انحراف کریں اور اپنے شارع متین کی اس حدیث متبرک کو بھلا دیں کہ "اپنے دشمنوں سے محبت اور نفرت کرنے والوں سے نیک سلوک کرو۔ اور جو تمہیں لعنت دیں اور تکلیف دینے والوں کے حق میں دعائے خیر کرو۔" حالانکہ ان کے ساتھ کسی طرح کا ذلیل ناشدنی برتاؤ نہ تھا۔ بلکہ برعکس عام مسیحی ہر طرح مطمئن اور آسودہ حال تھے۔ اور اگرچہ اُن کے برعکس کبھی کبھی بازاری آدمیوں اور آوارہ گردوں کا مشغلہ بنا کرتے تھے۔ مگر شریف و معزز مسلمان ایسے نامہذب مجمعوں میں کبھی شریک نہ ہوتے تھے۔ پھر بھی مسیحی اپنے بزرگ دینی کی حدیث کی یہاں تک پابندی کرتے تھے کہ [illegible] داور حال دشمنوں سے محبت کرنے کے چلتے چلتے [illegible] ہو کر ان کو اور ان کے مذہب کو خواہی نخواہی [illegible] ملامت [illegible] اور اگر فساد [illegible] تو درجہ شہادت [illegible] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے مذہب کو برا کہے [illegible] قانون [illegible] ۱۳ منٹ قبل [illegible] اور اکسفورڈ کے [illegible] لڑکوں کے مشغل اخباروں پر +

[illegible]

[illegible]

عمداً مذہبی فتنے چھیڑنا یا توہین مذہب سے دوسروں کے دل دکھانا مسیحی کوئی فعل شائستہ نہیں ہو سکتے جس قانون کی خلاف ورزی صریحاً سزائے موت کا مستوجب کرے اُس سے دیدہ و دانستہ تجاوز کرنا خودکشی ہے نہ کہ شہادت۔ قرطبہ کے شہیدوں کی ایسی ردی حالت پر ہم کو اس طرح بے اختیار رحم آتا ہے کہ گویا وہ بجائے شوقِ شہادت کے کسی ایسی بیماری کے ہدف تھے جو انسان کو مختل الحواس کر دیتی ہے اور بے شبہ اُن کا شوق بیماری ہی کے درجہ کو پہنچ گیا تھا۔ پس اگر وہ مسیحی شہادت کے ارکان بھی پورے کرتے تو اس سے زیادہ قابل رحم نہ ہوتے۔

اس جانفروش فرقہ کا سرغنہ یولوجیس نامی ایک پریسٹ (قسیس) تھا۔ اصل میں یہ شخص قرطبہ کے ایک ایسی قدیم اور بزرگ نسل سے تھا جس کی مذہبی حمیت کے سبب شہر مذکور ہمیشہ سے مرکز نصرانیت چلا آتا تھا چنانچہ یولوجیس نے بھی اپنی تمام عمر عبادت۔ فاقہ کشی۔ ریاضت اور نفس کشی میں گذار کر اپنے آپ کو اس درجہ تک مغرور بنا لیا تھا جو مردانہ وار مگر بے قاعدہ زہد و تقوے کی رہنمائی کرتا ہے اُس کا دل انسانی ولولوں نفسانی خواہشوں بلکہ تمام دنیاوی آلائشوں سے بالکل پاک ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کے دین کی توہین کرنا۔ اپنے مسیحی بھائیوں کے تن بیجان میں مذہبی حمیت کی روح پھونکنا اُس کے مقاصد زندگی تھے۔ الوہر قرطبہ کا ایک نوجوان دولتمند چند پر جوش راہبوں اور قسیسوں کی ایک مختصر سی جمعیت مع چند بازاری دکانداروں کے اُس کی کوششوں کے نتائج یا اُس کے ہمدرد رفیق یا مددگار تھے۔ خاص خاص عقیدتمندوں میں فلورا نامی ایک مخلوط النسل پری جمال دوشیزہ بھی تھی۔ اُس کی ماں نے جو مسیحی مذہب رکھتی تھی اُس کو اس قدر پوشیدہ طور سے اپنے مذہب پر تعلیم و تربیت دی تھی کہ سالہا سال فلورا کو کسی نے مسیحی نہ جانا۔ مگر آخر کار جس جوش نے یولوجیس کو جان نثار اور حامی مذہب بنایا وہ نوعمر لڑکی کے دل میں بھی نشوونما پانے لگا انجیل مقدس کی بعض آیات (مثلاً جو شخص لوگوں کے سامنے میرا منکر ہوگا فردائے قیامت میں اپنے آسمانی باپ کے حضور میں اُس کا منکر ہونگا) سے متاثر ہو کر ایک روز اپنے بھائی کے گھر سے بے خبر نکل بھاگی اور مسیحیوں میں جا چھپی (کیونکہ اس کا باپ مر گیا تھا اور بھائی کے یہاں رہا کرتی تھی)۔ بھائی نے ہر چند جستجو کی مگر کہیں سراغ نہ لگا۔ آخر جب بہت سے قسیس بھگا لیجانے کے جرم میں ماخوذ ہو کر محبس میں بھیجے گئے اور فلورا کو اپنے قصور کی پاداش میں دوسروں کی اذیت پسند نہ آئی تو خود بخود نکل آئی اور برملا مسیحی کلمہ پڑھنے لگی۔ اب تو اُس کے بھائی کے ہوش گُم ہو گئے اور اُس نے ہر چند زجر و توبیخ کے ساتھ اُس کو ایسے بیان سے باز رکھنا چاہا۔ مگر اُس کی ہٹ سے تنگ ہو کر قاضی شہر کے

Marfat.com

باس لایا یہاں فلورا پر ارتداد مذہب کا جرم تھا کیونکہ مسلمان کا بچہ خواہ مسیحی ماں کے بطن سے ہو **شرع محمدی** میں مسلمان سمجھا جاتا ہے اور **ارتداد** کی شرعی سزا موت ہے (اس قانون کا اب تک بھی ترکی میں بخوبی عملدرآمد ہے حالانکہ گذشتہ ۴۰ سال تک اس کی آئینہ بندی منسوخی کے لئے پوشیدہ طور سے کامل غور ہوتی رہی جب اس نفت حالت ہے تو آپ سے ہزار برس پہلے نو مسلموں کی طرف بھی کمتر توجہ ہوتی چاہئے۔ مگر یاد رہے) جب **فلورا** ملزموں کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوئی۔ تو مجسٹریٹ نے اس کی بدنصیبی پر سخت افسوس ظاہر کیا اور ہرچند کہ وہ مقتولے موت دینے پر قانوناً مجبور تھا لیکن قید تک کا حکم نہ دیا۔ بلکہ صرف شدید جسمانی عقوبت دینے کے بعد بھائی کے سپرد کردیا تاکہ گھر لیجا کر دین اسلام کی تلقین کرے مگر ثابت قدم لڑکی نے یہاں آکر پھر وہی مصدر گردانا شروع کردیا اور پھر ایک روز پوشیدہ بھاگ کر اپنے ہم مذہب نیقوں میں جا چھپی جہاں وہ اول مرتبہ یولوجیس کی زیارت سے مشرف ہوئی جس نے بڑی جانفشانی سے دل میں محبت و ملکوتی القدس کی نفر ... فلورا کی روحانی زندگی جو عام نظروں سے پوشیدہ تھی اس کا زہد و تقویٰ ہے جو دلی ذوق و شوق اور خلوصیت کے زیور سے آراستہ تھا۔ اس کی ملاقات ہونے اور انہیں حبارت جو اس موقع پر اس سے ظاہر ہوئی۔ ان سب نے یولوجیس کی نظروں میں اسے ایک ولی ثابت کیا۔ اس سے پہلی ملاقات کی مفصل کیفیت جو شاید کبھی اسے فراموش نہ ہوئی ہوگی چھ برس بعد خط لکھتے ہوئے اس طرح یاد دلاتا ہے:۔

"پاکباز بہن! تمہاری بہن برادرنوازی تھی کہ تم نے مجھے اپنی نازک گردن جو جوروں کے صدمے سے ہولہان اور ان لمبی سیاہ زلفوں سے نا آشنا تھی جو کبھی اسکے دوش پر لٹکانی ہوتی۔ کھولکر دکھادی۔ یہ بے تکلفی تمہارے اس حسن ظن کا ثبوت تھا کہ مجھے اپنا روحانی باپ اور تم اپنے پاکدامن بخشتی تھیں اور میں نے بھی پدرانہ دست شفقت سے زخموں کو چھوا۔ کاش مجھے ان کی حرارت ہوتی! میری آرزو تھی کہ اپنے پاک لبوں سے بوسہ [illegible] کی کوشش کروں جب میں [illegible] ہوکر بیاباں تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں عالم خواب میں ہوں اور [illegible]

یہاں سے فلورا اور اس کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

پرنکلس نامی ایک [illegible]

سزا میں عین عید الفطر کے دن جبکہ تمام مسلمان رمضان المبارک کی تمت بالخیر پر خوشیاں منا رہے تھے قتل ہُوا جمیع مسلمان قرطبہ بلاقید اناث و ذکور آج کے دن نہایت شادمان اور مسرور الوقت تھے اور بالخصوص مجرم پریسٹ کے قتل نے اُن بشاش چہروں پر ایک تازہ جوش پیدا کر دیا تھا جو نہایت بے تکلفی سے شہر کے کوچہ و بازار سے جوق جوق گذر کر اور مرحوم ہاشم کی زندہ یادگار پُل قرطبہ سے عبور کر کے عیدگاہ کے وسیع الفضا میدان میں جمع ہوتے جاتے تھے۔ القصہ بدنصیب پریسٹ پیرحرا اور استہزا کرنے والے مسلمانوں کے حلقہ میں رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور مذہب اسلام کی توہین کرتے کرتے جاں بحق ہُوا۔ قرطبہ کے مجتہد نے قسیسوں اور پکے مسیحیوں کے مجمع میت لاش لیجا کر سینٹ اسکلس کی تعظیم و تکریم سے اُس کی تجہیز و تکفین کی اور چونکہ مرحوم ڈائی گلیشن کے گرجا سے متعلق تھا الندالشہید ڈائی گلیشن کا خطاب دیکر فوراً شاہ ولایت بنا دیا۔ اسی شام کو دو مسلمان دریا میں ڈوب گئے جس سے مسیحیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ عادل حقیقی نے پرفکٹس کے خون ناحق کا قصاص لیا ہے۔ اسی سال حبشی غلام نصر نے بھی انتقال کیا۔ اور چونکہ باعث قتل میں خصوصیت کے ساتھ شریک تھا پس ہمارے ضعیف الاعتقاد مسیحیوں نے فوراً مشہور کر دیا پرفکٹس نے پہلے ہی اُس کی موت کی پیشین گوئی کی تھی۔ اُسی عادل حقیقی کا شاید یہ دوسرا فیصلہ ہے"۔

واقع مذکور الصدر کے بعد ہی ایک راہب مسمٰی اسحٰق اسلام کی تلقین کے بہانہ قاضی شہر کے پاس آیا۔ قاضی نے جو ایک منبع عالم تھا مذہب کے اصول ہنوز پُوری طرح بیان بھی نہ کئے تھے کہ مشہوت راہب یا تو ارادتمند بن کر ایمان لانے آیا تھا یا نفرت سے مُنہ پھیر کر درشت الفاظ میں مذہب کی توہین کرنے لگا۔ قاضی نے طیش میں آ کر اُسکے ایک دھول لگا کر کہا "کمبخت! تو نہیں جانتا کہ ہماری شریعت میں ایسی بدزبانی کرنے والے کی سزا موت ہے"۔ اسحٰق نے جواب دیا میں خُوب جانتا ہوں بیشک تو میری موت کا فتوے دے میری بھی یہی خواہش ہے کیونکہ ہمارے پیشوا نے فرمایا ہے "مبارک ہیں وے لوگ جو امر حق کے لئے جان دیتے ہیں۔ آسمانی بادشاہت اُنہیں کے لئے ہے"۔

قاضی نے اس شخص کی بدنصیبی پر افسوس کیا اور سُلطان سے چشم پوشی کی درخواست کی مگر قبول نہ ہوئی آخر اسحٰق مارا گیا۔ اور حسب معمول شاہ ولایت بنایا گیا اور مسیحیوں نے ہر طرح ثابت کر دیا کہ نہ صرف بچپن سے بلکہ پیدائش سے بھی پہلے سے اُس سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ انہیں دنوں میں سُلطان کے باڈی گارڈ کے ایک سپاہی مسمّی سانکو نے جو یولوجیس کا مرید تھا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور قتل ہُوا۔ اگلے اتوار کو چھ اور راہبوں نے قاضی

Marfat.com

کے سامنے آکر اور بیباکانہ واویلا کر کہا "ہم بھی اپنے دینی بھائی سانکو اور اسحٰق کے ہمزبان ہیں" اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے اور کہنے لگے "اگر تجھ میں طاقت ہے تو اپنے پیشوا کی توہین کرنے والوں سے بدلا لے اور جس قدر وحشیانہ ظلم سے چاہے سزا دے" غرضکہ یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گئے اسی طرح اور تین راہبوں کے سر پر جنون سوار ہوا اور یہ بھی گویا خود جلاد کے سامنے گردن جھکا کر جا کھڑے ہوئے خلاصہ یہ کہ ۸۵۱ء کے موسم گرما میں دو مہینے کے کم عرصے کے اندر اندر گیارہ شخصوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ بامصداق ؏

ہلال عید قرباں جانتے ہیں تیغ عریاں کو

مسیحیوں کی بزرگتر جماعتیں اپنے بھائیوں کے اس بیہودہ جوش و جذبے سے سخت کبیدہ خاطر تھیں مگر ہم کو بولنا نہ چاہئے کہ اہل اسپین مذہبی حمیت اور پاسداری میں کچھ ایسے مشہور نہ تھے چنانچہ برکات مذہب سے نہایت کم متأثر ہونے کے سبب ان میں سے اس کثرت کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے کہ صرف سو برس سے کچھ زائد عرصے میں دونوں فریق تمام مذہبی تکلفات بالائے طاق رکھ کر باہم شیر و شکر ہو گئی تھیں۔

مسیحی اپنی قدیم زبان لاطینی اور لٹریچر (علم ادب) سے نفرت کرنے لگے تھے جو عربی زبان پڑھتے تھے اور اس میں جلد ترقی کر کے عربوں جیسی لیاقت پیدا کر لیتے تھے چنانچہ الفاریہ خود بھی افسوس کرتا ہے اور لکھتا ہے "پادریوں کی تصانیف اور کتب مقدسہ انجیل کی جگہ جو گویا ان کے آسمانی صحیفے ہیں مسیحی عربی نظموں اور افسانوں کو بڑے ذوق شوق سے پڑھتے ہیں۔ قوم کے نوخیز عربی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ عربی کتابیں بڑی خوشی سے پڑھتے ہیں انہیں سے اپنے کتب خانے معمور اور آراستہ کرتے ہیں انہیں کو دلچسپ اور پسندیدہ سمجھتے ہیں اپنی زبان کی کتابوں کی طرف غلط انداز نظر سے بھی کبھی نہیں دیکھتے افسوس! مسیحی اپنی قدیم زبان اس قدر بھول گئے ہیں اور بھولتے جاتے ہیں کہ ہرگز میں امید نہیں کر سکتا کہ ہزار میں سے ایک شخص بھی لاطینی زبان میں دوست کو خط لکھ سکے۔ حالانکہ عربی میں شعر بھی پسندیدہ لکھتے ہیں"۔ یولوجیس [illegible] عربی افسانوں اور نظموں کو پادریوں کی تصانیف سے زیادہ دلچسپ سمجھتے تھے اور جس طرح روز بروز عربی تہذیب شائستگی اور عام طرز معاشرت اختیار کرتے جاتے تھے اسی طرح مذہبی تعلق میں تنزل۔ وہ اہل عرب کے شاکی رہتے تھے جو ان سے اس درجہ محبت کرتے تھے اپنے مسیحی بھائیوں سے ایسے سخت غدر اور بیوفائی کے آثار دیکھ کر انہیں سخت حیرت اور کوفت ہوتی تھی۔ چنانچہ

Marfat.com

اس خطرناک طوفان کو دور کرنے کی غرض سے اُنہوں نے اپنے ہم مذہبوں کو اُن کی کمینہ چال چلن سے متنبہ کیا۔ اُن سے بحث مباحثہ کیئے مسیحیوں کے مقابلہ میں گورنمنٹ اسلام کی آزاد پالیسی انجیل کا بیتکلف درس دے رہی اور یحییٰ اعظم کا یہ قول یاد دلایا کہ "مُقدس کبھی نہ بجھنا جائیگا" اُنہوں نے یہ بھی جتلایا کہ مسلمان اِن خون کی ندیوں سے جس کو تم اپنے زعم میں شہادت سمجھے بیٹھے ہو ذرا بھی آزردہ نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہارا مذہب سچا ہوتا تو خدا اپنے شہیدوں کا قصاص ضرور لیتا۔ غرضکہ اِن لائق اور معمولی درجہ کے لوگوں نے جو ہمسایوں کی خدمات اور سادی وضع پر ارکان نماز ادا کرنا ہی جانتے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ روحانی عظمت حق ناحق موقعوں پر کیا اثر پیدا کرتی ہے اپنی سی بہت کی۔ آخر جب دیکھا کہ اُن کی مُشفقانہ نصیحتیں اس مبہوت جماعت کی سمجھ میں نہیں آئیں تو اُنہوں نے جان لیا کہ مذہبی توہین اور اُس کی پاداش میں سزائے معجل کا یہ سلسلہ رفتہ رفتہ فاتحوں کی اصلی تہدید اور تشدد پر ختم ہوگا۔ بلکہ خود یولوجیس بھی ہر چند اس وقت جانفروش فرقہ کی طرف سے گویا امام فن مناظرہ تھا اور ہمیشہ کتب متعلقہ انجیل اور اولیائے کرام کی سوانح عمریوں کے حوالے سے فریق مخالف کے اعتراضات کا جواب دیتا تھا۔ مگر اس نتیجہ میں اُن کا ہم خیال تھا۔ لیکن باایں ہمہ پُرجوش دلوں میں اس کے سوا کچھ آرزو نہ تھی کہ جس طرح ہو ملک میں تشدد کی آگ بھڑک اُٹھے۔ آخر کار مذہبی سرداروں نے صلح اندیش فریق کی تقریروں اور تحریروں سے متأثر ہو کر اور نیز گورنمنٹ اسلام کا اشارہ پاکر آیندہ اس قسم کے فساد کا قرار واقعی انسداد اور مفسدین کی گوشمالی کرنی قرین مصلحت سمجھی۔ چنانچہ تمام مجتہدین کی ایک کونسل جس کا صدرنشین سیوائل کا مجتہد اعظم تھا منعقد ہوئی۔ اور اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اس وقت جس قدر لوگ شہید ہو چکے ہیں چونکہ تمام کلیسائیوں نے بالاتفاق ان کو شاد و ولایت تسلیم کرلیا ہے لہذا وہ ہر قسم کے جرم و سزا سے بری کئے جاویں مگر آیندہ جو شخص اُن کا اتباع کریگا وہ مجرم اور خارج از مذہب سمجھا جاویگا۔ اور اس فیصلہ کے عملدرآمد اور استحکام کے لئے تمام مفسد سرداروں کو قید کردیا۔ اِن سرداروں کے ساتھ یولوجیس اور فلورا کو بھی محبس کی سیر کرنی پڑی اور یہاں وہ دونو پھر ایک دوسرے کی زیارت سے مشرف ہوئے ؛

ایک دن جبکہ فلورا گرجا میں نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ تسبیح و تہلیل میں مشغول تھی تو اُس نے اپنے برابر ایک اور ہمخیال عفیفہ کو دیکھا جو اُسی اسحٰق کی بہن تھی جو شروع میں شہید ہوا تھا میری یا مریم جو اس لڑکی کا نام تھا اس وقت بڑی تضرع اور زاری سے ہاتھ اُٹھائے اپنے

Marfat.com

جنت مکانی بھائی کے جلیس ہونے کی دعا مانگ رہی تھی۔ یہ دیکھ کر فلورا نے بھی اس کا ہم سفر بننا چاہا۔ اور دونو یہاں سے اُٹھ کر سیدھی قاضی صاحب کے مکان پر پہنچیں (نہیں بلکہ قاضی صاحب کی کچہری پر پہنچیں) اور حسب معمول جہاں تک ہو سکا اسلام و بانی اسلام کی توہین کرنے لگیں جس سے صرف یہ مقصود تھا کہ نیک مزاج قاضی برانگیختہ ہو کر موت کا فتویٰ دیدے۔ مرادوں پر آئی ہوئیں بری حال لڑکیاں اس وقت عجیب بیساختہ پن سے قاضی کے سامنے کھڑی تھیں اور چند نصیحتوں سے اپنے مذہب کا ایسے لفظوں میں "دنیا کے لئے امن اور اہل دنیا کے لئے حسن ظن" اقرار کرتی جاتی تھیں۔ اسی قدر نفرت سے مذہب اسلام کو "عمل الشیطان" کہہ کر اُس کا انکار کرتی جاتی تھیں۔ مگر سلیم الطبع شریف انسان کا خاطر نہ تھا کہ بچوں کا کیا گلا ہو جاتا۔ اس قسم کے لایعنی جملے سنتے سنتے اور جنونانہ حرکات دیکھتے دیکھتے اس کا جی اُکتا گیا تھا۔ اور اکثر ایسے موقعوں پر چند کوتاہ اندیش لوگ خود موت کے منہ میں چلے آتے تھے وہ بیزار ہو جاتا تھا چنانچہ اس وقت بھی بجائے برانگیختہ ہونے کے اُن لڑکیوں کی حماقت جوشی پر ترس آ گیا۔ اُس نے ہر چند کوشش کی کہ وہ ان ہزلیات سے باز آئیں اور جو کچھ کہہ چکی ہیں اس کو واپس لے لیں یا کم از کم یہی خیال کریں کہ اس نے سنا ہی نہیں۔ مگر افسوس! کوتاہ اندیش لڑکیاں سفر آخرت کا احرام باندھ کر آئی تھیں کیسے باز رہتیں اور کیونکر اپنے دلی ارادے کو فسخ کرتیں آخر تنگ ہو کر قاضی نے ان کو قید خانہ میں بھیج دیا +

قید کے دراز اور نظارۂ قتل ہونے والی راتوں نے جام شہادت کی تشنہ لڑکیوں کے حوصلے آزما کر لیئے اور وہ اسی طرح ہشاش بشاش رہیں یعنی کہ اپنے دلی ارادے کو کسی طرح فسخ نہ کیا جو ان کے مذہب کو استحکام سے بدلنے اور ان کی باتیں لینے کے لئے کہیں سے یولوجیس آ موجود ہوا۔ جب میں کول مجھ بیان ہوتا ہے کہ اس شخص کا دل اس کے کام دل کی مانند نہایت سخت تھا۔ ایک عورت کو جس پردہ نہ زمان سے نکل رہا تھا جرأت دلا کر مرنے پر راضی کرنا اور باوصف یکی انسانی ہمدردی اور رحم کی کے مقابل بن کر وہ مذہبی آتش جوش کو شوق شہادت کے شعلوں تک بلند کرنا ہے

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

آج کا وجود و فلرا یاری نہ ہوا کر ملک الموت کے حوالے کرنا کو ہزنت کا ایک ... تھا لائق
ہشیشی ... میں ہر کرشت نہ ہو جس کو وہ اپنے اعتقاد کے بموجب امن سمجھتا تھا تاہم
نام فلورا کی مذمت کے لئے اس نے انیر ایک پورا رسالہ بھی لکھا۔ اور اس میں شہادت کی
فضیلتیں بڑی شرح اور بسط سے درج کیں اور فلورا کو انتہا کی بات ... دیا

تمام وقت لکھنے پڑھنے میں گزارتا تھا۔ ملکہ مری جمال فلورا کی محبت اور اس کی ترغیب و تحریص ہی باعث ناکامی کا پیکر اس کا افسوس اس کو بذریعہ ارادہ نہ کرتا مگر نہیں اُس کا ارادہ روز بروز عزم بالجزم ہوتا جاتا تھا۔ اور بالآخر جب قاضی صاحب کی بیٹیاں کوششیں ان لڑکیوں کا نوشتہ تقدیر ہو چکیں تو ناچار تلوار سے موت سنا دی گئی اور یوں ادوینہ فلورا دائم ندامت اور اس کی بہن دوسری مریم دنیا کے ہنگامہ پریشان سے نجات پا کر شہیدان کے ساتھ باوفا ناصرہ باپ کی آغوش میں جا سوئیں ۔

یولوجیس نے اس واقعہ کی یادگار میں جس کو وہ اپنے زعم میں "مذہبی و مبادی" سمجھتا تھا ایک نہایت دلگداز نظم لکھ کر اظہار حسرت کیا ہے اور بطور ترغیب پر اس مذہبی مبادی کے مرثیے میں وہ مری جمال فلورا کی آخری ملاقات کو اس طرح بیان کرتا ہے :-

"وہ مجھے گویا بہشت کی ... دکھائی دیتی تھی اُس کا روشن اور معصوم چہرہ بشاشت کے خوشنما آئینہ میں لگا ہوا تھا۔ ... ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ... نازل ہو کر اس کے گرد کر دیا ایک ہالہ نورانی تھیں اور وہ خوش منش اس وقت اپنے مکان لاخوان سے سہر الوقت معلوم ہوتی تھی جب میں نے اس کی معجز بیان زبان سے دلپذیر الفاظ سنے جن کو شاید میں تمام العمر نہ بھولونگا۔ تو اس کو زیادہ صادق الارادت اور ثابت قدم کرنے کی غرض سے میں نے وہ نورانی خلد اور صحبتیں یاد دلائے جو بہشت میں اس کا انتظار کر رہے تھے میں اس قدسی نفس مخیفہ کے سامنے وہیں سربسجود ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے درخواست کی کہ اپنے خاص خاص اوقات میں مجھے بھولنا نہیں اور جب اس کی تقریر سے خوب مطمئن ہو کر میں اپنے مکان کو واپس آیا تو خلاف توقع مجھے کچھ زیادہ حزن و ملال نہ تھا"۔

اس واقعہ کے بعد جلد ہی یولوجیس اور الوریس بھی قید سے رہا ہو گئے اگلے برس عبدالرحمٰن نے بھی قید حیات سے مخلصی پائی اور محمد اپنے فرزند کو جانشین چھوڑا۔ یہ بادشاہ نہایت بے رحم ناتراشیدہ خو تنگ اور اس قدر تنگ چشم تھا کہ اکثر بار کی تنخواہ[1] سے بچا کر جمع کرتا تھا۔ اس کی تنگ حوصلگی اور نالائقی نے تمام رعایا کو اس سے متنفر کر دیا تھا۔ اگر اس سے خوش تھے تو صرف فقہا تھے اور وہ بھی اس لئے کہ اس نے اسلام اور بانیٔ اسلام کی توہین کرنے والوں سے دل کھول کر بدلے لئے تھے۔ تمام کلیسا مسمار کر ڈالے تھے اور ایسے شدید اور جابرانہ قانون جاری کئے تھے کہ اگرچہ بموجب فیصلہ کونسل مجتہدین "شہادت" کی مذہباً ممانعت ہونے پر لوگ بکثرت مسلمان ہو گئے تھے مگر ان سختیوں سے تنگ ہو کر اور بھی زیادہ ہو چکے تھے لیکن قبل الاسلام ہی یولوجیس اور اس کے رفیق الوبرو کے ساتھ ہی ان خونریزیوں سے تائب ہو گئے تھے۔ کیونکہ اب رحمدل عبدالرحمٰن اور اس کے اراکین کا دور دورہ نہ تھا جو ان کی مجنونانہ حرکات

[1] اہل کاروں کی تنخواہ سے بچا کر جمع کرنا تو عین اس کی فراخ حوصلگی تھی ۔

Marfat.com

اور بدزبانیوں سے جو اُن پر توجہ ہو جاتی تھی اب ایک ایسا شخص مخاطب تھا جس کی پاکیزگی مسلّم تسلیم و پیمبری تھی
پس ایسی حالت میں مسیحیوں کا ترک مذہب کرنا کچھ تعجب نہیں ۔

گو مسیحیوں کی موجودہ حالت دینی و دنیوی اس قدر نازک تھی مگر پرجوش دل ہنوز اسی شدومد پر تھے بلکہ اُن کے دلی جذبات رفتہ رفتہ حدود قرطبہ سے بھی باہر نکلکر دور دراز مقامات تک پہنچ چکے تھے چنانچہ باشندگان طلیطلہ کا یولوجیس کو اپنا مجتہد بنانے کی خواہش کرنا اور پھر گورنمنٹ کی ناراضمندی دیکھکر عہدہ مذکور کو مدت دراز تک اس انتظار میں خالی رکھنا کہ گورنمنٹ بطیب خاطر یولوجیس کو منتخب کریگی اس امر کی تصدیق کرتا ہے ۔ انہیں دنوں … کے وہ اسباب جو حضرت شہدا … کے … اور ان کی ہڈیاں پاک تبرکات … جمع کیے گئے … پہنچکر … کو … کی کرامات … تھے تو یہاں مسیحیوں … زیادہ قابل زیارت تبرک کے سامان … تھے جس سے پرجوش مسیحیوں کو ایک … لگنے والا تھا ۔

یولوجیس کی شہرت … کا سحر … تھا کہ … ترقی کی تھی کا کہ جو حالا تھی ایک پاکدامن فلورا … جوانی … نام … تھا کہ دوسری فلورا کی … کر کے … دوشیزہ اپنے والدین کو چھوڑ کر حضرت یولوجیس کے حلقہ … میں شامل ہوگی اور سب … ہو کر قاضی صاحب کی عدالت میں … اپنے … کے پیش کی گئی یولوجیس … اصل کو … تھا اور … ناکامی … ضعیفا … پولیس جناب بانی … اور … رہتا تھا کہ ان … مشتعل ہوتا ۔ اور اگر اپنے … کے لیے قتل بھی … ان کے ہاتھ سے یولوجیس کو اپنے … کا فرمان … چنانچہ قاضی کی طرف متوجہ ہو کر بولا " اے حضرت ! تو قتل ہی کا حکم کیوں نہیں دیتا تاکہ میری روح … بدن سے نکلکر … ہو جائے … اپنے بدن کو دُرّوں سے پاش پاش کرنا گوارا کروں … بانی اسلام کی … کے خلاف بدزبانی … جو ایسے … شخص کو … صاحب کے حد اختیار سے باہر تھا … کو … اجلاس میں پیش … جب … سے سوال … پوچھا " کیا وجہ کہ تم جیسا عقلمند اور تعلیم یافتہ شخص … پاگل مجنوں … بدحواس شخص اگر ایسا کریں تو تعجب نہیں … کہتا ہوں … انشاءاللہ … اگر

Marfat.com

اپنے فرقہ و رشتہ سے موافقت کر لوگے میں تم سے صرف اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ تم نے قاضی صاحب کے سامنے بیان کیا ہے اُس سے انکار کر دو ابھی بری کئے جاؤ گے۔ مگر افسوس خام خیالات کے ہجوم نے یولوجیس کے دل میں ایسی نصیحتوں کی گنجائش باقی نہ چھوڑی تھی۔ اور اگرچہ حقیقت میں وہ محض شہید کہلانے کو خود شہید ہونے پر زیادہ ترجیح دیتا تھا۔ لیکن سخن پروری اور نفسانیت نے اُسے مصلحت وقت سے منحرف کر کے آخر کار موت کا روز میعاد دکھلایا۔ چنانچہ اقبال جرم کرنے پر فتوے سنا دیا گیا اور اندلس کی نویں صدی کا شہید گر ۱۱ مارچ ۸۵۹ء کو قتل ہو کر اپنے حواریوں سے جا ملا۔ مرتے وقت بھی اُس کی جرأت اور دلیری اور جوش مذہبی میں سرمو فرق نہ آیا۔ خاتمہ مرشد کے مارے جانے سے مفسدوں کا جتھا گویا لاش بیجان رہ گیا۔ اور شکر ہے کہ پھر اس کے بعد تمام تاریخ میں ہم کو کہیں اس جنون کی حد کو پہنچے ہوئے جوش مذہبی کا اثر نہیں دکھائی دیتا۔

Marfat.com

چھٹا باب

خلیفۂ اعظم

عبدالرحمن الثالث الناصر لدین اللہ

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا [illegible]

[illegible]

اور [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے جن میں **الوالعزم طارق** اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] **راس پارہ** [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] **ابو لجبیں** [illegible]

[illegible]

[illegible]

کرنے سے باز نہیں رہتے [illegible]

لہ دیکھو ترجمہ [illegible] انیسویں صدی [illegible] تاریخ [illegible]

Marfat.com

سمجھے جاتے ہیں مشتہر حضرات شعرا کی جودت طبع ہوتے ہیں جن کی مبالغہ پسند طبیعتیں حقیقی واقعات کو مجازی صفات رزمیہ کا زیور پہنا کر معمول سے زیادہ آب و تاب کے ساتھ دکھلاتے ہیں حالانکہ مذہبوں اور قوموں کے باہمی نفاق اور زور آزمائیاں بھی روز روز کی باتیں ہیں جن کو دنیا ہمیشہ سے بلا تبدل کے آفرینش سے اسی طرح دیکھتی چلی آئی ہے اور چلی جائے گی لیکن ہم کو بھول کر بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ جن واقعات سے عموماً یہ پانچ باب لبریز ہیں ان میں چونکہ وہ آب و تاب نہیں جو کسی شخص واحد کی ناموارانہ بہادری اور کار نمایاں میں ہوا کرتی ہے۔ اس واسطے وہ ناظرین کو مسرور الوقت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بال اور ناتراشیدہ سپاہیوں سے عرصہ کارزار میں جو خونریزیاں ہوتی ہیں وہ حقیقی بہادری نہیں بلکہ حقیقی بہادری وہ تھی جو قرطبہ کے وحشت انگیز دور شہادت میں ہزاروں بے خبر اور سادہ دل مرد عورتوں نے سچی مذہبی حمیت کے پیرایہ میں ظاہر کی از خود رفتہ کر دینے والے غصے کی حد تک مشتعل ہو کر بہادری کے جوہر دکھلانا بہت آسان ہے لیکن اخیر دم تک قید کی ناقابل برداشت تکلیفیں برداشت کرنا۔ نگاہ واپسیں تک موت کی سخت بدمزگی کا مردانہ جسارت سے انتظار کرنا اور اس تمام نازک حالت میں نہایت صادق الارادت اور ثابت القدم رہنا آسان نہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں یہ مسیحی شہدا راہ راست سے گم گشتہ تھے بیشک انہوں نے اپنی عزیز جانوں کو مفت ضائع بھی کیا انہوں نے جو کچھ کیا فی الجملہ برا کیا لیکن قطع نظر اس سے کیا ان کی دلاوری اس قدر قابل تعریف نہیں ہو سکتی جس قدر کہ انکی عقل قابل رحم تھی؟ فلورا اگر کسی جائز مقصد پر بھی اپنی جان قربان کرتی تو کیا اس سے زیادہ ناموری کی مستحق ہوتی اسی طرح ایولوجیس گو محض جہل مرکب اور خام خیال سے مبہوت تھا۔ مگر کیا اسکے حقیقی اور نامور ہیرو ہونے میں کچھ شبہ ہے غرضکہ ان مذہبی اور قومی تعصبوں میں جرأت و استقلال حمیت و سرگرمی ظاہر کرنے والے بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں جو گو تاریخ بین نظروں کی توجہ سے رہ جائیں۔ مگر فی الحقیقت نامور بہادروں کے ہمیشہ زندہ رہنے والے کارناموں کی مانند صفحۂ یاد کے چمکیلے حروف ہیں انسان نے اپنے نہایت دشوار اور فرائض منصبی اکثر بہادری کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں پورے کئے ہیں۔ حالانکہ بڑی بڑی قوموں کی باہمی ستیزہ آرائیوں میں ایسے فرائض بکثرت مل سکتے ہیں +

ایک پوری قوم یا کم از کم شہر کے عموماً تمام باشندوں میں رزمیہ صفات پیدا کرنا اس قدر آسان نہیں جس قدر کہ کسی شخص واحد میں۔ اور اب ہم سلسلہ تاریخ میں ایک ایسے شخص کے زمانے تک پہنچ گئے ہیں جس کی شاہانہ عظمت و اقبالمندی کی بہت کم نظیر ہیں جیسا کہ قانون قدرت ہے عظیم الشان بادشاہ ہمیشہ عظیم الشان ضرورت کا دافع ہوتا ہے جب کسی قوم کا جہاز بدنصیبی سے گرداب بلا میں پھنستا ہے

Marfat.com

ہر طرف سے موجوں کے سخت تھپیڑے کھا کر ڈگمگاتا ہے جب ہر حملہ جو گرتا ہے خوفناک بربادی کی پیشین گوئی کرتا ہے اور تباہی سر پر کھڑی چلاتی ہے تب عظیم الشان بادشاہ حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئی قوم کو اس طوفان سے نجات دینے آتا ہے۔ کا ... پایا ... انتظام کرتا ہے اور اپنی کوششوں سے سلطنت کو صاحب بخت و اقبال کر کے پھر ایک مرتبہ مجتمع ... کرتا ہے چنانچہ انیسویں صدی کے آغاز میں اسپین کو ایک ایسے ہی فرمانروا کی اشد ضرورت ہوئی۔ قرطبہ کے عیسائیوں کا شور و شر ... کرنے والا جس اگر کسی قدر ... ہو گیا تھا تو مخالف ... کی آگ بھڑک اٹھی بادشاہ ... ہوئے ۵ کیونکہ سلطان منذر جو سلطان محمد کا فرزند اور جانشین تھا ایک ... اٹھا تو

اسے دشمنوں ... بڑی ... طرف ... ری

کو ... ہوا ... عبد اللہ ... خود ... الاق ... اگر عثمان ... قسطنطنیہ ... ترکی ... کیا۔ جس نے تمام ... جب ... اور زمانہ ... دونوں ... نظر ... بعد اختیار ... علاوہ ازیں اس کی عادت ... اور ... تھیں ... تمام فرق ... سخت ... اور اس کو ... ہوئے ۔

تخت پر بیٹھے ہی ... ہوئے تھے ... ہو گیا اور تمام ... عرب ... حکومت کی ... جاتے معلوم ... عربی بادشاہ ... تھا۔ جب سلطان الوقت ... اور ... سلطنت ... کر کے ... بیان کر ... حکومت سے ... ہوئے تھے ... الحق ... ہوئے تھے اور ... ان ... تھے جن ... ختم ... قومی ... قوموں کے ... کم تھے اور اس کی ... دوبارہ ... سے ... کہ وہ بھی ... اپنی ... سیو ... کو اپنی ... حکومت کا ... قرطبہ کا ... بنا ... الربیع ... تھے ... قدر ... نے ... لڑتے ... تھے ... لوگ کا اور ... الگ ... باکل ... سلطان ...

اور اُس کے احکام کی یہ وقعت رہ گئی تھی کہ مستاجر محافظین جو قرطبہ کی حدود میں لوگوں کو شاہی فرمان پر چاہے جس طرح مجبور کر سکتے تھے۔ حدود سے باہر جہاں وہ سپاہی نہ پہنچ سکتے تھے ایک عرب بھی نہ سنتا تھا بربری جو اگرچہ تعداد میں عربیوں سے زیادہ مگر گورنمنٹ سے بدظن ہونے میں اُن کے برابر تھے پہلے ہی سلطان سے برگشتہ ہو کر اپنی پرانی وضع پر آ گئے تھے اور ملک کے مغربی صوبوں مثل استری۔ مجو را نیز اور صوبجات واقع جنوب پرتگال میں پھیل کر خانہ بدوش قبیلوں کی شکل میں خود مختار حکومت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں خاص اندلس کے بعض مشہور اور کارآمد مقامات مثل جیین وغیرہ بھی اُن کے قبضے میں تھے۔ یہ خرابیاں تھیں سو تھیں آخر کو آرام و اطمینان بھی نہ رہا۔ بربر کے دھون نامی ایک قزاق قبیلہ (موسے ایک نہایت بدذات کمینہ اور مردود خلائق لٹیرا۔ اور اُس کے تین بیٹے جن میں سے ہر ایک تن و توش اور سفاکی میں باپ کی طرح عدیم المثال تھا) تمام ملک میں بلائے عالمگیر بنکر پھیل گیا اور جسطرف جاتا تھا شہروں کو جلا دیتا اور اہل شہر کو لوٹ کر قتل کر ڈالتا تھا۔

اسپین کے نومسلم جن پر مذہب اسلام کے ساتھ اسلامی تہذیب کا پرتو بھی کچھ کچھ پڑنے لگا تھا اگرچہ بربریوں کی طرح نو ناتراشیدہ نہ تھے مگر سلطان کے پورے مخالف تھے چنانچہ در وبست صوبہ الجرو کے علاوہ صوبہ اندلس کے بیشمار خودسر شہروں اور ضلاع پر قابض تھے خلاصہ یہ کہ تمام مشہور شہر ضلع اور تمام صوبجات در پردہ یا بالمشافہ سلطان الوقت سے منحرف تھے۔ اور کیا عربی گورنر کیا بربری سردار کیا نومسلم سب یکدل یک زبان ہو کر اُسکے کمزور کرنے پر آمادہ تھے۔ ان سب میں زیادہ طاقتور ابن حفصون نامی ایک مسیحی قزاق تھا جس نے صوبہ الوبرا کے باشندوں کو برانگیختہ کر کے اُن کو اپنی سرداری میں لے لیا تھا اور ایک پہاڑی قلعہ بولسترو کو مرکز حکومت گردان کر تمام ارد گرد کے قصبوں اور شہروں میں اپنے قوانین نافذ کر دیئے تھے۔ سلطان نے اس پر پے در پے حملے کئے اور ہر دفعہ شکست فاش کھائی آخر ہی کی ذلیل تدبیروں پر اتر آیا۔ مگر ابن حفصون کی عیاریوں اور چالاکیوں کے سامنے اُسکی ایک پیش نہ گئی۔ اسی طرح صوبہ مرسیا میں بھی ایک نومسلم شہزادہ مختار او ربوجا اپنی مدبرانہ اور منصفانہ حکومت کے باعث معزز الوجود تھا۔ یہ شاہزادہ اگرچہ شعر و سخن کا از حد شائق مگر اس میں اس درجہ مستغرق نہ تھا کہ سپاہیانہ اداے روز بد سے غافل رہے۔ چنانچہ پانچ ہزار سواروں کی ایک جری اور شائستہ فوج ہر وقت تیار رکھتا تھا۔ حضرات طلیطلہ بھی اسی طرح بغاوت پر جسم رہے تھے اور یہ صرف شمالی اسپین کے خود سر عیسائی شہزادوں کے باہمی تنازعات اور خانہ جنگیاں تھیں جو اُن کو اپنی قدرت کی گمشدہ حکومت کا موقع نہ پہنچنے دیتی تھیں۔ نہ اب اندلس میں باقی ہی کیا تھا اُس کی طاقت بیٹھا

Marfat.com

چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر منقسم ہو گئی تھی۔ یہ ریاستیں بھی عظیم الشان سلطنت کے صوبوں کی طرح کچھ اُس کے ماتحت نہ تھیں بلکہ انگلستان کے اُن بیرنوں کی ریاستیں معلوم ہوتی تھیں جو خاص شرائط کی پابند ہوتی تھیں ایسی حالت میں اگر کوئی اولوالعزم شخص حملہ کرتا تو اندلس کسی طرح اُس کے مقابلے کی تاب نہ لا سکتا۔

مگر بدعملی کی اس گہری سیاہی میں جو ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک پھیلی ہوئی تھی کہیں کہیں سفید نقطے بھی چمکتے تھے چنانچہ صوبہ مرسیا اور اس کے روشن دماغ کریم النفس گورنر کا حال ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ قرمونا کا گورنر ابراہیم بھی ارباب شعر و سخن اور علماء کاملین کی قدر شناسی کی وجہ سے اس قدر مشہور تھا۔ اُس کا محلسرا سنگ مرمر کے ستونوں پر معلق تھا جس کی دیواروں پر اسی پتھر اور نیز سونے سے گلکاری کی گئی تھی محلسرا کیا تھا عشرت کدہ تھا جس میں ہر قسم کے لوازمات عیش و عشرت اور تمام مذاق زندگی موجود تھے۔ ابن حجاج صوبہ سیویل کے عربی گورنر (بلکہ اگر بادشاہ کہیں تو زیبا ہے) نے سالانہ سلطان تک کو اپنی رضا جوئی اور دوستانہ ارتباط پر مجبور کر دیا تھا۔ مگر خود ابراہیم کا تابعدار تھا۔ اس کے پسندیدہ دستورالعمل۔ دادرس حکومت اور شائستہ قوانین نے قرمونا اور اُس کے مقامات کو بہت مشہور کر دیا تھا۔ اُس کی شاہی عبا زربفت کی تھی جس کے دامن پر اس کا نام اور لقب کڑھا ہوا تھا۔ ممالک غیر کے بادشاہ ہمیشہ اُس کو تحائف بھیجتے تھے چنانچہ مصر سے قسم قسم کے خوشنما ریشمی کپڑے۔ مدینہ منورہ سے شمس العلما بغداد سے مشہور گلوکار آتے تھے ایک مہ وش نازنین "القمر" نام تھی جو اپنی شیریں ادائی۔ دلکش تقریر اور عمدہ مذاق شعر و سخن کی وجہ سے زینت محفل تھی اس طرح اُس کی تعریف کرتی ہے "میں تمام مغربی دنیا میں پھری مگر ابراہیم جیسا شریف النفس شخص کہیں نہ پایا۔ جو شخص ایک دفعہ اس کی صحبت سے مستفیض ہو گیا دوسری سرزمین میں رہنا اُس کے لئے ناگوار مصیبت نہیں" خاص قرطبہ کے شاعر بھی اس کے پر رونق دربار میں حاضر رہتے تھے اور تہنیت اُن کی مدارات بھی بخاطر خواہ ہوتی تھی ابراہیم ابن حجاج مدت العمر صرف ایک شاعر کے ساتھ بدمہری سے پیش آیا وہ بھی اس لئے کہ شاعر مذکور نے اس کو اراکین دربار قرطبہ کی ہجو سنا کر خوش کرنا چاہا تھا۔ مگر یہ بات اُس کو سخت ناگوار گزری چنانچہ اختتام نظم پر اس نے کہا "الکرم مجھ جیسے شخص کو ایسی ذلیل اور خلاف واقع باتیں سنا کر خوش کرنا چاہتے ہو تو یہ تمہاری بڑی غلطی ہے"۔

تاہم طوائف الملوکی کی کثرت نے ملک میں ان بدنظمیوں کی اب حقیقت کھلتی ہے ابتدا سلطان الوقت کے کمزور ہونے اور مناصب سرکار کے تابع ملوک نے سلطنت میں جو بدنظمی

Marfat.com

پیدا کر دی تھی۔ وہ مرشیا۔ قرمونا۔ تیوائل جیسے صوبوں کی حسن نظمیوں سے ہرگز رفع نہیں ہوسکتی تھی ملک کی حالت ردی ہونے میں کچھ کلام نہ تھا اور جس میں قرطبہ کی حالت تو نہایت ہی مخدوش تھی کیونکہ ابن حفصون اور اس کے کوہستانی دلیروں کی آرزوئے فتح سے ہر دم محل خطر میں تھا اور درحقیقت محصور ہونے سے پیشتر ہی ایک سخت محاصرہ کی تمام تکلیفیں سہ رہا تھا چنانچہ عربی مؤرخ اس موقعہ پر لکھتا ہے "قرطبہ کی حالت ایک سرحدی شہر کی حالت سے کم نازک نہیں جو غنیم کے سب سے پہلے حملے کی اٹھتی ہوئی موج کے تھپیڑے سہتا ہے۔ باشندگان شہر رات کو سوتے سوتے اکثر چونک پڑتے ہیں۔ کیونکہ پولی کے خونخوار سوار دریا کے اس طرف شبخون کرتے ہیں۔ بدنصیب کسانوں کی دردانگیز چیخیں جن کے مظلوم حلقوں پر ظلم کی تلواریں چلتی ہیں، رات کی خاموشی میں صاف سنائی دیتی ہیں۔ اس زمانے کا ایک اور وقائع نگار لکھتا ہے "ملک کی حالت مقام تباہی میں ہے مصیبتوں پر مصیبتیں مسلسل نازل ہو رہی ہیں قزاقی اور لوٹ کا بازار گرم ہے۔ حتےٰ کہ ہماری بیوی بچے تک پکڑ کر غلام بنائے جاتے ہیں" خلاصہ یہ کہ سلطان کے سفلہ مزاج ضعیف اور محض لاشئے ہونے سے رعایا الگ نالاں تھی فوج الگ شکایت مند تھی۔ کیونکہ مدت سے تنخواہیں نہ ملی تھیں۔ صوبہ داروں نے خراج دینا بند کر دیا۔ شاہی خزانے بالکل خالی ہو گئے۔ جو روپیہ بطور قرض لیا گیا وہ اُن چند عربی سرداروں کی نذر ہوا جو ابھی تک امداد و معاونت کے سبز باغ دکھائے جاتے تھے۔ قرطبہ کے خاموش اور سرد بازار حسرت سے اپنی گذشتہ تجارت کی گرم بازاری یاد دلاتے تھے۔ ماکولات بیش بہا ہوتے ہوتے بے بہا ہو گئے کسی فروشندہ کو ایک دم بھر کا بھروسا نہ تھا۔ ہر وقت سب کے دل یاس و ناامیدی سے لبریز رہتے تھے متعصب بیدار یا یوں کہو کہ مُلّا نے جو خلق اللہ کی تباہی کو ایک عذاب الٰہی اور ابن حفصون کو "سوط اللہ الجبار" (جلال الٰہی کا چابک) تصور کرتے تھے اپنی جانگزا پیشین گوئیوں سے لوگوں کے دل لرزا رہے تھے اور کہتے تھے" افسوس اے کمبخت قرطبہ! اے دنیا بھر کی آلائشوں اور خرابیوں کے منبع! اے مصائب و تکالیف کے مخرج! اے بے پشت و پناہ۔ بے یار و مددگار شہر! جب وہ کریہہ المنظر درازریش کپتان (ابن حفصون) جس کا پیش اسلامیوں سے اور پشت مشرکوں سے محفوظ ہوگی تیرے سیدھے ہوئے شہرپناہ کے سامنے آئیگا۔ تب تیری افسوسناک قسمت کا بالکل فیصلہ ہو جائیگا۔

جب دارالخلافت کی ایسی نازک حالت تھی تو بدنصیب باشندوں کی تیرہ و تار امیدی پر سحاب اللہ امید کا جھالا بڑی۔ اول تو عبداللہ ہی نے جو مایوسی میں اپنی رعایا کا شریک حال تھا یک بیک مردانہ حوصلہ بڑھا اور بہادرانہ کاروائیں کمال حفاظت تدبیریں کیں۔ اور ایسی حالت میں جبکہ اُس کے ساتھیوں کے

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۸ ۷

القصر واقعہ سوائیل میں "باب بنات النعش"

Marfat.com

Marfat.com

دل شکستہ ہونے کے علاوہ وہ خود بھی دشمنوں کی کثرت دیکھ کر دل شکستہ ہوا تھا۔ اُس نے اپنی حکمت عملی سے کئی کامیابیاں حاصل کیں مگر ان سب سے بڑھ کر اپنی رعایا کے ساتھ اُس نے یہ سلوک کیا کہ وہ خود ۱۵ اکتوبر ۹۱۲ء میں ۴۸ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اور ۲۴ برس کی بے لذت حکومت کے بعد اپنے آپ اور رعایا دونوں کو ہمیشہ کے لئے فتنہ سے آزاد کر گیا۔ اس وقت لوگویا اس کا گرانبار جنازہ ہی رعایا کی گردن پر گرانبار احسان تھا جس طرح اُس کی منحوس قسمت میں دولت اُمیہ کا دفعۃً اور بظاہر لاعلاج زوال دیکھنا لکھا تھا اسی طرح اُس کے جانشین کے ہمایوں طالع میں اسی دولت کا عجیب منظر اور کامل عروج دیکھنا لکھا تھا۔ یہ جانشین سلطان عبدالرحمٰن ثالث المعروف بہ "خلیفہ اعظم" شاہ مکانی عبداللہ کا پوتا تھا ؎

عبدالرحمٰن کی عمر اس وقت ۲۱ برس کی تھی اُس کے کئی چچا اور قریب رشتہ دار ان سے کچھ اُمید تھی کہ ایسے نازک وقت اور فتنہ خیز زمانے میں ایک ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھ میں عنان حکومت دینا شاید قرین مصلحت نہ سمجھیں گے مگر شکر ہے کہ کسی سے مخالفت کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ بلکہ برعکس اس کے جلوس ہر طرف مبارک سمجھا گیا۔ نوجوان شہزادہ ملک اور دربار کی خوشنودی حاصل کرنے میں پہلے ہی کامیاب کوشش کر چکا تھا۔ اصل یہ ہے کہ اُس کے حسن وجاہت اور شاہانہ انداز نے اس کے عجیب [illegible] آداب التسلیم نوازدہی کے ساتھ ملکر عطر مجموعہ کی طرح اُس میں وہ نرالی اور دلکش خوشبو پیدا کر دی تھی جسے [illegible] و مقبول انام ہونا کہتے ہیں۔ اور اب اہل قرطبہ جن کے سوائے مرحوم عبداللہ نے کام ہیں اور کسی [illegible] کہلانے کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ اور جن کے دل اس وقت تازہ امنگوں اور نئی امیدوں سے لبریز تھے سراپا اشتیاق بنکر نوجوان سلطان کے پہلے حکم کا بیتابانہ انتظار کرنے لگے۔ اور عبدالرحمٰن نے بھی اپنے اصلی ارادوں کو زیادہ چھپایا وہ خوب جانتا تھا کہ مرحوم دادا کی بیہودہ پالیسی نے [illegible] کرنا کہاں روی کی حد کو پہنچ جائے اور پیدا [illegible] کرنا کہ ظلم سے مبدل ہو جانے سلطنت کو کس قدر خوفناک گزند پہنچایا تھا۔ اسی واسطے اُس نے اس افراط تفریط کو یک لخت چھوڑ کر عام الناس کے [illegible] کر دیا کہ اب حکومت کی حد میں کوئی سرکش تیغ نہ دیکھیگا اور تمام سرکشوں [illegible] بلا اختلاف اپنے دائرہ اطاعت میں داخل کر لیا۔ اور دو روز [illegible] اندلس جیسی سرزمین بھی باغیوں نے [illegible] سلطان کی [illegible] دہشت باغیوں کے حوصلے پست کر دینے کے لئے کافی تھیں۔ اگرچہ بھی وہاں غالب تھا [illegible] ہر طرف سے بلا [illegible] یک جان ہو کر نئے سلطان کو بلا لئے۔ لیکن عبدالرحمٰن نے اپنی رعایا کی بہبودی [illegible] حالت سے خوب

Marfat.com

واقف تھا۔ اسی واسطے اسکی یہ دلیرانہ تجویزیں بے جا تھیں کیونکہ ابن حفصون اور اُسکے ہم پیشہ باغیوں کو علم فساد بلند کئے قریباً ایک پشت گزر چکی تھی ؎

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

نہ وہ دل تھے نہ وہ حوصلے تھے نہ نئے جانشینوں کے ساتھ وہ نئے نئے جذبات تھے جنہوں نے مسلمانوں مسیحیوں اور اہل اسپین کو یکساں برانگیختہ کرکے اپنی آزادی لینے پر آمادہ کر دیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ ایسی بغاوتیں اُس کو پوری کامیابی تک پہنچنے سے پہلے دو نہیں ہوا کرتیں جو باغیوں کے ابتدائی زمانہ کے ولولے آخرکار حاصل کر لیتے ہیں۔ سرغنوں کو عموماً موت یا بڑھاپے نے مجبور کر دیا تھا ادھر رفتار زمانہ کے ساتھ اساتذہ کا سلسلہ بھی بدل گیا تھا پس اُن کی نسلوں پر ایک خاص قسم کی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ ہر شخص بغاوت کے مزے خوب چکھ چکا تھا اور اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ باغی خود ہی انفعال کے ساتھ اپنے آپ سے پوچھتے تھے "ہماری بغاوتوں نے کیا نیک نتائج پیدا کئے؟ اندلس کو کفار (مسلمانان) سے چھڑانے کے بجائے برعکس اُن لوگوں کے پنجوں میں پھنسا دیا جو ننگ اسلام ہیں کون؟ لٹیروں کے سرگروہ ذلیل نا ذمہ دار متلاشی معاش تمام ملک اس سرے سے اُس سرے تک قزاقوں کا جولانگاہ ہو گیا ہے جو مزرعوں اور انگورستانوں کے حق میں مور و ملخ بنے ہوئے ہیں ادھر جس طرف نکل جاتے ہیں بربادی و ویرانی ہی چھوڑتے ہیں افسوس! یہ آفت تو تمام ارضی و سماوی آفات سے بڑھ کر ہے۔" پس سلطان قرطبہ موجودہ حالت کو اس سے زیادہ اور کیا ردی کرتا چنانچہ ابتدا میں لوگوں کی توجہ عموماً اسی طرف تھی کہ دیکھئے اس نئے جلوس سے یہ آفتیں بڑھتی ہیں کہ گھٹتی ہیں؟

آخر جب عبدالرحمٰن عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد باغی صوبوں پر یلغار کرنے لگا تو اُن کو اطاعت قبول کرنے پر قریب قریب رضامند پایا۔ نوجوان سلطان کو سپہ سالاری کی حیثیت سے اپنے آگے دیکھ کر تمام لشکر میں اُس وقت عجیب جوش پیدا ہو گیا۔ کیونکہ مرحوم عبداللہ کے زمانہ میں اُن کو برسوں ایسا دلچسپ نظارہ دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ جوانمرد سپاہی اس وقت بڑے جوش و خروش سے اپنے میر عسکر کے جلو میں چلے۔ اِدھر باغی صوبوں کے فساد کامل ہو کر فاسد ہونے کو پہنچ چکے تھے اور وہ آپ اُن سے اُکتا گئے تھے چنانچہ خفیف سے مقابلہ کے بعد مطیع ہو گئے اور سب نے شہر پناہ کھول دی۔ پھر تو تمام بڑے بڑے شہر طیب خاطر سلطان کی حلقہ بگوشی قبول کرنے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے اندلس کے جنوبی اضلاع مطیع ہوئے پھر سیوائل۔ اس کے بعد مغربی اضلاع جن میں اہل بربر آباد تھے۔ یہاں سے فارغ ہو کر عبدالرحمٰن الجیرو کے مسیحیوں کی طرف متوجہ ہوا جن کے کوہستانی قلعوں نے

Marfat.com

کاؤنٹ مین س نے ابو حفصون کی دلیر رعایا کو اپنے سنگین دامنوں میں چھپا رکھا تھا اور جن کو
فتح کرنے کے وقت اور دشواری کا کچھ عبدالرحمٰن ہی کا دل خوب جانتا تھا۔ مگر ابتداً اور ثابت قدمی
نے رفتہ رفتہ یہ دامن بھی چاک کر دیئے اور سلطان جو ہمیشہ عیسائیوں کی عہدناموں کی پوری پاسداری کی
پابندی کرتا اور مغلوب دشمنوں سے بالطف پیش آتا تھا۔ اس کی اس روش کی [illegible] راجہ رستہ بازی
دیکھ کر خود بخود قلعہ پر قلعہ کھلنے لگے۔ صرف ابو حفصون اپنے قلعہ [illegible] میں [illegible] رہا مگر چونکہ وہ
بوڑھا ہو چکا تھا بیماری ہی میں مر گیا اور [illegible] ایک [illegible] جرأت [illegible] شاہی اور [illegible]
[illegible] کال فتح کے بعد جب عبدالرحمٰن نے [illegible]
[illegible] جو کہ اس [illegible] واقع [illegible] اور [illegible] اس کا فتح [illegible]
اور پہنچے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور ضعیف لا [illegible] سپہ سالاروں سے کام [illegible] تھا جن [illegible] عیسائیوں نے ہمیشہ [illegible]
واپس لیا تھا۔ مگر عبدالرحمٰن [illegible] اور وہ حملہ [illegible] تھا چنانچہ [illegible]
کی حدوں کو شعبہ اور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کی [illegible] انتظار [illegible]
عیسائیوں نے [illegible] کے [illegible] کر لئے۔ [illegible] عبدالرحمٰن [illegible]
[illegible] جو اس سلطنت کی عزت و شوکت میں [illegible] اپنے [illegible]
عبدالرحمٰن [illegible] تھی۔

عبدالرحمٰن کو اپنے اسلاف کے نقصانوں کی تلافی [illegible]
[illegible] کیا اور [illegible] تمام سلطانوں [illegible]
[illegible] اس کے بعد [illegible] اس نے [illegible]
[illegible] اپنے دل [illegible]
[illegible] دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔ سلطان تمام [illegible] اور [illegible]

Marfat.com

سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اس کا اقتدار کبھی انصاف اور رحمدلی سے تجاوز نہ کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر دیرپا اور مسلسل چڑھائیوں کے بعد تمام عرب نے آخر حکومت بخوشی قبول کر لی اور اسکو بخوشی برداشت کیا۔ اب نہ شہر اجڑتے تھے نہ کھیت ویران ہوتے تھے نہ لوگ قتل کئے جاتے تھے۔ اگر ایک گورنمنٹ صرف خود مختار تھی تو وہ اپنے اختیارات کو بیجا تشدد کا آلہ نہ بناتی تھی۔ عوام الناس کو پھر ہر طرح امن و امان میسر ہوا اور عرصہ دراز کے بعد از سر نو موقع ملا کہ آزادی سے مال و دولت حاصل کریں اور حسب دلخواہ عیش و عشرت کے سامان بہم پہنچائیں ۔

ساتواں باب

جہاد

عبدالرحمٰن ثالث کا اصول سلطنت یہ تھا کہ شاہی اقتدار بالکل اپنے ہاتھ میں رکھے اور نظم ونسق اُن وزیروں کے ذریعے کرے جن کے عروج کا انحصار خود اس پر تھا۔ اُن عہدیداروں کو جنہیں [illegible] رکھتا تھا [illegible] سے پیچھے [illegible] انجام دہی [illegible] اعلیٰ مناصب پر اکثر [illegible] کو مقرر کرتا تاکہ [illegible] اپنے [illegible] راضی [illegible] قدیم [illegible] سرداروں کی [illegible] پہنچتے تھے ایک باقاعدہ شاہی فوج [illegible] سلطانی باڈی گارڈ [illegible] اور [illegible] زر خرید غلاموں سے بنائی جاتی تھی عبدالرحمٰن کی [illegible] طاقت [illegible] میں [illegible] ہوتے تھے [illegible] ان میں فرینک گلیشین [illegible] اور [illegible] قوموں کے لوگ شامل ہو گئے تھے [illegible] یونان اور [illegible] کے وحشی [illegible] لائے [illegible] ساحل [illegible] کے [illegible] تھے اور یہاں وہ سامان [illegible] جاتے تھے۔ ان [illegible] میں اکثر [illegible] اپنے آقا کے [illegible] وفادار ہوتے تھے [illegible] ایک [illegible] قوم [illegible] جب کہ [illegible] الدین نے سلطان [illegible] انہوں نے [illegible] کیا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] حملے [illegible] کے ساتھ [illegible] شام [illegible] سلطنت [illegible] خود [illegible] تھے [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] سلطان [illegible] انہوں نے [illegible] سلطان [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] کے بعد [illegible] کو [illegible] اور [illegible] سلطنت اسلامیہ کے زوال کا پیش خیمہ ہونے لگی ہے

Marfat.com

بڑی قوت حاصل کر لی تھی ۔

ان دنوں عیسائیوں کی مدد سے سلطان عبدالرحمٰن تھے تو صرف ذاتی اور بغاوت ہی کا دور
دورہ تھا ۔ اپنے ملکی حریف یعنی شمال کے عیسائیوں پر چڑھائی کے ساتھ فوج کشی کی ۔ اہل
ہسپانیہ کی سلطنت کو اس وقت قطعی طوائف الملوکی اور دیگر اندرونی آفتوں کے ایام سخت
خطرہ کا سامنا تھا کہ اس کو دو طرفوں سے دو ایسے خوفناک اور خونخوار دشمنوں نے شکنجہ میں
دبا رکھا تھا جن میں سے ہر ایک اپنا شکنجہ کسنے کا منتظر تھا یعنی جنوب میں تو شمالی افریقہ کا نوجوان خاندان
فاطمیین کا خطرہ تھا کیونکہ یہ خود مختار بادشاہ ہونے کے علاوہ اپنی مذہب لے کے اٹھے تھے کہ اہل عرب کے
ہسپانیہ والوں کو صرف نہیں کی آسانی سے اپنا شکار کر لینا چاہتا تھا اور اپنی اس عجیب پالیسی کے
ذریعہ سے جو ان کے علوم و حکمت کی طرح اسماعیلیہ نسل سے چلے آتے تھے ہمیشہ اس بات پر
تلے بیٹھے تھے کہ جس طرح ہو اندلس کے زرخیز صوبے ان کے زیر تسلط ہو جائیں لیکن یہ سلطان عبدالرحمٰن
ہی تھا کہ اپنی حکمت عملی سے ان کی مخالفت کو خانہ جنگیوں اور باہمی بغاوتوں کی حد تک
بڑھا دیا کہ ان میں تفرقہ ڈال دیا تھا ۔ اور کبھی ان کو سر اٹھانے کی فرصت نہ دیتا تھا ۔
بلکہ اس نے اس کو یہاں تک کامیابی ہوئی کہ ایک مرتبہ تو تقریباً تمام ساحل بربر کو خلافت
امیہ کا مطیع بنا دیا ۔ اس کے مشہور قلعہ پر قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا
بیڑا دولت کثیر صرف کر کے تیار کیا اور بحیرہ روم کی حکومت کے لئے فاطمیوں سے خوب لڑا ۔
دوسری طرف جو بڑی مشکل سمت یعنی شمال میں دولت امیہ کو ایک اور ایسے ہی بلکہ اس سے
بھی زیادہ زبردست دشمن کا سامنا تھا ۔ صوبہ آسٹریاز کے عیسائیوں کا مخرج اگرچہ طوفان نوح کی طرح
ابتدا میں ... تھا ... ان کی جمعیت اور قوت کو روزافزوں ترقی تھی ۔ خاص کر یہ
ان کی ترقی کو بے حد زیادہ کر رہا تھا کہ ہم خاص اپنے موروثی ملک کو غاصبوں کے
... مسلمانوں کے ابتدائی حملوں نے تو ان کی یہاں تک بیخ کنی کی تھی کہ
... نا امید ہو کر آسٹریاز کے کوہستانی مقامات میں جا
چھپے تھے ... انہیں کے دشوار گزار مقام اور
خفیہ تنگ ... جس کو ... قدیم رزمی نظم میں پیلیو لکھا ہے
... تلوار نکالی ... اور ... کا ملجا و ماوا بنایا
لوگ (۳۰۰) آدمی اور (۱۰) عورتیں ان کے ساتھ تھیں تخمینہ تو یوں ہے ایسی خفیف سی جمعیت کے

در پیش ہونا خلاف انسانیت سمجھا۔ غار کے تاریک اور پوشیدہ گوشوں میں جس کا راستہ ایک تنگ اور لمبی گھاٹی سے بذریعہ (۹۰) سیڑھیوں کی ایک مصنوعی نردبان کے تھا یہ لوگ عرصہ دراز تک چھپے رہے تعجب ہے کہ یہی حقیر جمعیت بڑھتے بڑھتے اب اس قابل ہو جائے کہ ایک جری فوج کو دھکیل دے عربی مورخ مسیحی سلطنت کی اصلیت حسب ذیل بیان کرتا ہے:۔

ان باسا کے عہد حکومت میں ایک نہایت ذلیل و حقیر شخص مسمی پیلیو سرزمین گلیشیا میں سر بلند ہوا اور اپنے ہم وطنوں کو اس قدر ذلت سے محکوم رہنے اور بزدلی سے جلا وطن ہو جانے پر سخت نفرین و ملامت کی اور ان کو اپنی پچھلی اذیتوں کا بدلہ لینے اور غاصبوں کو اپنے موروثی ملک سے نکال دینے پر آمادہ کر دیا چنانچہ اس وقت سے اندلس کے مسیحیوں نے اپنے مقبوضات میں مسلمانوں کے حملوں کا جواب دینا اور اپنے اہل و عیال کا بچانا شروع کر دیا یہی آغاز بغاوت ہے۔ مگر انجام کار کوئی شہر یا گاؤں مسلمانوں کے دائرہ اطاعت سے خارج نہ رہا بجز ایک چٹان کے جہاں یہ پیلیو ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ جا چھپا تھا۔ اس کے ساتھی مرض فاقہ سے گھٹتے گھٹتے (۳۰) رہ گئے کیونکہ بجز شہد کے جو یہ لوگ پہاڑ کی ان غاروں میں سے جمع کر لیتے تھے جن میں شہد کی مکھیوں کی طرح آباد تھے ان کے پاس اور کوئی سامان خورد و نوش نہ تھا۔ رفتہ رفتہ انہیں کوہستانی غاروں اور دروں کو پیلیو نے ایک مستحکم ناکہ بند بنا لیا۔ مسلمانوں کو جب ان کے ارادہ کی خبر پہنچی تو ان کی کمی کی وجہ سے کچھ التفات نہ کیا اور یہی سمجھا کہ (۳۰) ذلیل جانوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ جانوروں کی طرح ایک چٹان پر چھپے ہیں آج نہ سہی کل مریں گے اور اسی طرح ان کو زیادہ مضبوط اور طاقتور ہونے کا موقع دیا۔ ایک دوسرا مسلمان مورخ اس موقع پر لکھتا ہے "کاش مسلمان اس چنگاری کو اسی وقت بجھا دیتے جس نے آخر کار مسلمانوں کی سلطنت کو جلا کر خاکستر کر دیا"۔

غرضکہ ان پناہ گزینوں کی مختصر جمعیت وقتاً فوقتاً تازہ کمک پہنچنے سے بڑھتی رہی اور اس مجتمع شدہ قوت کو معتبر پاکر غار سے میدانوں میں نکل آئے اور بالآخر ان بربریوں کے [illegible] جو سرحدی اضلاع میں آباد تھے۔ اب تو لاچار مسلمانوں کو ان [illegible] کا ملک خالی کرنا پڑا مگر انجام کار ناکامی ہوئی اور زیر و زبر ہو کر پسپا ہوئے [illegible] میں الفنسو والی [illegible] اور پیلیو کی دختر سے عقد نکاح نے گویا مسیحیوں کی دو بڑی طاقتوں کو متحد کر دیا جس کے [illegible] شمالی صوبے مسلمانوں کے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مغربی ہمسایوں یعنی اہل گلیشیا کو ساتھ لے کر مسلسل کامیابیاں حاصل کرنے لگے اور مخالفین کو زک [illegible]

(۱) [illegible]

Marfat.com

تو یہ نوبت پہنچی کہ براگا۔ پورٹو۔ آسٹورگا۔ لیون۔ زیمورا۔ لیڈسما۔ سالامانکا۔ سلڈانا سیگوریا۔ اویلا۔ اوسما۔ میرنڈا۔ تمام شہر رفتہ رفتہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلکر اُن کے سرحدی قلعہ کوامبرا۔ کوریا۔ ٹالاویرا۔ ٹولیڈو۔ گوڈالاجارا و وادی القصر یا وادی الکبیر ٹوڈیلا۔ پمپ لونا تک پیچھے ہٹ گئے۔ اُدھر مسیحی علاقہ سرحد اب کوریٹ سیرا تک پہنچ گئی۔ لیکن اصل میں یہ کوئی نئی فتوحات نہ تھیں۔ بلکہ وہی پہلا علاقہ یعنی قدیم کسٹائل لیون۔ آسٹریاز جو قبضے سے نکل گیا تھا اب الفنسو کی بدولت پھر فتح ہو گیا۔ مگر چونکہ سردست اُن کے پاس روپیہ تھا کہ قلعہ بنا کر اس علاقہ کو مستحکم کرتے۔ نہ حلقہ بگوش مزارع تھے کہ ایسے رقبے میں اُن سے تردد کراتے۔ پس اُنہوں نے اسی پر قناعت کرنا مصلحت سمجھا کہ علاقہ نو مفتوحہ کو اپنے اور مسلمانوں کے درمیان بطور حد اوسط یا متنازعہ چھوڑ کر خلیج بسکے کے سرحدی ضلع میں آزادی کی زندگی کے مزے لیں اور اطمینان سے بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کریں جبکہ اُن کی تعداد بڑھ کر ایک وسیع تر رقبہ پر قبضہ کرنے کی قابلیت پیدا کرلے چنانچہ نویں صدی میں وہ اس علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور صوبہ لی اون میں پھیلکر زیمورا سان ساسٹوبن ڈی گورماز۔ اوسما اور سیما کاس میں قلعے تعمیر کرنے لگے تاکہ دشمنوں کو ہٹاتے ہٹاتے آخر نوبت یا ایں جا رسید کہ متنازعہ زمین کے لیئے جو سرحد کے برابر مختلف میدانوں میں سرگرمی سے تیغ و سپر رہتے تھے سرزمین متنازعہ نہایت تنگ اور کافی ہو گئی۔ دسویں صدی کے آغاز میں سرحدی مسلمانوں نے ہاتھ سے نکلے ہوئے علاقہ کو لینے میں دلیرانہ کوششیں کیں لیکن مسیحیوں نے باوجود حضرات ٹولیڈو و طلیطلہ اور سراگوسا و تادلا جو شمالی اضلاع میں مسیحی کی حمایت میں تھا۔ اُن کو بے طرح شکست دیکر اُن کے سرحدی علاقہ میں تاخت و تاراج شروع کر دی مسیحیوں کی یہ حرکت مسلمانوں کے لیئے آسمانی آفت سے کسی طرح کم نہ تھی کیونکہ وہ عموماً ناتربیت یافتہ اور جاہل مطلق تھے۔ پڑھنا بھی بہت کم لوگوں کو آتا تھا اسی طرح اُن کے اوضاع و اطوار بھی تعلیم کے سر بند تھے اُن کے سفاک طبیعتی اور مذہبی تعصب گویا اُن کی وحشت اور ناشائستگی کا لازمی اور متوقع نتیجہ تھا۔ چنانچہ لی اون کی سپاہ میں کسی مغلوب اور درماندہ دشمن کو شاذ و نادر پناہ ملتی تھی اور اہل عرب جن کی شائستہ طرز رزم اور آزاد منشی کی بناء پر مغلوب دشمنوں کو ہمیشہ امن ملتا تھا کسی مسیحی کی طرف بری نظر سے دیکھنا بھی پسند کرتے تھے اہل کسٹائل کی یہ حالت تھی کہ تند اور وحشی لٹیروں کی طرح جو شہر یا قلعہ فتح کیا۔ محصورین اور ساکنین کو بے تکلف نہ تیغ کیا اگر نہ کیا تو غلام بنا لیا +

عبدالرحمٰن ثالث کو عنان خلافت ہاتھ میں لیئے پورے تین برس ہوئے تھے کہ اورڈونو ثانی شاہ لی اون نے صوبہ مریڈا کو فصیل شہر تک لوٹ کر ویران کر دیا۔ اہل یابرا جو بقول شخصے "ترکی ...

اور عراقی کلمنیز حالت دیکھ کر سہم گئے اور اس مصیبت سے بچنے کے لئے بہت کچھ بطور خونبہا دے کر رضامند
کرنے دوڑے۔ چونکہ دونوں شہر قرطبہ سے زیادہ دور نہ تھے صرف کوہ سرامورینا کی بلند اور
کشیدہ قامت چوٹیاں دارالخلافت بنی امیہ کو اورڈونو کی نرکنا زاور نرن جماعتوں کی نظروں
سے چھپائے ہوئے تھیں اس واسطے موقع گویا خطروں سے معمور تھا۔ بیشک اگر نوجوان خلیفہ بزدل
یا کمزور ہوتا تو ایسی مخدوش حالت میں فوج کشی کرنے سے با این عذر پہلو تہی کر سکتا تھا کہ جب مرڈا
نے [illegible] سے اطاعت ہی قبول نہیں کی تو سپین کی تاخت و تاراج کا انسداد بھی اسکے ذمہ نہیں ہو سکتا
مگر نہیں یہ طریقہ اس کے دستور العمل اور مزاج دونوں کے بالکل خلاف تھا چنانچہ اپنی بکھری ہوئی فوجیں اکٹھی
کرکے فوراً جانب شمال روانہ کر دیں اور جب انہوں نے سپین حدود پر کامیاب حملہ کئے تو اگلے سال
یعنی [illegible] میں دوسری مرتبہ فوج کشی کی گر اس مرتبہ اورڈونو کے ہاتھ بالا رہا۔ اور فوج کو سان ایسٹی
[illegible] کے نیچے شکست فاش ہوئی اور نقصان عظیم اٹھانا پڑا یمین جنگ میں
[illegible] تو شمشیر بکف دشمنوں کی صفوں میں گھس گیا اور
[illegible] نے از راہ بزدلی او رسفاہت کے اس جانباز
[illegible] کا سر [illegible] کے سر کے ساتھ قلعے کے دروازے میں
لٹکا دیا۔ [illegible] گئے۔ چنانچہ لیون اور ناوار کی متحد فوجوں
نے [illegible] لیکن سلطانی فوجوں سے دو متواتر شکستیں
کھا کر اس کی پاداش بھی [illegible] آخر کار خلیفہ کو عیسائیوں کی گوشمالی کے لئے ایک شدید تر
اور [illegible] کا بندوبست کرنا پڑا۔ چنانچہ سنہ ۳۲۴ھ میں [illegible]
فوج [illegible] اور [illegible] سے اوسما کو اپنا مطیع بنا لیا۔ اور قلعہ
[illegible] کو منہدم کر دیا۔ قلعہ ساز [illegible] کر بھاگ گئے خلیفہ نے اس کی بھی
[illegible] و متواتر شکستیں دیں مگر بعد [illegible]
لیون کی کمک پہنچنے سے [illegible] مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔ [illegible]
[illegible] اس واسطے خلیفہ نے والڈی [illegible]
[illegible] شکست فاش دی۔ اہل سرحد کے
[illegible] غالب [illegible] سے کام لیا
[illegible] تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان لڑائیوں میں [illegible]

Marfat.com

اُنہوں نے بعض موقعوں پر اپنے مخالفین کے وحشیانہ ظلم کی تقلید بھی کی شاید مورخ کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا یہ اصول نہیں کہ تمہارے ایک رخسارے پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسرا سامنے کر دو +

سچ یہ ہے کہ ہزیمت خوردہ مسیحیوں کا مردانہ وار عزم آپ اپنی نظیر تھا۔ ان کے وحشی اور جاہل سلطنتوں میں شبہ نہیں۔ مگر ساتھ ہی دلاور بھی اس بلا کے تھے کہ شکستوں پر شکستیں کھائیں۔ ہزاروں نقصان اُٹھائے مگر ہر دفعہ ایک تازہ جوش کے ساتھ اپنی خستہ حالت سے اُٹھے۔ چنانچہ وادی القصب کے معرکے کے بعد اُسی سال اوردونو اپنی بھاری جماعتوں کو لیکر پھر سرحد پر جھپٹ پڑا اور ۹۶۳ء میں سانکو والئے نادار نے اس خیال سے کہ اپنے ہم چشم وہمعصر اوردونو سے کسی طرح کم نہ رہے بعض مستحکم قلعے مسلمانوں سے چھین لئے۔ اس پر سلطان عبدالرحمٰن برانگیختہ ہو کر اور عزم بالجزم کرکے شمال کی جانب روانہ ہوا۔ اور جو قلعہ اور شہر راستہ میں آیا بے تکلف لوٹ کر مسمار کر دیا یا جلا دیا۔ تمام علاقے میں اس قدر خوف پھیلا کہ جس طرف قدم رکھتا تھا لوگ خود بخود شہر چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے حتے کہ سانکو بھی اُس کی آمد کی خبر سُنکر سراسیمہ بھاگ نکلا۔ اقبال مند سلطان پمپلونا کی دارالامارات شہر نادار میں مظفر و منصور داخل ہوا اور بہت سے عالیشان مکانات اور معبد نہایت بے رحمی سے مسمار کرکے شہر پر قابض ہو گیا۔ انہیں دنوں میں اوردونو بھی مر گیا اور ان کا میدان صاف کر گیا اور اسکے جانشین بیٹوں کی باہمی نزاع اور خانہ جنگیوں نے عبدالرحمٰن کو اور ضروری امور کی طرف متوجہ ہونے کا موقع دیا +

ایلغار سے کامیاب واپس آنے کے بعد عبدالرحمٰن نے ایک نیا لقب اختیار کیا اب تک فرمانروایان اندلس امیر" "سلطان" "ابن الخلفا" وغیرہ کے مختلف ناموں سے ملقب ہوتے تھے کیونکہ سلاطین قرطبہ بنی امیہ کی خلافت کے سچے وارث تھے اور خلافت عباسیہ جو ان کے استیصال کا باعث تھے تسلیم کرتے تھے۔ مگر تاہم انہوں نے اپنا موروثی مذہبی لقب ابھی اختیار نہ کیا تھا کیونکہ ان کے ذہن میں لقب خلیفہ اُن لوگوں کا زینت نام نہ ہونا چاہیے تھا جنکو خادم الحرمین (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) ہونے کا فخر حاصل نہ ہو۔ چنانچہ اسی واسطے انہوں نے لقب موصوف بلا حجت خلفاء عباسیہ کے لئے چھوڑ دیا تھا مگر اب کہ اندلس تک یہ صحیح خبریں پہنچ گئی تھیں کہ مختلف مقامی گورنروں کی خود مختاری اور روز افزوں ترقی کے سبب نہ اُن کا ذاتی اقتدار بغداد کی چہار دیواری سے زیادہ رہا ہے اور نہ وہ خود قیدیوں سے زیادہ وقعت رکھتے ہیں تو عبدالرحمٰن نے بلا تکلف اپنا موروثی لقب اختیار کر لیا۔ اور "خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ" سے مخاطب ہوا خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ نے نیا لقب اختیار کرنے کے بعد (۳۰) برس اور حکومت

Marfat.com

کی زمانہ اس نے بالخصوص بر انتظام نظم و نسق اور شائستہ قوانین کے وضع اور نفوذ اور رعایا کی ملکی بہتری کی بہبود
پر دوامی بلکہ سالانہ توجہ کرنے میں گذارا جن کے مقابلے میں وہ فی الحقیقت اپنے دین کا [illegible]
"الناصر الدین اللہ" تھا ۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ صوبہ بلیون کی قوت کو وہاں کی خانہ جنگیوں نے کچھ عرصے کے لیے مختل کر دیا
تھا مگر [illegible] کے ایک لائق جانشین نے از سر نو زندہ کر لیا ۔

امیر [illegible] ۱۱۸ھ میں تخت نشین ہوا ۔ اس کی مشتاق رزم اور جنگجو طبیعت خلیفہ [illegible] کی
اولوالعزم فوجوں کے لیے [illegible] ایک ثابت قدم مقابل نکلی اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے درمیان ایک سخت اور خوفناک سازش قائم ہو گئی [illegible]
[illegible] کا انتقال کرنے دو ہرا ۔ اور ۹۲ھ میں صوبہ مذکور فتح کر کے نادار کی جانب بڑھا [illegible]
[illegible] المقتدر [illegible] مقام ملک [illegible] نے زمانہ اطاعت
[illegible] قبول کر لیا ۔ [illegible]
[illegible] ۹۲ھ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی ساعدت کی [illegible]
[illegible]
تیار کر لیا [illegible] لیون کی [illegible]
[illegible] کستانل کا [illegible] (نواب) مشہور و معروف [illegible]
اس [illegible]
[illegible] کستانل [illegible]
[illegible]
اور [illegible]
[illegible] باپ کا [illegible] نادار کی سمت [illegible]

ہوا تھا کہ نکاح کی اجازت لے لے۔ اور دغاباز بادشاہ نے اپنی بہن ملکہ لیون کی خاطر سے بجائے سچی مہمانی کے کو ظاہرانہ مہمانی کی۔ مگر انفنٹا نے نگہبانوں کو رشوت دیکے اُس کو قید سے رہا کیا اور خود بھی اُس کے ساتھ کسٹائل چلی گئی۔ دوسری مرتبہ شادی کے بعد اتفاق ہُوا۔ اس دفعہ بھی اُس کی جان نثار بی بی نے ایسا ہی خوفناک اور خندوش طریقہ برتا یعنی سرشام محبس میں جا کر قریب صبح اس کو اپنے کپڑے پہنا کر نکال دیا اور خود نگہبانوں کے تشدد اور غیظ و غضب کا نشانہ بنی لیکن جو زمانہ کہ فی الحال ہم اپنے ناظرین کو دکھا رہے ہیں اُس وقت یہ واقعات عوام الناس میں پرانے قصے تھے کیونکہ گونزالیز کی شادی اور اُس کے ارلنے کو سالہا سال گذر چکے تھے۔ کسٹائل بجائے لیاون کی ماتحتی کے ایک خودسر گورنمنٹ ہو چکا تھا چنانچہ اسی ارادہ کی بدولت وہ دوبارہ رامیرو کے ہاتھوں میں گرفتار قید ہوا لیکن بعد کو جب معلوم ہُوا کہ اہل کسٹائل بجز اسکے کسی دوسرے کی حکومت کو گوارا نہیں کرتے حتٰی کہ امرا بھی تیار نہیں ہیں کہ گونزالیز اگر نہ ہو تو اسکی موجودگی کے سامنے اظہار اطاعت کر بیٹھے تو کئی مدت مذکورہ ان دو شرطوں پر چھوڑ دیا گیا۔ اول یہ کہ وہ تاج لیون کا ہمیشہ فرمانبردار و بہی خواہ رہے۔ دوسرے اپنی بیٹی کی شادی رامیرو کے ولیعہد اوردونو سے کر دے۔ اس ذلت اٹھانے کے بعد گونزالیز نے اہل لیون کے ساتھ ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ کرنے میں جبر بھی اس قدر شوق ظاہر نہیں کیا۔ اور خوب دل میں ٹھان لیا کہ لیون کو بھی ذلت کا مزہ چکھائے مگر رامیرو کے جیتے جی اس کو یہ بات میسر نہ ہوئی۔ کیونکہ ۹۵۰ء میں رامیرو نے تلاویرا کے میدان پر مسلمانوں کو دوسری ہزیمت دیکر اُسی جاہ و جلال کے ساتھ آئندہ سال دنیا سے کوچ کیا۔

اپنے کامیاب دشمن کے مرنے کے بعد گونزالیز نے پیشہ بادشاہ گری اختیار کر لیا۔ اور رامیرو کے جانشین اوردونو ثالث کے برخلاف اُس کے بھائی سانکو کا طرفدار بن گیا۔ اور جب ۹۵۵ء میں سانکو اُس کا جانشین ہُوا۔ تو اُس کو تخت سے برطرف کر کے گونزالیز نے ایک اور شکستہ حال لنگڑے شہزادے کو اوردونو پنجم ملقب بالخبیث کے نام کے ساتھ بادشاہ بنا دیا۔ سانکو نے تخت لیون سے معزول ہو کر ناوار کے پاس جو اُس کی دادی تھی پناہ لی۔ ان دونوں نے ملکر خلیفہ قرطبہ سے استغاثہ اور استمداد کی۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے:-

سانکو مرض فربہی سے اس قدر تنگ و عاجز آ گیا تھا کہ بلا سہارے چل بھی نہ سکتا تھا۔ پس اُس نے ارادہ کیا کہ اطباء قرطبہ سے جن کی حذاقت کی اس وقت یورپ بھر میں نظیر نہ تھی رجوع کرے۔ چنانچہ ملکہ طوطا نے اس ضرورت کے لئے خلیفہ کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا۔ اِدھر سے خلیفہ نے اُس کے جواب میں ایک نہایت کامل اور حاذق یہودی طبیب کو جس کا نام حسدائی تھا بھیجا تاکہ سانکو الفربہ

Marfat.com

کا علاج کرے۔ مگر طبیب نے بموجب ایمائے خلیفہ چند شرائط پیش کیں بجملہ جن کے ایک یہ بھی شرط تھی کہ سانکو اپنے چند خاص قلعہ خلیفہ کو سپرد کرے اور مع ملکہ نادار کے بذات خود قرطبہ آکر معالجہ کرے۔ ہر چند ملکہ کے نزدیک ایسے لمبے سفر کی صعوبتیں جھیلنا اور وہاں پہنچکر خلیفہ کی عظمت تسلیم کرنے سے تماشائے خلائق بننا سخت مشکل تھا۔ مگر "اهل الغرض مجنون" چار ناچار اپنے بیٹے شاہ نادار اور پوتے (معزول شدہ) شاہ لیون کو لیکر روانہ ہوئی۔ عبدالرحمن نے بڑی عالیحوصلگی کا کام فرمایا اور پورے مراسم و آداب شاہانہ کے ساتھ ان سے پیش آیا اور مناسب مہمانداری کی۔ خلاصہ یہ کہ سانکو نے خلیفہ کی بدولت نہ صرف اپنے مہلک مرض سے نجات پائی بلکہ ایک جری فوج کے ساتھ واپس آکر ۹۶۰ء میں لیون پر بھی قابض ہو گیا۔

اگلے برس یعنی ۳۵۰ھ خلیفہ عبدالرحمن ثالث انتقال [illegible] برس کی [illegible] خلافت سے سبکدوش ہوکر آخرت [illegible] آرام کیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا [illegible] تخت نشین ہوا [illegible] ایک عالم [illegible] اور جتنی [illegible] اکیس برس کی عمر میں جب تخت پر پہلا قدم رکھا تو سلطنت کی حالت [illegible] (جنوب میں) [illegible] شاہ نادار [illegible] دوسری طرف شمال [illegible] اپنا موروثی استحقاق جتا کر استعمال پر آمادہ تھے۔ ہزاروں مسلمان [illegible] تھے [illegible] نزدیک [illegible] بنے جاتے تھے۔ ملک کے [illegible] تھے [illegible] و تاراج کا بازار گرم تھا۔ بادشاہ کی [illegible] کی [illegible] جہاں [illegible] حالت سے [illegible] بربادی کی خبر [illegible] عبدالرحمن نے [illegible] تدبیر نکالی [illegible] مدت ختم ہونے سے پہلے اندلس کو [illegible] سے [illegible] تھی۔ اس نے [illegible] کو تمام [illegible] نصف عہد میں [illegible] و حریفوں کی نظروں میں [illegible] اندلس [illegible] افریقی بادشاہوں کو ہر طرح کی جرأت سے باز رکھا [illegible] کی سد راہ ہوا اور خود بحری اقتدار کے لئے مدمقابل ہوکر ان سے لڑا [illegible] اور نادار کی [illegible] کو [illegible] اور ان کے [illegible] کو [illegible] اسلامی [illegible] کا [illegible] کہ وہ [illegible] باہمی تصفیے [illegible] کرانے اور [illegible] کا [illegible] کرنے اس کے

دربار میں بذاتِ خود آتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اُس نے اندلس کو نہ صرف اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے پنجے سے چھڑایا۔ نہ صرف تباہی اور بربادی کے طوفان سے اُس کو نجات دی بلکہ عظیم الشان اور آسودہ حال سلطنت بنا دیا۔ قرطبہ کو ایسی دولتمندی ایسی اقبالمندی۔ ایسی امن آسائش صرف اس مبارک عہد میں میسر ہوئی۔ اب اگر اس میں سرسبز چراگاہیں شاداب کھیت جابجا لہلہا کر زراعت کی ترقی ثابت کر رہے تھے۔ اب اگر وہ فطرت کے اُن بیش بہا عطیوں سے لبریز تھا جن کو انسانی دستکاری اور صناعی نے ظاہری تجمل کے زیور سے آراستہ کر کے بے بہا کر دیا تھا۔ اب اگر اس میں بدنظمی اور بدعملی کے بجائے شائستہ اور عام پسند قوانینِ حکومت ہر طرف عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے تو یہ عبد الرحمٰن اور صرف عبد الرحمٰن کی طفیل تھا +

قسطنطنیہ۔ فرانس۔ جرمنی۔ اطالیہ کے بادشاہ اظہارِ اخلاصمندی کے لیے سفیر بھیجتے تھے۔ اس کی سطوت و جبروت۔ اُس کی عقل و دانش۔ اُس کی دولت و عظمت کا شہرہ آخر براعظم یورپ اور افریقہ میں نہ سما سکا۔ اور ضرب المثل بنکر ایشیائی سلطنت اسلام کی نہایت حدود تک پہنچ گیا۔ یہ حیرت میں ڈالنے والا انقلاب صرف ایک شخص کا کرشمہ تھا! جس کی ابتدا میں تمام خدائی مخالف تھی اور جس کے حسن تدبیر اور صائب رائے نے اندلس کو مایوسانہ نکبت کی پستی سے آخر کار شوکت و اقبال کی بلندی پر پہنچا دیا۔ یہ تنہا شخص کون تھا؟ خلیفہ اعظم عبد الرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ +

مسلمان مورخ جو اس اولوالعزم ثابت قدم اور غیور اشخاص کو ایسی صفات سے متصف کرتے ہیں جن کو اس کی غیر مغلوب اور حاکمانہ پالیسی بمشکل قبول کر سکتی ہے تو شاید اس سے اُن کا مقصد اظہارِ فرمانبرداری اور ارادتمندی ہے مثلاً عبد الرحمٰن کی مانند سلیم الطبع اور روشن دماغ دنیا میں کوئی تاجدار نہیں ہوا۔ اُس کی حلیم المزاجی کریم النفسی۔ کامل عدل گستری زبان زد عوام الناس تھی۔ فہمِ رسا۔ زینتِ بزم اور حامیِ مذہب ہونے میں وہ اپنے اسلاف پر سبقت لے گیا تھا۔ علوم کا شوقین علما کا سرپرست اور اُن سے بحث و مباحثہ کرنے کا ہمیشہ آرزومند تھا۔ اکثر روایتیں مشہور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورا منصف کھرا اور بے لاگ شخص تھا +

ایک مستند مسلمان مورخ[1] لکھتا ہے کہ وفات کے بعد کاغذات میں سے مرحوم کی ایک قلمی یادداشت نکلی جس میں اس نے بڑی احتیاط سے وہ دن لکھے تھے جو اس کی پچاس برس کی عہد سلطنت میں تمام افکار سے خالی گذرے تھے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس دراز اور مفصل زمانہ میں صرف (۱۴) دن ایسے تھے + اے دانشمند اور ذی شعور ناظرین! سوچئے اور تعجب کیجئے کہ یہ بادشاہ جو بظاہر اسباب دنیاوی سے معمور تھا زیادہ سے زیادہ نصیبہ ور لوگوں کو بھی سچی خوشی کا کس قدر کم بلکہ ناچیز سا حصہ مل سکتا ہے +

[1] دیکھو تاریخ المقاری صفحہ ۱۴۶ و ۱۴۷ باب دوم +

Marfat.com

آٹھواں باب

مدینۃ الخلفا یا قرطبہ

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدید است صنادید عجم را

ایک عربی مورخ لکھتا ہے "قرطبہ بلاد اندلس میں بمنزلہ دلہن کے ہے دنیا بھر کے مذاق چشم اور نظر فریب
خوبصورتیاں اس میں موجود ہیں اس کے نامور سلاطین کا دراز سلسلہ گویا اس کا زریں تاج ہے۔ وہ موتی
گوہر جو اس کے نازک خیال شاعروں نے بحر معانی سے جمع کرکے سلک نظم میں منسلک کئے ہیں اس کا مالا بناتے
ہیں۔ اس کی قیمتی پوشاک وہ زرش علوم ہیں جو اس کے متبحر عالموں کے سوزن قلم کے نتائج ہیں اور
جمیع ارباب صنعت اس کی پوشاک کے حاشئے اور سنجاف ہیں" مورخ نے اپنے عزیز الوجود شہر کو شرف کے
مبالغہ پسند خیال سے جو جسے خواہ کیسی ہی [illegible] اور مجازی [illegible] کیا ہو لیکن اس میں شک
نہیں کہ [illegible] مبارک عہد میں [illegible] خلافت [illegible] مسلمانوں کا [illegible] تھا۔ اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ان مقامات کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مدینۃ الخلفا [illegible]

Marfat.com

ہو سکتا ہے۔

ایک [illegible] عالیشان محل اور عالیشان گنجان آبادیوں سے معمور [illegible] شہر [illegible]
کوچہ و بازار نہایت خوشنما [illegible] شہر قرطبہ [illegible]
ان کے [illegible]
[illegible] عالی [illegible] شہر [illegible] اپنے [illegible]
اس شہر میں ہر فن کے کامل موجود ہیں مثلاً علماء [illegible] علوم [illegible]
زبان زد خلائق ہیں [illegible] زبان [illegible]
[illegible] شہر [illegible] موجود ہیں [illegible] دنیا کے [illegible]
الہیات۔ قانون طبعیات ہر شاخ علم تحصیل کرنے بکثرت آتے ہیں۔ چنانچہ [illegible]
مقام اتصال عالموں کا مخزن [illegible] کا سرچشمہ بنا ہے۔ اس کا [illegible]
ہر وقت معمور رہتا ہے۔ اس کے اصحاب سیف و شمشیر ناموس حاصل کرنے کی [illegible]
سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کا طبی فنون [illegible]
سرداروں کی منزل۔ اصحاب جود و سخا کا معدن بنا رہتا ہے۔ نساحیہ کو قرطبہ کو اندلس سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے یا سینہ کو شیر سے۔"

مشرقی تعریف اکثر مبالغے کی حد کو پہنچ جاتی ہے مگر قرطبہ کی تعریف جس قدر بھی کی گئی ہے اس شہر کی موجودہ حالت ہرگز اس قابل نہیں جس سے اس خوبصورتی اور شان کا اندازہ ہو سکے جو خلیفہ آخر کے زمانہ میں اس کو حاصل تھی۔ چنانچہ موجودہ تنگ کوچہ و بازار جن کی دونوں طرف قلعی چونہ کیے پختہ مکانات سربفلک کشیدہ ہیں اس کی گذشتہ وسعت و خوبصورتی کا مٹا ہوا نمونہ پیش نظر کرتے ہیں۔ وہ "القصر" جو کبھی اندلس کے عدل و انصاف کرنیوالے سلاطین کا مسکن تھا آج تباہ و برباد ہو کر اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ اسپین کے مجرم اس میں اپنی بدکرداریوں کی سزا بھگتتے ہیں۔ پل قرطبہ ابھی تک وادی الکبیر کی خاموش اور سرد مہری سے اندر بہنے والی لہروں سے مرحوم ہشام کی نوحہ خوانی کر رہا ہے۔ مسجد جامع نمازیوں کے انتظار میں ابھی تک ایستادہ ہے اور ہر ایک قدیم سیاح سے جو اس کی شان و عظمت سے سر الوقت اور متعجب ہونے آتا ہے اپنے بانی عبدالرحمن اول کی بے توجہی کی شکایت کرتی ہے۔ شہر قرطبہ کی لمبائی میں مورخ اختلاف کرتے ہیں مگر غالب گمان ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی (گویا اس زمانہ کے لندن کی لمبائی تھی) خلیفہ اعظم کے مشہور زمانہ میں جبکہ ایک وزیر نے نیا حصہ زہرا بسوا دیا شہر بسا کر قرطبہ کو زیادہ وسیع

[illegible] پُر رونق بنا دیا [illegible] اُس کی حالت عین شباب پر تھی وادی الکبیر کی دونو جانب سنگ مرمر کے خوشنما [illegible] باغات میں روے زمین کے عجیب و غریب پھول [illegible] تھے [illegible] المغرب لیے اپنے وہ کمالات آبپاشی کی تھے جن کا [illegible] کو آج تک بھی نصیب نہیں ہُوا عبدالرحمٰن اول بانیِ خاندان بنی اُمیہ نے دمشق [illegible] بڑے شوق سے [illegible] الرصیح کے صحن میں [illegible] نے [illegible] گزارا تھا [illegible] لگایا اور وطن مالوف کی یادگار [illegible] اُس نے نوحہ خوانی کی ہے [illegible] [illegible] منگوائے [illegible] اس کے مخالف تھے [illegible] میں پھیل گئے [illegible] ان باغات کی [illegible] آبپاشی و آب رسانی کے لوازمات وغیرہ [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] جو گرلیشیا کے سنگ مرمر [illegible] جمع [illegible] [illegible] مورخین بہت سی عجیب و غریب [illegible] دروازوں کے لب دریا [illegible] [illegible] تھا جو اول سے آخر تک [illegible] [illegible] تھا اور ہر ایک کا نام [illegible] قصر الازہار [illegible] قصر العاشقین [illegible] قصر المرور [illegible] ان میں سے [illegible] کے [illegible] دمشق [illegible]

[illegible] اور شاندار [illegible] [illegible] روشنوں [illegible] [illegible] صاف اور [illegible] [illegible]

Marfat.com

آفتاب کی نامہذب دست درازیوں سے بچانے کے لئے گویا ابر نوبہاری نے اپنے تر دامنوں کا صحن چمن پر شامیانہ تانا ہے جس سے معطر قطرات شبنم کثیف بخارات کی شکل میں گلعذاروں پر گلاب پاشی کرتے رہتے ہیں۔ اس کی عالیشان عمارات۔ اس کی قدرتی فضائیں عجب دلفریب منظر پیش کرتی ہیں۔ اس کی راتیں بھی اسی قدر پُر فضا اور مشام دماغ کو معطر کرنیوالی ہوتی ہیں۔ کیونکہ صبح اگر اپنے بھینے بھینے رنگ سے اس کے چہرے پر عنبرین نقاب ڈالتی ہے تو رات اس کو اپنی مشک فام زلفوں کا برقعہ پہناتی ہے"۔ قرطبہ کے بعض باغوں کے نام عجیب دلچسپ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ گذرنے والوں کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ "آئیے دیکھئے کیسا دلفریب سین ہے۔ اور اس چشمہ کے کنارے پر جو اپنی آہستہ آہستہ رفتار سے ایک بےفکر اور فارغ البال زندگی کا سبق دے رہا ہے آرام فرمائیے اور ان خوشبودار پھولوں اور خوش ذائقہ میووں کے درختوں سے دل و دماغ کو مسرور کیجئے"۔ چنانچہ ایک باغ جس کا نام "پنچکی" واٹرز میل ہے۔ ہر سیر کرنیوالے کو زبان حال سے اس بات کی نصیحت کرتا ہے کہ آزاد اور بےفکر زندگی بسر کریں اور صرف اس چرخی کے پہئے کی مسلسل گونج کو مشغلہ زندگی سمجھے جو پانی کو بذریعہ پمپ کے نیچے سے کھینچکر آبیاری کے لئے باغ کی ہم سطح زمین تک لاتی تھی۔ اسی طرح "میڈی آودی مرمرنگ واٹرز" کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں یہ مقام باشندگان قرطبہ کا موسم گرما میں تفریح گاہ ہوگا۔ وادی الکبیر کا متانت اور آہستگی کے ساتھ بہنا تو ان کی ایک دائمی مسرت تھی کیونکہ مشرقی دنیا والوں کے نزدیک رموز کو صرف ان کی مسقط الراس کے خط نصف النہار نے مجبور کر دیا تھا ورنہ پورے مشرقی تھے) آہستہ آہستہ بہتے ہوئے چشمہ کو دیکھنے سے زیادہ کوئی پسندیدہ نظارہ نہیں۔ اس دریا پر سترہ خوشنما محرابوں کا ایک نہایت عالیشان پل بنایا تھا جو مسلمانوں کی انجینئری ہنرمندی کی سراپا شہادت تھی۔ تمام شہر عظیم الشان مکانات سے معمور تھا جس میں سے پندرہ ہزار سے زیادہ تو صرف ملازمین حکومت اور ارکین سلطنت سے متعلق تھے اور ایک لاکھ سے زیادہ عام خانہ شماری تھی۔ علاوہ ازیں سات سو مسجد اور نو سو درہ حمام تھے جن میں ہر خاص و عام غسل کر سکتے تھے۔ حمام مسلمانوں نے ہر شہر و قصبہ میں ایک ضروری خط و خال سمجھ کر بنائے تھے کیونکہ ان کے نزدیک پاکیزگی اور صفائی اگرچہ دینداری سے دوسرے درجہ پر تو نہیں مگر زہد و عبادت کے ہر بات کا مقدمہ تھی۔ حالانکہ قرون وسطیٰ زمانہ کے عیسائی غسل سے اس بنا پر مخالفت کرتے تھے کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے چنانچہ راہب اناث و ذکور ازالہ ظلمت اور نجاست پر اس درجہ نازاں تھے کہ ایک متبرک بی بی تحریر لکھتی ہیں "کہ ساٹھ برس کی عمر تک میں نے کسی عضو جسم کو پانی نہیں لگایا بجز انگلیوں کے سروں کے جبکہ میں گرجا میں جاتی تھی"

Marfat.com

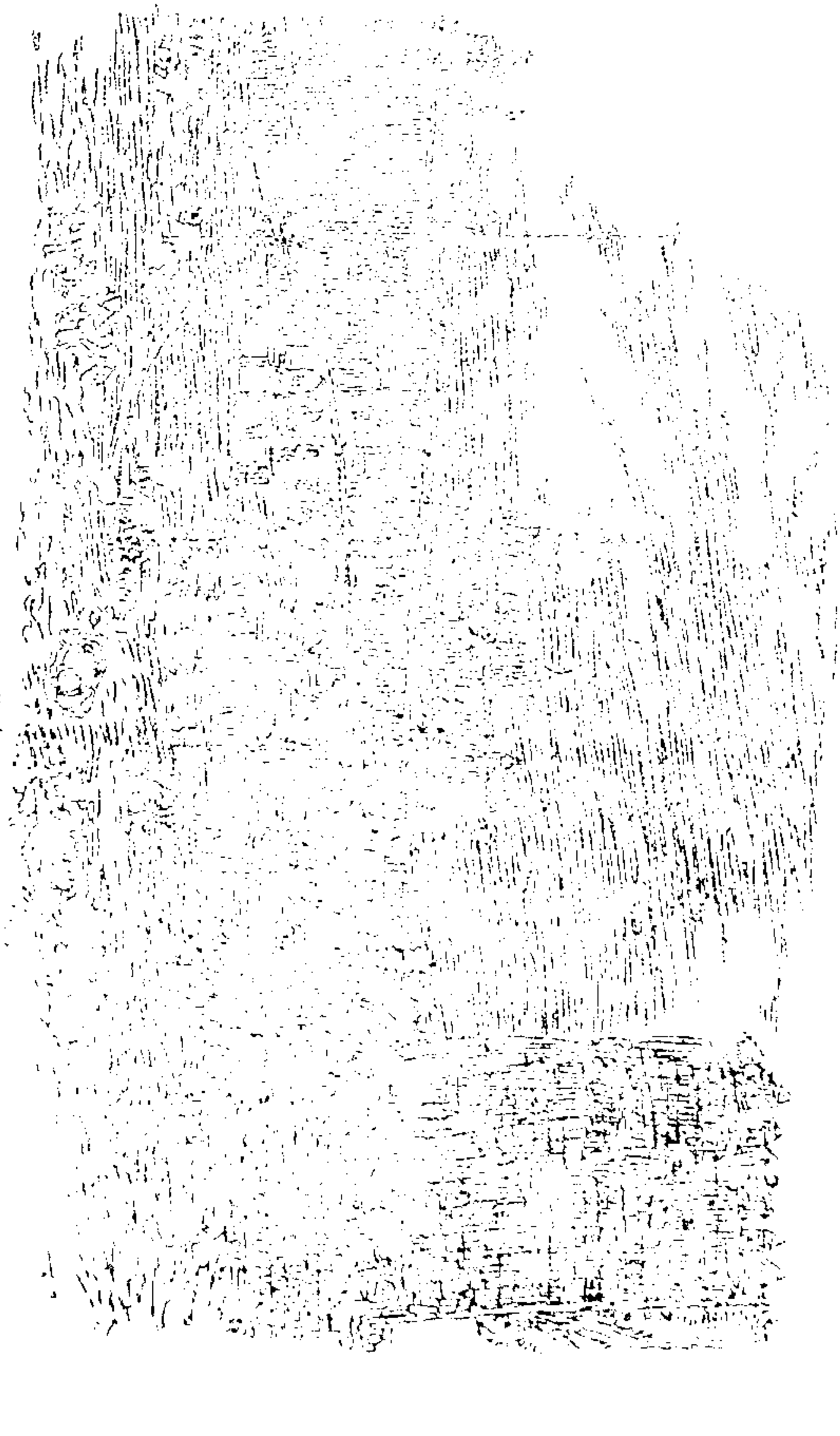

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سے لالٹینوں کے لئے جن میں دس ہزار قندیلیں روزانہ روشن ہوتی تھیں خوشبودار تیل بنایا جاتا تھا۔ گو زمانہ کی دستبرد نے اس عجیب مسجد کی شان و شوکت کو تیرہ کر دیا ہے مگر پھر بھی جو کچھ باقی ہے وہ سیاحوں کی نظروں کو خیرہ کرتا ہے ۔

اس بری حالت میں بھی جب کبھی کوئی سیاح اُن ہزار ستونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر جو کسی بہشت بن کے خود رو درختوں کی طرح اُن کو چاروں طرف حد نظر تک پرے باندھے دیکھتا ہے تو حیرت و تعجب سے خود نقش دیوار ہو جاتا ہے ۔ سنگ مرمر زبرجد سماق کے پھول جو دیواروں میں نصب کئے گئے تھے ابھی تک گلچینوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں چمکدار شیشوں کے پھول پتیاں رنگ برنگ کی خوشنمائی دکھا رہی درو دیوار میں ہزار ہیروں کی طرح چپک چپک کر حسرت سے وہ مبارک زمانہ یاد دلا رہی ہیں جو بازنطین سے اُن کو بنانے کے لئے آئے تھے ۔ فن درجہ کی بدیع الشان صناعی اُس کی خوبصورت اور گول محرابوں کی وضع اور بناوٹ اور پاکیزگی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے گویا ابھی تعمیر ختم ہوئی ہے ۔ احاطہ بھی ابھی تک زمانہ کی نظر بد سے محفوظ ہے اور چاروں طرف نارنگی کے درختوں نے جو ستونوں کے ساتھ ساتھ چلے گئے ہیں اُن کو اپنے قدرتی دامنوں میں چھپا لیا ہے ۔ غرضکہ اس خانہ خدا کی دلفریب فضا عالیشان عمارت اور رفعت ہر شوقین سیاح سے بصرت اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ چند قطرے آنسوؤں کے اس پر بہائے ! کیا وہ مبارک زمانہ واپس آ سکتا ہے ؟ کیا خلیفہ اعظم جس نے قرطبہ کو ترقی کا زیور پہنا کر عروس بلاد اندلس بنا دیا تھا پھر زندہ ہو سکتا ہے ؟ مگر ؎

مسافرے نہ رسید از عدم کز و پرسم　　کہ پیر چرخ کجا برد نوجوانم را

اس سے بھی زیادہ عجیب گو کم خوبصورت مدینۃ الزہرہ اور اُس کے مشہور زیب و زینت قصر الزہرہ تھا جس کو خلیفہ اعظم نے بطور سواد شہر (قرطبہ) آباد کیا تھا ۔ اصل میں اُس کی دلربا بی بی زہرہ نے یہ تمنا اس سے فرمائش کی کہ اس کے نام سے ایک شہر آباد کیا جائے ۔ خلیفہ نے اُس کی اس درخواست کو خوشی سے منظور کیا اور فوراً جا بجا احکام جاری کر دئے چنانچہ جبل العروس کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے محاذی چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ نیا شہر بننا شروع ہوا اور تا وفات خلیفہ اعظم یعنی ۲۵ برس سلطنت کی ایک تہائی آمدنی ہر سال اس پر صرف ہوتی رہی ۔ اس کے بعد پندرہ برس تک اس کے فرزند اور جانشین نے حسب قاعدہ خاندانی اس میں اضافے کئے ۔ دس ہزار معمار و نجار وغیرہ وغیرہ یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹوں کے بجائے چھ ہزار سنگین سلیں روزانہ تیار ہوتی تھیں ۔ تین ہزار جانوران باربرداری صرف مسالحات وغیرہ لیجانے کے لئے مقرر تھے ۔ چار ہزار تو صرف ستون نصب کئے گئے تھے جن میں اکثر

Marfat.com

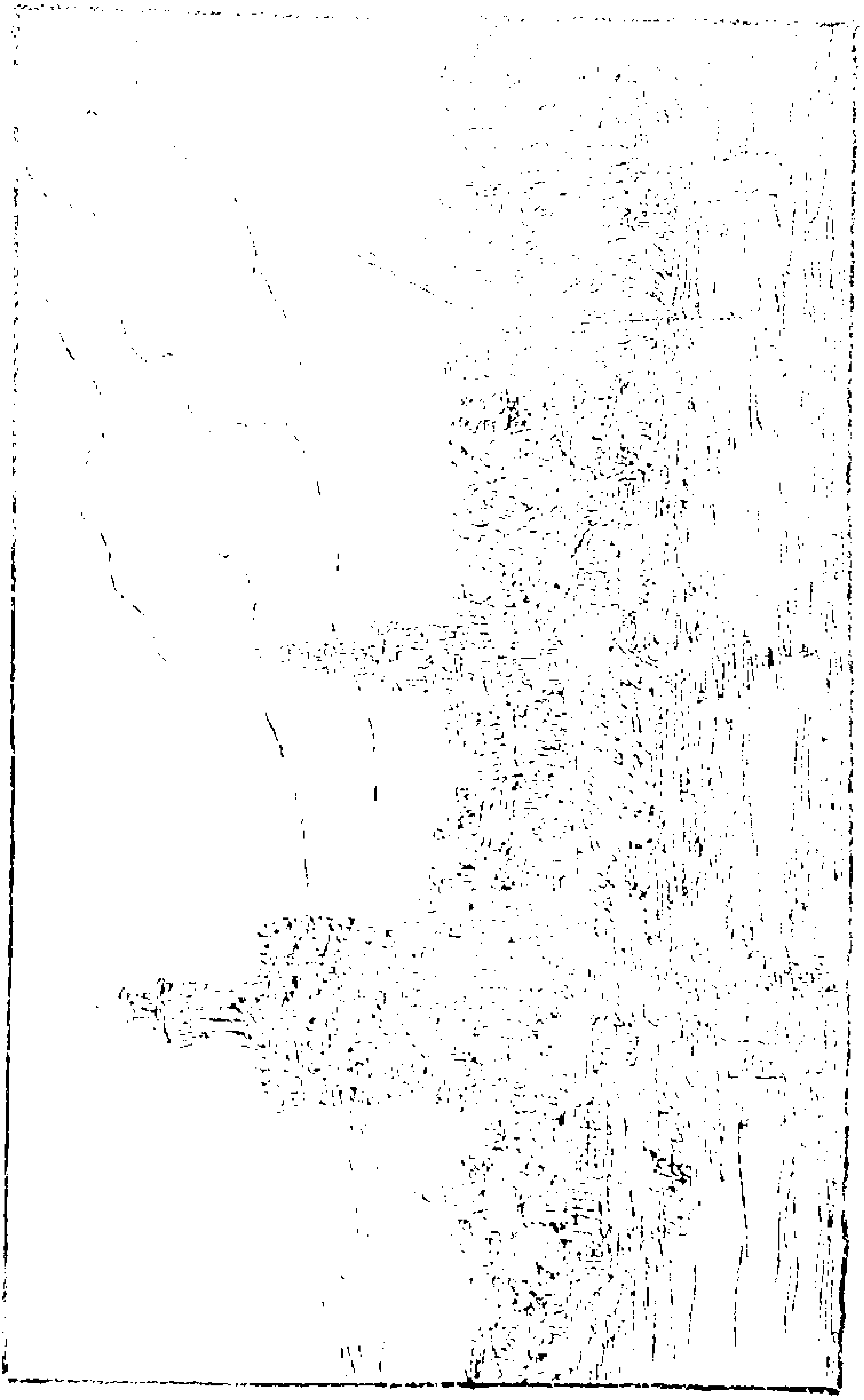

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۹۹

جامع مسجد کا بیرونی منظر واقعہ قرطبہ

Marfat.com

سلاطین قسطنطنیہ نے اس کے لئے بطور تحفہ بھیجے تھے اور باقی ٹریگونا اور البیریا کی سنگ مرمر
کی کانوں سے نکالے گئے تھے۔ پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر عمدہ قسم کے لوہے یا پیتل کے پترا غلاف تھے۔ خاص
سلطان کے کمرے کی چھت اور دیواریں بالکل طلائی تھیں اور اس میں ایک نہایت عجیب و غریب فوارہ نصب تھا جو سالم پتھر
تراش کر بنایا گیا تھا اور شاہ یونان نے بھیجا تھا۔ ایک عظیم الشان [illegible] کمرے کے عین وسط ایک چھوٹا سا حوض
پارے سے لبریز بنائی گئی تھی اور ہر طرف آٹھ آٹھ دروازے تھے جن پر ہاتھی دانت اور آبنوس کی نہایت صنعت سے
کمکاری کی گئی تھی۔ اور قسم قسم کے بیش بہا پتھروں سے جڑاؤ تھے۔ جب آفتاب کی شعاعیں
ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی تمازت سے پارے کو متحرک کرتی تھیں تو گویا ہر طرف برق کا جلوہ
نظر آتا تھا اور اہل دربار کی نظریں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ عربی مورخوں نے اس شہر کے عجائب و غرائب
بڑی خوشی سے قلمبند کئے ہیں چنانچہ اس میں یک لکھتا ہے کہ "اگر مدینۃ الزہرہ کے عجائبات اور
خوبصورتیاں قدرتی اور صنعتی مفصل شمار کی جائیں تو وہ طوالت سے خالی نہ ہوگا۔ جا بجا لبریز پاکیزہ
چشمے بہتے ہوئے دریا سبز و شاداب باغات شاندار مکانات جن میں شاگرد پیشہ رہتے تھے۔
ارکین دربار کے عظیم الشان محل موجود ہیں مسلح سپاہیوں۔ نوجوان خادموں اور ہر قوم و ملت کے
غلاموں کا ایک اژدہام رہتا ہے جو زربفت کمخواب اور ریشم کی قبائیں اور جیغے زیب بدن کئے ہوتے
وسیع اور خوشنما کوچہ و بازار میں ہر وقت اس کثرت سے ادھر ادھر چلتے پھرتے رہتے ہیں کہ تل دھرنے کی جگہ
نہیں ملتی۔ قاضیوں، مولویوں اور شاعروں کے جھرمٹ جامع مسجد کے شاندار کمروں اور ایوان میں
متانت اور [illegible] سے بیٹھے رہتے ہیں۔ ملازمین محل سے صرف ذکور کی تعداد تیرہ ہزار سات
سو پچاس ہے جن کے لئے علاوہ [illegible] اور آبی جانوروں کے تیرہ ہزار پونڈ یا سولہ سو من ہر روز
گوشت کی روزانہ ضرورت ہوتی ہے اور اناث کا شمار جو حرم سرا میں خدمت پر مامور ہیں
اور مختلف قبیلوں اور نسلوں سے ہیں چھ ہزار تین سو موجود ہے۔ سلطانی محل کے خواجہ سرا
تین ہزار تین سو پچاس ہیں جن کے لئے علاوہ [illegible] مرغ کے [illegible]
آبی جانوروں کے بحساب پانچ سو پونڈ [illegible]
[illegible] گوشت روزانہ خرچ ہے۔ [illegible] خوشنما تالاب ہیں جن میں مچھلیاں پالی
گئی ہیں۔ بارہ ہزار روٹیاں علاوہ ماش کے چھوٹے دانوں کی تعداد ان تالابوں میں ڈالی جاتی ہے
یہ اور نیز اور عجائب و غرائبات اور معجزہ [illegible] کی صنعت سے تعلق رکھتے ہیں
کی نظروں میں تفصیل و تشریح رکھتے ہیں خلاصہ یہ کہ ایک عالیشان شہر تھا اس سے

Marfat.com

قصر الزہرہ کو دیکھ لیا ہے وہ خوب تصدیق کرسکتا ہے کہ آج اطراف دنیا میں اس کا نظیر نہیں۔ عجیب الوطن سیاح
الوالعزم شاہزادے سفیر تاجر حجاج فقہا شعرا اہل علم و ادب جو [illegible] ہر ملک کے لوگ اس
بات پر متفق الرائے ہیں کہ ہم نے تمام سیاحت میں کوئی ایسا عجیب و غریب شہر یا عمارت نہیں دیکھی جو
مدینۃ الزہرا اور قصر الزہرہ سے ذرہ برابر بھی مناسبت ہوسکے۔ اس کے سرسبز باغات [illegible]
[illegible] سنگ مرمر کے [illegible] انہوں نے ان میں وسیع اور ہرا بھرا [illegible] کرکے [illegible]
جن میں ہر قسم کی [illegible] کمال کو پہنچ گئی ہیں۔ اس کی عظیم [illegible]
کی مناسبت [illegible] رنگ برنگ کے خوشنما [illegible] کی [illegible]
اس کے [illegible] سنگ مرمر کے [illegible] آرائش [illegible]
[illegible] دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا [illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible] ایوان [illegible] ایک لطیف [illegible] منظر [illegible]
اس [illegible] پتھر سے تراش کر بنائی گئی خوبصورت [illegible]
[illegible] پانی [illegible] اور عجیب خوشنما حوض جس میں [illegible]
[illegible] اس قسم کے [illegible]
[illegible] الحمد للہ تعالیٰ شکر اعلیٰ احسانہ [illegible]
[illegible] کی تجویز [illegible] کا حوصلہ دیا اور [illegible]
کی [illegible] کے لئے [illegible] تاکہ [illegible]
[illegible] موجود [illegible] قائم [illegible]
[illegible] مناسبت نہیں [illegible] ایوان والوں کا انتظار کر رہی ہیں۔

جب [illegible] اور اس کا [illegible] دربار [illegible]
[illegible] تو خلیفہ اعظم نے اپنے تمام ارکین دربار و صوبہ داران سلطنت نے ایک دربار عام
ساتھ اسی قصر الزہرہ میں اس کی مہمانداری کی تھی اور جب سفیران شاہ یونان آئے تو ان سے بھی
اسی ایوان میں ملاقات کی تھی جس کو ایک عربی مورخ اس طرح بیان کرتا ہے۔ سلطان نے کا [illegible]
سفارت پیش کئے جانے اور سفیروں سے ملنے کے لئے تاریخ گیارہ ماہ ربیع الاول ۳۳۸ ہجری بروز
یوم شنبہ اور مقام قصر الزہرہ کا وہی شاندار کمرہ مقرر کر کے [illegible] ارکان اعلیٰ
افسران ملکی و فوجی کے نام فرامین جاری کر دیئے کہ وقت مقررہ پر مناسب [illegible] و سامان مہیا کریں۔ چنانچہ

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۰۰

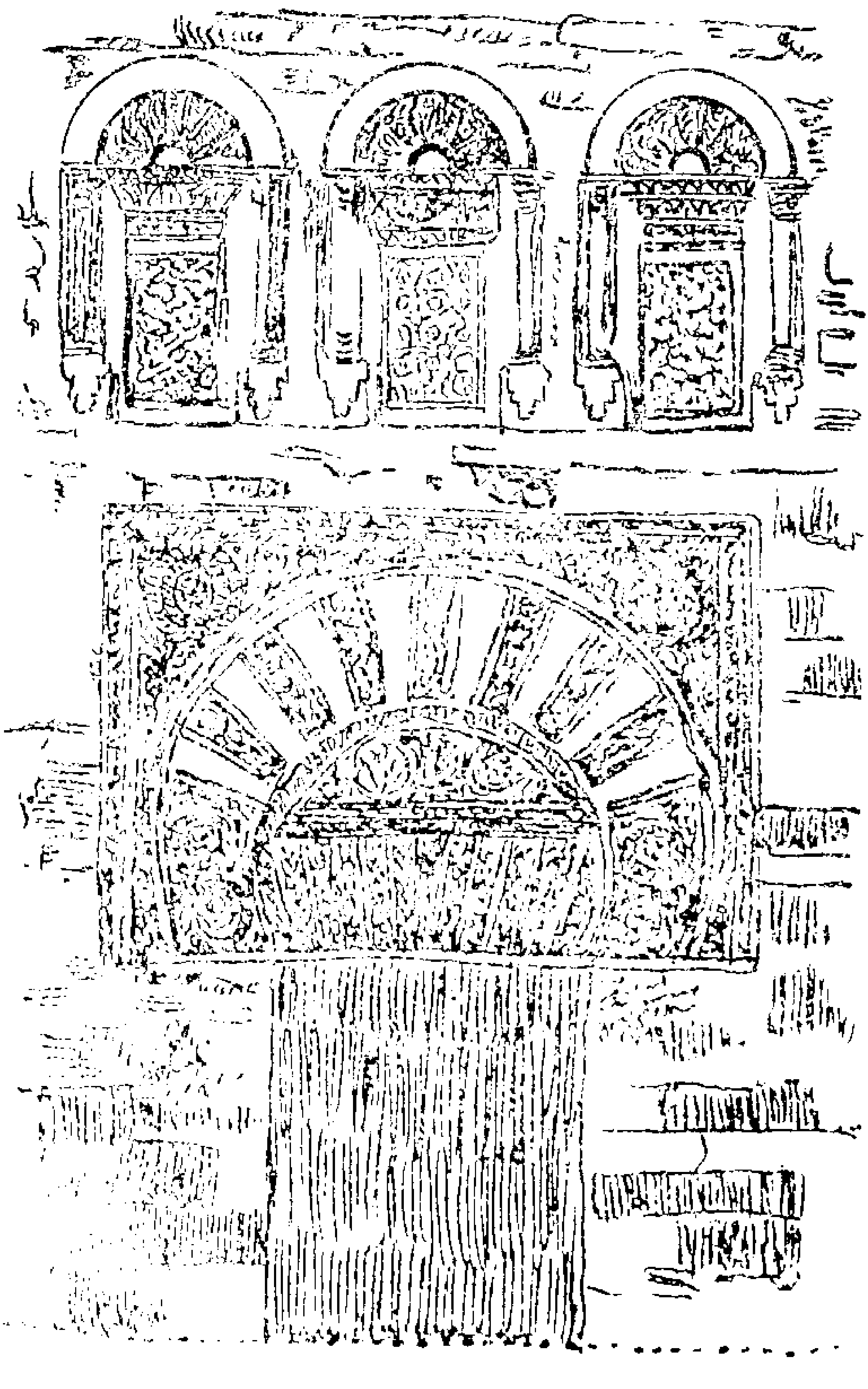

جامع مسجد قرطبہ کا دروازہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اس فن کا مشہور استاد تھا اس کے بعض عملیات بعینہ زمانہ حال کے عملیات سے مطابقت رکھتے ہیں ابن رشد نے جو اس کے بعد فن ہذا کا دوسرا کامل گذرا ہے دونوں شاخوں یعنی علمی و انتظامی طب میں اپنے نئے ایجادات سے اضافہ کیا۔ اسی طرح ابن بیطار نے جو علم نباتات میں مسلمہ زمانہ استاد تھا قریباً تمام مشرقی دنیا میں پھر کے نئی نئی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص دریافت کئے اور اخیر پر ان کو ایک ضخیم اور جامع کتاب کی شکل میں قلمبند کر کے اپنا یادگار چھوڑا۔ ابو الفروس بھی اسی زمانہ کا ایک مشہور فلسفہ دان اور ان جلیل القدر اور محسن زمانہ کاملین میں سے تھا جن کے حسن سعی نے قدیم یونانی فلسفہ کو زمانہ حال کے فلسفہ سے وصل کیا ہے علم ہیئت۔ جغرافیہ۔ کیمیا۔ علم طبعیات غرضکہ کوئی شاخ علم نہ تھی جس کی بطریق احسن تعلیم نہ دی جاتی تھی۔ بلحاظ شعر و سخن کے مقبول انام ہونے کے شاید یورپ بھر میں یہ سب سے پہلا زمانہ تھا کہ ہر کس و ناکس عام باتیں بھی نظم ہی میں کرتا تھا۔ اور کوئی چھوٹا بڑا ایسا نہ تھا کہ جس کو "تلمیذ الرحمٰن" ہونے کا دعویٰ نہ ہو۔ اسپین کے بھاٹوں نیز اٹلی اور پرووینس کے شعراء نے بعد ازاں نظم اور گیت گھڑے ہیں شاید انہیں عربی تصانیف کو سرمشق بنایا ہے۔ کوئی تقریر۔ کوئی خطبہ اس وقت تک مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا جب تک اس میں ایک دو شعر بطور چاشنی نہ ہوتے خواہ مقرر یا خطیب کے حسب موقع برجستہ تصنیف یا کسی اور شاعر کی طبع آزمائی سے۔ گویا اس وقت تمام اسلامی اسپین بسبب شعر و سخن کی دیوی کی پرستش کرتا تھا۔ خلیفہ اقتدر سے لیکر ادنیٰ سپاہی تک قصیدہ اور غزلیں تصنیف کرتے تھے جن کا

۵۱ گاسین نگاذیر گالن۔ روم اسپائر کے زمانہ شباب میں فن طب کا زندہ کرنے والا خیال کیا جاتا ہے۔ ایمپرر ہیڈرین کے عہد حکومت میں مقام پرگس واقع ایشیا کوچک ۱۳۱ء میں پیدا ہوا لیکن وطن ہمزاتا تھا چنانچہ اسی جگہ تعلیم ختم کرکے اس کے استحکام اور تشفی کے لئے روما گیا۔ اس کی تصانیف مع ۵۰۰ مختلف مضامین کے کچھ انتہا نہیں مگر ۸۳ نہایت اعلیٰ درجہ کی خیال کیجاتی ہیں جو مجلدات میں ہیں۔ اس زمانے کے حبیبوں کی طرح وہ کسی خاص فرقہ کا متبع نہ تھا چنانچہ ہپوکریٹیز کی طرح انسانی مزاج کو چار اخلاط سے مرکب خیال کرتا تھا صفرا۔ سودا۔ بلغم۔ خون ان ہی میں سے ایک خلط کے غالب و مغلوب ہونے پر مزاج سمجھا جاتا ہے اسی طرح نفس ناطقہ کو ارواح ثلاثہ کا نام مانتا تھا یعنی روح طبعی جس کا مرکز جگر ہے۔ روح حیوانی جس کا مرکز دل ہے۔ روح نفسانی جس کا مرکز دماغ ہے۔ گالین نے سب سے قیمتی اور قابل قدر معلومات اس بارہ میں کی کہ تمام شرائن بالخصوص جو قلب سے حصص جسم میں خون پہنچاتی ہیں اب تک صرف ریح سے معمور خیال کی جاتی تھیں مگر اس نے تجربہ کرکے دریافت کیا کہ ان میں صرف خون ہے آخر ستر برس کی عمر میں بعد امپیرر سیویرس مرگیا۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو "برٹش اینڈ فارن میڈیکل سائنس"۔ مطبوعہ جولائی [illegible] صفحہ ۶۶ +

نفس مضمون عموماً اندلس کے شعروں کی [illegible] پاس رکھتے تھے [illegible]
[illegible] اس کے آسمان کی [illegible] پر ستاروں کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] شاعر [illegible] ہے ۔

[illegible] کا [illegible] تمام معاصرین [illegible]
[illegible] کی [illegible] کی [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] کے لئے اندلس [illegible]
[illegible] کی [illegible] کا [illegible]
[illegible] کی [illegible] تھا [illegible]
[illegible] اس کی وجہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] علاوہ [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] اندلس [illegible] میں [illegible]
قوال [illegible] میں شرقی ہی سے ان کی [illegible] بڑی بڑی شاعروں نے بھی اپنے آپ [illegible] ۔
فارس اور مصر کے استاد فن شاعر [illegible] ثابت کرتے ہیں کوئی [illegible] نہیں کیا [illegible]
[illegible] بہت پسند ہوتا تھا جیرونا کے شہر [illegible] کے باشندے [illegible]
ثانی کی ایک [illegible] ایک چھوٹا سا [illegible]
[illegible] بہت پر ایک [illegible] زبان [illegible] ہوا ہے [illegible]
خلیفہ [illegible] کے حق میں [illegible] ہے [illegible] ہے ۔

تلوار کے [illegible] اور [illegible] سامان [illegible] کرتے تھے [illegible]
[illegible] یاقوت [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
ان کا [illegible] تھے [illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

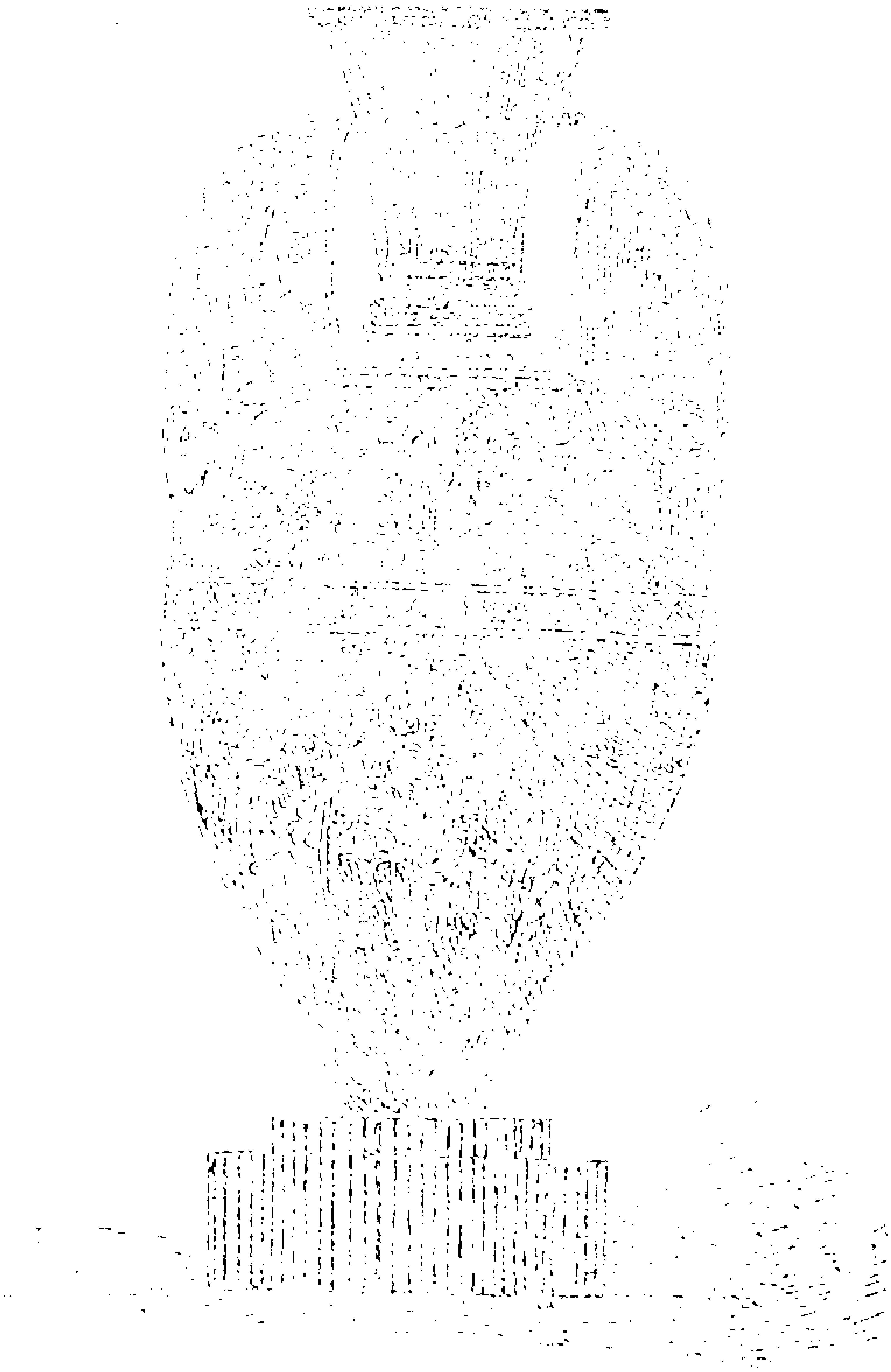

Marfat.com

Marfat.com

نواں باب

وزیر اعظم

عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ قرطبہ کا آخری فرمانروا تھا۔ اس کا فرزند او جانشین محض کتابی کیڑا تھا اور کتابی کیڑے اپنی مناسب جگہ پر تو موزوں و کارآمد ہوتے ہیں مگر اولوالعزم اور نامور سلاطین بننے کے لیے موزوں نہیں ہوتے۔ ایک فرمانروا کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں اگر اس کو دنیا و مافیہا کا معمولی علم ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یا اگر بعض سلاطین قرطبہ کی طرح وہ اپنے خالی اوقات کو شعر و سخن یا رقص و سرود جیسے مشغلات میں صرف کرے تو بھی چنداں حرج نہیں لیکن کتب خانہ کو مقام خور و خفتگی بنانا۔ رزمی ہنگاموں کو نظر انداز کر کے جستہ جستہ کتابوں کے ورق گردانی کرنا۔ یا کتابوں کی نازک بندشوں و خوشنما شیرازوں کو رعیت کے زخموں کی مرہم پٹی پر ترجیح دینا کسی طرح شایان جہانداری نہیں +

مگر بادشاہ حکم ثانی کی یہی حالت تھی۔ ہم نہیں کہتے کہ وہ کم طبیعت یا اپنے وجود سے بالکل منفعت بے بہرہ تھا۔ نہیں بلکہ مطالعۂ کتب میں اس قدر محو و از خود رفتہ رہتا تھا کہ رزمی ہنگاموں کی طرف توجہ کرنے کی اس کو کبھی فرصت نہ ہوتی تھی۔ کتب بینی کے علاوہ اس کو عمارات کا بھی قدر شوق تھا۔ اس شوق نے بڑھتے بڑھتے اس میں فن معماری کا ایک خاص مذاق پیدا کر دیا تھا یہ مذاق فن تعمیرات عرب کا ممد معاون ہو گیا ہے۔ تاہم حکم کے صلح و امن پسند مزاج نے سلطنت کو زیادہ [illegible] نقصان پہنچایا کیونکہ اول تو مسیحی قوم نے ابھی اپنے نقصانوں کی تلافی [illegible] اسباب فرو گذاشتی کرنے میں [illegible] خلیفہ اعظم عبدالرحمٰن الناصر الدین اللہ کا پیدا [illegible] قوت کا [illegible] معاملات میں بھی مداخلت [illegible] تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا [illegible]

Marfat.com

[illegible] اگر حسن اتفاق سے ذی [illegible] میں صلح ہو جاتی

[illegible] تمام مشرقی دنیا کے ہر شہر میں

[illegible] قرطبہ

[illegible] کتب خانوں میں [illegible] ملتا تھا

اور [illegible] کی کاوش [illegible] اگر کوئی کتاب [illegible] نقل کر لیجاتی تھی

[illegible] مضمون [illegible] مطالعہ ہو کر

[illegible] خواہش ظاہر کی [illegible] بیش بہا شاہی کتب خانہ [illegible]

[illegible] کتابوں کا ذخیرہ جمع کر لیا ہے ایسے وقت میں

[illegible] نسخہ خوشخط [illegible] خوش نویس

[illegible] کرتے تھے مگر خلیفہ حکم محسن جامع الکتب

[illegible] کو ایک ایک کرکے بغور مطالعہ کیا اور ان پر حواشی

[illegible] کے شہرہ کاملین نے اس کے حواشی

[illegible] کا

[illegible] علم ادب کو سخت گزند پہنچایا۔

[illegible] یہ ممکن تھا کہ اپنے باپ کی حاصل کی ہوئی ناموری پر نازاں [illegible] گو بیرونی دشمن کو بے باک حملہ کرنے کے لئے [illegible] جانشین اس عمارت کو سہارا دے [illegible] نے [illegible] زیرکی اور جانفشانی سے بلند کی تھی ہشام [illegible] انتقال کیا اور ہشام اپنے بیٹے کو جانشین چھوڑ گیا۔ ہشام کی [illegible] آزاد کر دیا جاتا تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ [illegible] مگر [illegible] اور عام صفات جہانداری کی [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے نامور اولوالعزم دادا کے [illegible] ہوتا لیکن افسوس [illegible] جانشین کو [illegible] [illegible] جمع کرنے میں سرگرم تھا [illegible] مشغول تھا [illegible] سلطنت شدہ شدہ ملکی اقتدار حاصل کرنے

Marfat.com

منقول از صفحہ ۱۰۱

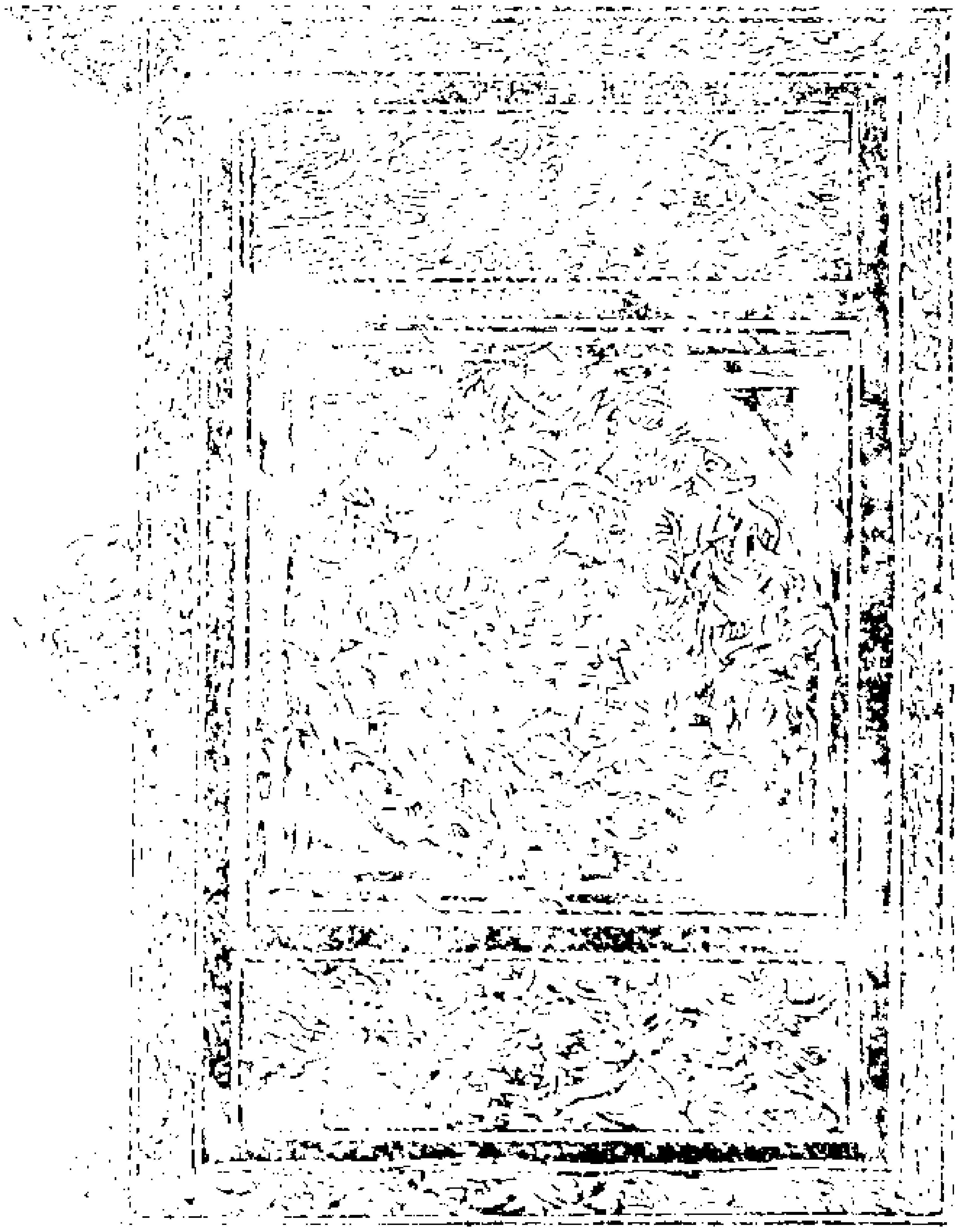

قرآن شریف کی جلد

Marfat.com

Marfat.com

جانتے تھے۔ اگر خلیفہ اعظم زندہ ہوتا تو ضرور سرکوبی کرتا۔ مگر حکم کو اتنی فرصت نہ تھی۔ آخر نوبت بانیجا رسید کہ پردہ نشینان حرم سرا سے بھی پولیٹکل معاملات میں دست اندازی کرنے لگے۔ گو یہ سچ ہے۔ کہ عبدالرحمن نے اپنی محبوبہ "الزہرہ" کو خوش کرنے کے لئے ایک جدید شہر آباد کیا۔ لیکن اگر الزہرہ [illegible] امیر بن عبدالرحمن کو کچھ ایسا [illegible] مثلاً بتلاتی کہ پولیس کا افسر کون ہونا چاہیے تو اس کو سخت تعجب [illegible] ہوتی لیکن حکم کے انتقال کے وقت حرم سرا کا ملکی اقتدار بڑھا ہوا تھا۔ اور ان سب [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نوعمر خلیفہ ہشام کی والدہ سلطانہ عزورہ شاید سب سے زیادہ با اقتدار تھی سلطانہ عزورہ کے مخبرین میں سے "ابن ابی عامر" ایک خاص شخص تھا جس کا اقتدار آخر کار خود سلطانہ کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ آسانی کے لئے ہم اس کو آئندہ المنصور کے نام سے موسوم کریں گے۔ کیونکہ مسیحی [illegible] بہت سے میدان جیتنے کے سبب وہ اسی لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔

المنصور [illegible] میں قرطبہ یونیورسٹی کا ایک معمولی طالب علم تھا۔ اس کا باپ [illegible] شریف النسل [illegible] ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ یہاں یونیورسٹی میں ایک [illegible] تھا لیکن المنصور کا شروع ہی سے یہ ارادہ نہ تھا کہ باپ کی طرح اپنے حوصلوں کو اس قدر [illegible] محدود رکھے۔ بلکہ طالب علمی ہی [illegible] حکومت و اقتدار کے خواب آتے تھے اور [illegible] پیشین گوئی کرتا تھا [illegible] جب وہ اندلس کا تاجدار ہوگا۔ [illegible] جب اس وقت پر پہنچوں گا تو [illegible] تھا [illegible] جب وہ وقت آیا تو اس نے [illegible]

المنصور [illegible]

[illegible]

[illegible]

مناصب تک پہنچ گیا۔ اور ۳۱ برس کی عمر سے پہلے پہلے چند مختلف خدمتیں انجام دینے لگا یعنی ہر ایک سلطنت کی مقبوضات کا کارکن تھا۔ ایک دوعدالتوں کا جج اور سٹی گارڈ کے ایک حصہ کا کمانڈر تھا۔ المنصور کے اخلاق حمیدہ۔ عادات پسندیدہ۔ اس کی حد درجہ کی کریم النفسی محتاجوں اور ضرورتمندوں کا مرجع ماوا و ملجاء و ماوا ہونا ایسی صفات تھیں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کو عزیز الوجود سمجھتے تھے۔ اراکین دربار سے رسائی کرنے میں وہ پہلے ہی سے کامیاب کوششیں کر چکا تھا۔ ان میں بعض زیادہ عالیمرتبہ تھے اب منجانب اللہ اس کو اپنا اقتدار ظاہر کرنے کا ایک اور موقع ہاتھ آ گیا یعنی خلیفہ حکم کے دفعتاً انتقال سے ملکہ ورد کا اقتدار بہ حیثیت صغرسن جانشین خلیفہ کی والدہ ہونے کے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ المنصور کی خوب بن آئی جو کام کرتے تھے دونو ملکر کرتے تھے۔ صغرسن ہشام کی مسند نشینی پر صرف ایک حریف مدعی کے قتل سے عمل میں آئی اگرچہ محلسرے کی متعلقہ فوج یعنی سلیو نے کچھ سرکشی کی۔ مگر وہ ایسے مبارک جلوس میں کیا مزاحمت پیش کر سکتی تھی۔ المنصور نے ان کی جلد ہی سرکوبی کر دی ؂

اب گورنمنٹ کا دارومدار مصحفی پر تھا۔ یہ وہی امیر بیت المال ہے جس نے المنصور کو اس ترقی کے زینہ کی پہلی سیڑھی پر کھڑا کیا تھا پس کیسے ممکن تھا کہ استاد کی پالیسی میں شاگرد شریک نہ ہوتا۔ سلیو کی سرکوبی کرنے سے جن میں سے اکثر جلا وطن کر دئے گئے تھے۔ استاد و شاگرد دونو کے ہر عزیز اور مقبول انام ہونے میں کچھ شبہ ہی نہ تھا۔ کیونکہ اہل قرطبہ ان متاجر سپاہیوں سے جو اس ملک کے رہنے والے نہ تھے سخت متنفر تھے۔ مگر افسوس استاد و شاگرد کی موافقت بہت کم دنوں کے لئے تھی کیونکہ مصحفی کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے المنصور صرف موقع کی تاک میں تھا۔ مگر ایسی اہم کامیابی کے لئے اول یہ ضروری تھا کہ پبلک کی خوشنودی حاصل کرے چنانچہ اس کے لئے اس کو اتفاقیہ ایک موقع مل گیا۔ جس کی مفصل کیفیت یہ ہے :۔

شمالی علاقہ جات پر عیسائی کچھ دنوں سے پھر بڑھ چلے تھے :۔

مصحفی جس کو رزمی مذاق مطلق نہ تھا سخت حیران تھا کہ کسی طرح اور کیا چارہ کار کرے المنصور اگرچہ ایک جج یا انسپکٹر ہی کے فرائض منصبی خوب جانتا تھا اور مذاق رزم میں استاد سے کسی طرح بڑھا ہوا نہ تھا۔ مگر چونکہ ایک قدیم بہادر نسل اور ان عربوں کی اولاد سے تھا جو طارق اور اس کے جانثار بربریوں کے ساتھ حملہ آور فوج میں شامل تھے گویا اس کی رگوں میں ہاشمی خون ہنوز موجزن تھا پس لامحالہ بلاسوچے سمجھے اس نے سپہ سالاری کو قبول کر لیا۔ اور اس بھاری منصب کے خدمات پوری سرگرمی سے انجام دیں چنانچہ لیاون پر اس قدر کامیابی کے ساتھ حملے کئے اور فوج کے ساتھ مال غنیمت سے اس قدر

Marfat.com

[illegible] جبرل تھا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] سے دوسری جنگ شروع ہوئی جو کامیابی پر ختم ہوئی [illegible] غالب [illegible] غالب نے خود ہی [illegible] کر دیا کہ [illegible] ہوئی ہے [illegible] ان سلسلے کا میاب [illegible] غالب [illegible] قانون کی [illegible] اور آخری بال [illegible]

تھا۔

یوں تو غالب [illegible]

سے باز رکھا اور بجائے اس کے لڑکی کی شادی اپنے ساتھ کر دینے پر آمادہ کر لیا۔ غرض المنصور اسی طرح ترقی پر نہایت مستعدی سے چالیں چلتا رہا اور یہاں تک کامیاب ہوا کہ خلیفہ حکم کی وفات کے بعد دو برس بعد ۳۶۸ھ میں اس نے مصحفی کو غصب بیت المال کے جرم میں ماخوذ کر کے باوجودیکہ مصحفی نے ابتدا میں اوّل اس پر ایک شخص مقدمہ قائم کیا۔ اور بعدہٗ گرفتار کرا کر سزا دلوا دی۔ وزیر اعظم جس کے اختیارات کی کوئی حد نہ رہی تھی پانچ سال تک اپنے ظلم و تعصب دشمن کا گرفتار کشتہ عنایت رہا۔ آخر محبس میں فراموشیِ روزگار کا شکار ہو گیا۔ ایک روایت کے بموجب المنصور نے اس کو زہر دلوا دیا۔ کہتے ہیں کہ مرتے وقت اس کے بدن پر کل کا صرف ایک پھٹا پرانا کرتہ تھا جو بد نصیب با اختیار حاجب کا لباس ہے۔ ایک مصحفی کیا ہر شخص المنصور اور اس کے بلند و عالی مقاصد کے سدِ راہ ہوا اسی طرح اخیر ہیبلا اسی قدر خوفناک ہوا لیکن متفقہ بات ہے کہ اندلس کا وزیر اعظم اپنے جاہ و جلال کے ذریعہ سے ہزاروں ابنائے جنس دست بستہ سراپا ادب بنکر اس کی خوشنودیِ مزاج کے خواستگار رہتے تھے۔ لیون کا مغرور شہزادہ بھی باریاب ملازمت ہونے کا آرزومند تھا۔ وہ یا اندلس شخص نہ دولت نوخیز طفل مکتب کے حوصلوں کا شکار ہو کر اس اوج عزت سے اس پستی ذلت میں گرا۔ کاش المصحفی دانشمندی سے کام لیتا۔ اور شروع ہی میں اپنے نوجوان حریف کی سرکوبی کر دیتا

المصحفی کے اٹھ جانے ہی المنصور نے اس کی جگہ پرچم گیا۔ اس وقت اس کے اقبال کا ستارہ پورے اوج پر تھا۔ تمام اندلس کی عنان حکومت گویا اسی کے ہاتھ میں تھی کہنے کو اگرچہ کل نظم و نسق کا انحصار "خلیفہ ان کونسل" (مجلس شوریٰ) پر تھا۔ مگر بالکل برائے نام۔ ورنہ خلیفہ کو تو اس نے حرم سرا کی رنگ رلیوں میں منہمک کر دیا تھا۔ اور کونسل اس کی حکمت عملی کے تابع تھی غرضیکہ جو کچھ تھا المنصور تھا۔ اپنے ایوان عالیشان میں بیٹھ کر جو سواد شہر میں شاہانہ شان و شوکت سے آراستہ ہوا تھا۔ وہ تمام اندلس پر حکومت کرتا تھا۔ روبکار۔ فرامین۔ اشتہارات اس کے نام سے جاری ہوتے تھے اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ سکوں پر اس کا نام کندہ ہوتا تھا۔ کہ یادگار زمانہ رہے۔ حتیٰ کہ وہ شاہی عبائیں پہنتا تھا جس پر اس کا نام کڑھا ہوا ہوتا تھا اور جو اس زمانہ میں صرف بادشاہوں کے لئے مخصوص تھیں۔ مگر باوجود دولت و حکومت کی بخششائیوں کے وہ اپنے حاسدوں کے حملہ سے محفوظ نہ تھا۔ جاہ طلبی اور بلند نظری ہمیشہ مخدوش و خطرناک ہوا کرتی تھی اور بقول شخصے کہ ع

من جرب المجرب حلت به الندامة

جو ایک مرتبہ پامال کئے جاتے ہیں وہ موقع پا کر کبھی نہ کبھی بدلہ بھی لے ہی لیتے ہیں۔ خلیفہ کی تخت نشینی

Marfat.com

کے تحت چند سلیو (باڈی گارڈ) نے سازش کر کے [illegible] کرنا چاہا تھا۔ اور
معتمد تھے المنصور نے جس طرح اور [illegible] جلا وطن کیا تھا۔ [illegible] بڑا استقلال یا
قطامی میں سے ایک شخص نے موقع پا کر المنصور کو قتل [illegible] کامیابی نہ ہوئی [illegible]
چند روز خفیہ رکھے گئے [illegible] ہو کر [illegible] بے چارہ [illegible]

دار الخلافت قرطبہ میں [illegible] المنصور کو [illegible] سلطنت [illegible] تھا اور
[illegible] جو خدمت کرنا
[illegible] المنصور [illegible]
[illegible]
[illegible] المنصور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] غالب [illegible]
[illegible] ممکن ہوئے [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] ایک غالب [illegible]
[illegible] ایک ایسی چیز ہے جس [illegible]
[illegible] استقلال اور [illegible] سے [illegible] تدبیر [illegible]
[illegible] المنصور [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے اس [illegible] کامیابی [illegible]
[illegible] رہتا تھا چنانچہ [illegible]
[illegible] سلطنت پر بحث کرتا تھا۔ اثنائے بحث میں [illegible]
[illegible] ایوان میں [illegible]
[illegible] سے المنصور کی [illegible] المنصور [illegible]
[illegible] میں [illegible] اپنے [illegible] سامنے [illegible]
[illegible] غالب ہی [illegible]
دانائی اور دور اندیشی سے شروع ہوتی تھیں [illegible]

پہنچ جاتی تھیں اور اگر کبھی وہ دیکھتا کہ فقہ و پیش معمول سے زیادہ قوت طلب ہے اور رعایا انہی فقہا کے زیر اثر ہے [illegible] کا فوری اثر پبلک کی ناخوشنودی ہے تو اس صورت میں اس کو پاس رضا جوئی کے لئے [illegible] پڑتا تھا۔ چنانچہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ چند معزز سرداروں کی مخالفت کس طرح [illegible] کی حد کو پہنچی اور ان کے [illegible] ہونے پر کیونکر [illegible] سولی پر ختم ہوئی۔ اس واقعہ سے المنصور کو [illegible] نتیجہ [illegible] اور اہل دربار و [illegible] قرنیوں میں اس کے خون کے پیاسے موجود ہیں جن [illegible] ان کی دلجوئی اور رضامندی حاصل کرنا چاہیے چنانچہ قرطبہ کے مجتہدین اور علمائے [illegible] کی ایک مجلس منعقد کر کے اس نے ان کتابوں کی ایک فہرست مرتب کرائی جو خدا اصول کو [illegible] اور مذہبی خیالات کو متزلزل کرنے والی سمجھی جاتی تھیں ؛

اسپین کے مسلمان اپنی دینداری اور زہد و خشکی میں مشہور تھے اور فلسفیوں کی بے طرح خبر لیتے تھے [illegible] جس طرح [illegible] کے یہاں "انکیسر گے ٹوریس" یعنی "کتب خانہ ممنوعہ" کی ایک فہرست [illegible] ہے۔ اسی طرح انہوں نے بھی بالاتفاق اس فہرست پیش کردہ کو تسلیم کیا۔ اور دوسرے روز [illegible] کی [illegible] کتابیں سر بازار جلا دی گئیں۔ حالانکہ المنصور اپنی ذات سے نہایت آزاد [illegible] فلسفیانہ خیال کا پورا حامی تھا۔ اس آسان اور مختصر تدبیر سے اس نے اپنے آپ کو [illegible] ایسا مسخر کیا کہ پھر کسی عالم یا مجتہد نے اس کے خلاف دم نہ مارا ؛

جس شخص کو [illegible] ایسی کارگر تدبیریں سوجھیں اس کو ایک جنرل غالب کو اکھاڑ پھینکنے میں کیا [illegible] چنانچہ [illegible] کی مخالفت سے اطمینان کرنے کے بعد المنصور نے اپنا دم شروع کیا [illegible] کی اصلاح کر لی۔ اور اس تدبیر سے وہ تمام اختیارات جو پہلے متعدد افسران [illegible] کو حاصل تھے براہ راست اپنے ہاتھ میں لیکر سپہ سالار کا زور گھٹا دیا [illegible] اور [illegible] تھا۔ [illegible] اس لئے ہوئی کہ المنصور نے نئی فوج بربر اور افریقہ کے [illegible] کے شمالی صوبوں سے جن میں مسیح آباد تھے بھرتی کی۔ چونکہ یہ اجنبی اور نو وارد لوگ [illegible] کے ساتھ خصوصیت سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ مزید براں یہاں آکر جب انہوں نے اپنے محسن "المنصور" کی داد و دہش حسن سلوک۔ قدرشناسی اور مذاق فن رزم کو دیکھا تو خواہ مخواہ بھی اسی کا دم بھرنے لگے۔ المنصور پکا فوجی افسر اور نہایت سخت گیر کمانڈر تھا۔ اور مشہور ہے کہ اگر تیاری کے وقت جبکہ سپاہی وردی پہنے ہوتا تھا۔ اس کی تلوار ذرا بھی خلاف قاعدہ [illegible] تو اسی تلوار سے اس کا سر اتار لیتا تھا۔ شائستہ اور باقاعدہ رکھنے میں گو وہ

Marfat.com

فوج کے حق میں مفید تھا لیکن اگر سپاہی جان توڑ کر لڑتے اور میدان جنگ میں ہر طرح کی داد مردانگی دیتے
فوجی قواعد کی پوری پابندی کرتے تو اس سے بڑھ کر ان کا حسن [illegible]
تھی کہ سپاہی شطرنج کے مہروں کی طرح اس کے ہاتھ کے اشاروں کے منتظر رہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ جبکہ المعتصم
عین میدان میں اپنے خیمہ کے اندر بیٹھا لڑائی کی خبریں سن رہا تھا تو اس نے اچانک دیکھا کہ [illegible]
بدحواس ہو کر بھاگے چلے آتے ہیں اور سیدھے [illegible]
سے [illegible] شطرنج [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ملک الزاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس نے ضبط نہ کرنے والا امیر داور اراکین [illegible] تھے جن سے روادار کیا تھا ہم کہتے ہیں کہ اُن کے سبب سے اختیار
ہمارے منصب موزوں تر ہے ۔ باوجودیکہ وہ طبیعتاً مجبور اس کے کہ باہمی بغض و عناد سے بھوٹ ڈالتے اور
مخالف جنگجو اور جنگ آور وہ تھے اور کچھ نہ تھا جس سے عوام الناس کا نظام آسائش بلکہ خود سلطنت کا انتظام
ہمیشہ خلل پذیر رہتا تھا ۔ مگر المنصور نے جس تدبیر سے ان سب کو مغلوب کیا وہ رضا اور رائے عامہ شہرت
رکھتا تھا ۔ نو عمر خلیفہ کو اس نے دست نگر اور کس مپرسی کی حالت میں رکھا عوام الناس سے الگ
تھی ۔ مرضی کے آثار ظاہر ہوتے ۔ اور ملکہ صبح جو ولی عہد کی سرپرست تھی [illegible]
افزوں ترقی سے رشک کرکے پاس اس کا نہ آنے دیا یہاں تک کہ [illegible] سے [illegible] کو اس سے
برطرف کرانا چاہا تو المنصور نے سمجھا [illegible] عمارات [illegible] شروع کیا اور [illegible]
سے کہ نہ [illegible] خلیفہ کو صرف بے دست و پا ہی کر دیا تھا ۔ بلکہ [illegible] کہ جب [illegible]
ذاتی [illegible] شہادات [illegible] کر [illegible] جماعت سے کوئی فوجی جو [illegible]
نگرانی کرتا [illegible] کی پابندی میں نہایت سختی کرتا ۔ اور باوجود [illegible] فوجی اور ملکی امور کے
مسلسل مشاغل اور متواتر فرائض کے جن کو وہ اپنا وظائف سمجھا [illegible] اس ایک اولو العزم
شخص نے افریقہ پر کئی مرتبہ فوج کشی کی اور کامیابی حاصل کی اور سلطنت اندلس کو ساحل بحر تک
وسیع کر دیا ۔ علاوہ ازیں یہ اس کا ایک معمول تھا کہ سال میں دو دفعہ یعنی گرمی اور جاڑے کے موسم میں
کسٹائل اور لیون کے مسیحیوں پر ابتدا کرے علم دوست فرمانرواؤں کی طرح وہ کتاب و تلوار
کو پہلو بہ پہلو رکھتا تھا چنانچہ جس طرف فوج کشی کرتا شعرا اور علما کو ساتھ لے جاتا ۔ کبھی کسی جنرل نے آج
تک اس قدر زیادہ اور متواتر فتوح حاصل نہیں کیں جس طرف جاتا تھا ۔ اقبال و نصرت ہمرکاب ہوتے
تھے ۔ اپنے ان جری اور بہادر سپاہیوں کی مدد سے جو اس نے خود بھرتی کئے تھے نیز بیشتر ان بربر
دلاوروں کے زور پر جو بڑی بڑی تنخواہوں اور لوٹ کے یقینی توقع سے اُس کے دلدادہ تھے
اُس نے شمالی مسیحیوں پر آتش و شمشیر بکف ہو کر فوج کشی کی ۔ لیون کو فتح کرکے اُس کی لوہا لاٹ فصیلوں
اور سنگین برجوں کو مسمار کیا ۔ بارسلونا پر قبضہ کیا ۔ آخر کو گالیشیا بھی بچا ۔ اُس کو بھی فتح کرکے
سینٹ یاگو کے مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جو ہزاروں تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیوں کا ملجا و ماوی
اور تمام یورپ کا قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات سمجھا جاتا تھا ۔ بالکل منہدم کر دیا ۔ مگر یہ شکر ہے کہ سینٹ جیمس
کی درگاہ جہاں بیشمار کرامتوں کا اظہار بزرگ مدفون کا وجود ثابت کرتی تھیں اس طوفان سے بچ گئی
لکھتے ہیں کہ جب لوگ شہر کو خالی کرکے بھاگ گئے اور "المنصور" مظفر و منصور اس میں داخل ہوا تو اس نے

تھا کہ [illegible] اسی [illegible] میں مشغول ہے [illegible] گئے [illegible]
[illegible] کیا [illegible] جواب [illegible] کیا [illegible]
نے [illegible] کیا [illegible] دونوں کی [illegible] کے لئے [illegible]
قائم کیا جائے [illegible] تھی [illegible]
میں سے کسی [illegible] کیا اور [illegible]
اس کی [illegible]
کے سامنے [illegible] اور دگروکی [illegible]
اور [illegible] کیا [illegible]
[illegible]
[illegible] میں ایک [illegible]
بات [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نے دیکھا کہ [illegible]
[illegible] ہے اور [illegible]
تحقیق کرنے [illegible]
جو [illegible] بیان کیا [illegible]
دوسرا [illegible] ہے [illegible]

Marfat.com

بیٹھ کر آرام کریں۔ شیخ کو سکھوں کے ہوش اڑ گئے اور سمجھے کہ ایسا نہ ہو کہیں سلطان ان میدانوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا مسقط الراس بنا لیں چنانچہ اس خوف سے سکھوں نے وہ محفوظ مقام چھوڑ کر دشمنوں کو بےخوف گزر جانے کے لئے نہ صرف راستہ دے دیا بلکہ مال غنیمت لیجانے کے لئے باربرداری کا بندوبست بھی کر دیا مثل ہے کہ گئو ارتنا دے اور جیون نہ دے ۔

مفید اگرچہ انسانی حملوں کے دسترس سے باہر تھا لیکن جو مقدر تھا سو وہ کیا کوئی نہیں جانتا مثلاً کل نفس ذائقۃ الموت ۔ سال پہاڑ کی ہوا ۔ بدبختی کے بعد دفعتاً بیمار ہوا اور بمقام ... باسطی باز عظمت سے ہمیشہ کے لئے سایہ دشمن ہو گیا ۔

سکھوں کو اس مرگ ناگہانی سے جس قدر مسرت ہوئی اس کا اندازہ مرحوم کی شجاعت یا بہادرانہ کارناموں کے حالات پڑھنے سے خوب ہو سکتا ہے کون ہے جو اپنے مہیب و زبردست دشمن کی موت سے خوش نہیں ہوتا چنانچہ ایک اسب جوش مسرت میں فرماتے ہیں۔ کذا المنصور سنہ ۱۰۰۲ء میں مرگ ناگہانی ہوئی ۔

ف: واہ کیا مردانگی ہے۔ جیتے جی تو سینٹ جیمس جیسی درگاہوں میں جان چھپاتے پھرے۔ اور موت پر جو قابل حیرانی ہے۔ دل کے جلے پھپھولے توڑنے لگے ۔

دسواں باب

اہل یورپ کا ستارۂ اقبال

اگر کسی ملک کی آبادی بہت [illegible] اہل یورپ [illegible] یا مرقع [illegible] کی [illegible] شاذ و نادر ہی اس طرح الفت [illegible] پیدا [illegible] جو لوگ جمہوری طرز حکومت کو بہترین اصول سلطنت مانتے ہیں۔ ان کی بڑی دلیل یہی ہے جو ہرگز [illegible] وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی قوم یا ملک کو [illegible] کے [illegible] کہ وہ [illegible] یا کم [illegible] اور [illegible] اگر [illegible] کے [illegible] حکومت کے لئے [illegible] ایک [illegible] زندگی [illegible]

مثلاً [illegible] سے اپنے [illegible] سے [illegible] سلطنت [illegible] اور سب [illegible] سے [illegible]

[illegible] اندلس میں [illegible] تھے [illegible]

باہمی بغض و عناد اور کبھی ختم نہ ہونے والی عداوتوں کے حالات پڑھ کر نتائج نکالے ہوں گے تو ہم امید کرتے ہیں کہ اُندلس کے حالات پڑھ کر ان کو تعجب ہوگا۔ دنیا میں صرف عرب ہی ایسی قوم نہ تھی جو مجموعہ تھی مختلف قوموں و مختلف فرقوں اور ملتوں پر اس طرح اطمینان سے حکومت نہ کر سکی کہ گویا وہ سب ایک کف قبیلہ کے ممبر، ایک مذہب کے پیرو اور ایک ہی قوم کے افراد تھے۔

اُندلس کے تاریخی واقعات کے پیرایہ میں جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے وہ اس [illegible] جزیرہ حکومت اور انقلابِ سلطنت کا ایک مجموعہ محض ہے جو ملک میں وقتاً فوقتاً واقع ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ شروع میں ناظرین نے دیکھا کہ بہادرانِ عرب نے جن کی گنتی میں بہادری پر ہی تھی کس طرح اسپین پر حملہ کیا اور پھر خلاف توقع کیونکر بے غل و غش فتح کر لیا۔ یہ فتوح ابھی پوری طرح ختم نہ ہوئی تھیں کہ فاتحوں میں باہمی رشک و حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور گمان غالب تھا کہ اس خونریزی اور نااتفاقی سے یہ حاصل کی ہوئی حکومت کے حق میں برق خرمن سوز ہو جائے۔ مگر حسن اتفاق سے وہ دا[illegible] [illegible] شخص سلطنت کے اسٹیج پر نکل آیا جو گویا طبعاً جہانداری کے لئے موزوں تھا۔ وہ [illegible] جس کی [illegible] حکمت عملی سے اندلس بظاہر پھر ایک سلطنت متحد [illegible] تو پاس رہنے کہتے" [illegible]

[illegible]

اسلامی [illegible] اندلس ایک [illegible]
[illegible] اگر عبدالرحمن ثالث ہی بانی [illegible] ہوتا اور زوال نہ ہوتا تو اندلس [illegible]۔ اس کا اقبال و دولتمندی آج تک زمانے کے دامن شفقت میں [illegible]

رہتے اور ہم کبھی سنتے کہ مسلمانوں اور یہودیوں کو سخت اذیتیں [illegible]
جھیلنا پڑیں۔ لیکن افسوس اس قسم کی خواب نما [illegible] کہ اندلس کو ان [illegible]
حاصل ہوئیں۔ پریشان خوابیاں تھیں جنکی تعبیر بجز پریشانی کے کچھ نہ تھی۔ یہ عبدالرحمن الث [illegible]
بھی سفر آخرت کا تہیہ کیا اور ہمیشہ کے لئے کوچ کر گیا۔ یہاں تک بھی کچھ زیادہ افسوس نہ تھا کیونکہ مرحوم
نے سلطنت کو بالکل بے پرشان نہیں چھوڑا۔ پہلے ملک کو دو بادشاہوں نے دو مرتبہ باری باری طوفان
نوح سے [illegible] اللہ کا شیرازہ بکھرنے سے بچایا
[illegible]
[illegible] مستعد تھا۔ اس میں فطرتی طور سے اس قسم کی [illegible] کہ اپنی سطوت [illegible]
اپنے اختیار و اقتدار کا سکہ اندلس کے [illegible] باشندوں کے دل پر [illegible] مانا کہ اس میں عیب
[illegible] انسان [illegible] نقص سے [illegible] نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنے مرحوم آقا کی
[illegible] اور اندلس کو فی الحقیقت [illegible]
[illegible] خرابی کی [illegible]
[illegible]

[illegible] کبھی کبھی [illegible] سے زیادہ ہو جاتی تھی کہ اس جہان آشوب تیرگی میں حسب خواہ نیت کو کچھ
پتہ نہ ملتا تھا۔ گویا [illegible] شخصی اختلافات۔ قومی یا مذہبی مخالفت کچھ کم شدید پر نہ تھے اور اندلس کو ایک
خیال راہب کی دعا کے بموجب ستارۂ المنصور کا مدفن یعنی "طبقۂ زمہریر" بناتے تھے ؛

المنصور کی وفات سے چھ برس تک اس کے فرزند و جانشین "مظفر" نے اتفاق اور امن کا
[illegible] ۔ مگر یہ مختصر سا زمانہ جلد گذر گیا۔ پھر ایک طوفان بے تمیزی شروع ہوا جس میں بعض مفلس و قلاش
معاش سے پراگندہ روزی لوگ جو قسمت آزمائی کرتے پھرتے تھے ایک دوسرے کے حریف اور مخالف
[illegible] چھوٹے دعویداران خلافت۔ غرضکہ ایک ہجوم تھا جو قرطبہ کو چاروں طرف سے گھیرے تھا
[illegible] باشندے جو [illegible] بجملہ اندلس کی مردم شماری کا جزو کثیر تھے بادشاہی کے طرفدار اور شاہی خاندان
[illegible] بنو امیہ کی مٹی ہوئی شوکت کی یاد میں محو رہتے تھے۔ وزیر اعظم کی
[illegible] امن و انصاف کی حکومت کیوں نہ ہو۔ ان کے نزدیک گورنمنٹ کے مفہوم کو پورا کرنے
کے لیے یہ کافی نہ تھی۔ اس لیے لازم تھا کہ خلیفہ بنفس نفیس عنان حکومت ہاتھ میں لے کچھ تو اس لیے
[illegible] دوسرے بیٹے نے "مظفر" کی وفات پر نہایت بے تمیزی سے حکومت کو
[illegible] جس سے عوام الناس نہایت برہم و برانگیختہ ہو گئے
[illegible] جو مرید خلافت تھے۔ وزیر اعظم کے خاندان کی سخت مخالفت کی۔
[illegible] ہشام بذات خود فرائض خلافت ادا کرے ؛
[illegible] برس سے حرم سرائے کی چار دیواری میں نظر بند تھا
[illegible] اہل دربار سمجھتا تھا۔ اس تازہ [illegible]
[illegible] کرنے کی توقع نہ رکھیں۔ مگر [illegible]
[illegible] آخر [illegible] کچھ عرصہ بعد ہر شخص
[illegible] "ظل اللہ" "ظل السلطان" محض ہے تو ناچار [illegible] کو
[illegible] مسند نشین کیا ؛
[illegible] کیونکہ اس کے بعد بیس برس کا ل
[illegible] مسند خلافت ایک بازیچہ [illegible] آتے تھے
اور جان با حسرت نذر کر جاتے تھے۔ کبھی اہل قرطبہ اپنے کسی [illegible] کو لے آتے تھے کبھی [illegible] اپنی کسی
کٹھ پتلی کو لا بٹھاتے تھے۔ کبھی اہل بربر اپنا کوئی امیدوار ڈھونڈ نکالتے تھے اور کبھی اہل [illegible]

Marfat.com

[illegible]

ہوا کہ پھر کبھی کسی کو اس کا پتہ نہ ملا ✦

غرض یہ کیفیات اس وقت نہایت خوفناک اور رحم و افسوس کے قابل تھی [illegible] سلجوق
جو بھی باری باری اُن کو اپنی بساطِ شطرنج کا شاہ بناتے تھے اور [illegible] چالوں سے ایک دوسرے
کو کشت و مات دیتے تھے۔ چنانچہ ھشام ثالث کی معزولی کے وقت جو عبرت انگیز واقعات پیش آئے
اُن سے اس امر کی خوب تصدیق ہوتی ہے۔ [illegible] شہر (قرطبہ) [illegible] کے موجب اس [illegible]

اور حرم خلیفہ کو مع کس کو ایک حجرۂ تنگ و تاریک میں جو مسجد جامع سے ملحق تھا قید کر دیا۔ اس تنگ و تیرہ کوٹھری کے اندر ایسے وقت اور موسم میں جبکہ شدت برودت سے جسم میں خون جما جاتا تھا اور ظلمت و حبس سے دم گھٹتا تھا۔ بدنصیب خلیفہ عالم یاس و بیکسی میں اپنی اکلوتی شیر خوار بچی کو سینہ سے لگائے مضطرب بیٹھا تھا۔ بیگمات شکستہ حال و شوریدہ سر جاڑے کی شدت سے کانپتی ہوئیں اس کے گرد ایک ماتمی حلقہ باندھے تھیں اور اس تازہ مصیبت پر زار و قطار روتی تھیں کئی گھنٹے گذر گئے تھے کہ ان کو آب و دانہ نصیب ہوا تھا کیونکہ ظالم و بے رحم محافظوں نے ان کی خبر بھی نہ لی تھی۔ زندان اور زندانیاں زندہ در گور کی یہ حالت تھی کہ کونسل کے فیصلہ کے موجب جو "خلیفۃ اللہ" کی قسمت کا فیصلہ کرتے خود بخود جمع ہو گئی تھی حضرات شیخ (عہدہ دار جو قیدیوں کو موت کا حکم سنانے آتے تھے) نوید موت سنانے آپہنچے۔ مگر خلیفہ جو اس وقت جذبہ مہر پدری سے از خود رفتہ اور ہمہ تن اس کوشش میں مصروف تھا کہ کسی طرح بے زبان بچی کو بھینچ و دبا کر گرمی پہنچائے۔ اس نے اس نوید جانستان کو کچھ زیادہ التفات سے نہ سنا اور صرف یہ جواب دیا کہ "ہاں ہاں مجھے منظور ہے جو کچھ انہوں نے فیصلہ کیا ہے مجھے منظور ہے لیکن خدا کے لئے آپ کھانے پینے کا بندوبست کر دیجئے۔ یہ ننھی سی بچی بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہے"۔ اس متمنیانہ درخواست پر شیخ بے تاب ہو گئے۔ کیونکہ قید سے یہ مقصود نہ تھا کہ اس قدر وحشیانہ ظلم اور بے رحمی کی جائے۔ چنانچہ کھانا مہیا کرنے کے بعد انہوں نے بہ دست بستہ عرض کی۔ کہ "قبلہ عالم! کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کل صبحدم فلاں فلاں قلعہ میں قید کئے جائیں"۔ لیکن خلیفہ نے پھر وہی ہی جواب دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ یونہی سہی۔ مگر عنداللہ ایک اور مہربانی کیجئے۔ یہاں روشنی کا بندوبست کر دیجئے۔ کیونکہ اس تنگ اور بھیانک جگہ میں تاریکی سے رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہیں"۔ العظمۃ للہ مسلمانوں کا دینی اور دنیوی پیشوا خلیفۃ اللہ۔ امیر المومنین۔ ایک طرفۃ العین میں اس حالت کو پہنچ [illegible] محتاج زندگی حاصل کرنے کے لئے اس کو اپنے کمترین خدام کو ادب سے عاجزانہ اور متمنیانہ درخواستیں کرنا پڑیں[1] ؎

چنے کھانے کو نہ ہیں صاحبان گوہر عالی
صدف کو دے نوالہ موتیوں کا ابر نیسانی

اس قسم کے دہشت انگیز اور عبرت خیز سانحے زمانہ میں اب کچھ نئے اور انوکھے نہ تھے۔ بلکہ مدام و

---

[1] مورخ صاحب کی دلی ہمدردی جو انہوں نے اس ولولہ انگیز زبان میں ظاہر کی ہے بے انتہا شکریہ کی مستحق ہے۔ مگر یہ شکر اس پیرایہ میں ادا کیا جائے تو نہایت موزوں ہے کہ چارلس دوم مظلوم پالیمنٹ قتیل قوم کی خانماں بربادی۔ جلا وطنی۔ بے حرمتی۔ اور آخر کو مصلوب ظلم ہونے پر اس سے بھی زیادہ ولولہ انگیز اور موثر زبان میں نوحہ خوانی کی جائے +

Marfat.com

متواتر ہوتے رہتے تھے۔ ہر انقلاب۔ ہر عزل و نصب۔ تازہ تر آفتیں لاتا تھا۔ فرق قرطبہ جس طرح تعداد میں بڑھتے جاتے تھے اُسی طرح خود سری اور آزادی کے خیال میں بھی ترقی و استحکام حاصل کرتے جاتے تھے۔ قاعدہ ہے کہ جس ملک یا قوم میں تجارت کو بے انتہا ترقی ہو صنعت و دستکاری عموماً قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی جائے۔ ہر شخص محنت و مشقت کا شائق ہو۔ وہاں [illegible] اہل حرفہ جماعتوں [illegible] ہوگا اور نتیجہ خود بخود آزادی کا خیال ہر کہ و مہ کی دلی آرزو ہوگا۔ چنانچہ جب [illegible] اعظم کے خاندان کو اکھاڑ پھینکا۔ اور میدان صاف پایا تو ایک گروہ سرکش بنکر جس [illegible] متعدد مجمعوں پر منقسم ہوگیا اور لوٹ مار شروع کردی۔ المنصور نے جو قصر عالیشان [illegible] گزشتہ کی یادگار کے لیے بنایا تھا اُس کو بالکل تاخت و تاراج کرکے آگ لگادی [illegible] سلسلہ اور قتل عام اور آتش زدگی کا بازار ہر طرف گرم رہا۔ اور قرطبہ ایک وحشتناک [illegible] و قتل کا نمونہ بن گیا۔ یہ گروہ جب اپنی ہوس پوری کرچکا۔ تو اہل بربر کی باری آئی۔ قرطبہ اگر سلطانی محافظین۔ [illegible] گروہ سلیمان کے پنجہ سے چھوٹا۔ تو بے رحم بربریوں کے پنجۂ قضا میں گرفتار ہوا۔ ان ظالموں نے اُس کی رہی سہی شان و عظمت کو خاک میں ملا دیا جس طرف اُن کے قدم جاتے تھے قتل عام۔ تاخت و تاراج۔ اور آتش زنی ساتھ لیجاتے تھے اور تباہی۔ بربادی۔ ویرانی کے سوا کچھ نہ چھوڑتے تھے۔ بڑے بڑے عالیشان قصر۔ [illegible] کے [illegible] آگ کے نذر ہوتی تھیں [illegible] مدینۃ الزہرہ کی [illegible] وہ مدینۃ الزہرہ جو خلیفہ الناصر [illegible] اُس پر قبضہ کرکے لوٹ لیا اور [illegible] صنعت کے نمونوں کو [illegible] نے [illegible] سے فراہم کیے تھے جلا کر خاک کردیا۔ اُس کے ساکنین یہاں سے بھاگ [illegible] پناہ گزین ہوئے۔ [illegible] اہل بربر جن کو نہ خوف خدا تھا نہ رحم آتا تھا [illegible] مردوں۔ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو [illegible] اس میں [illegible] قتل کیا۔ تمام مسجد [illegible] خون سے سرخ ہوگئی ۔

یہ واقعہ [illegible] کا ہے [illegible] جب [illegible] چاروں طرف سے چھائے ہوئے تھے [illegible] خلیفہ [illegible] مسند نشین ہوتا تھا [illegible] اور کبھی [illegible] ان سے [illegible] کونسل [illegible] کو [illegible] عزت [illegible] باقی [illegible]

جب "قلب اندلس" کی یہ حالت تھی تو معاقل قلب یعنی صوبجات مختلفہ سے تو بالکل مرکز سے تعلق
قطع کر دیے جاتے تھے۔ بلکہ کیے جا چکے تھے۔ المنصور نے تا حد و اللہ جیسے پیدا کرنے میں جو قابل اور
اصول قائم کر رکھے تھے وہ اس قدر رہا شدنیا منسیا ہوئے کہ ہر ایک شہر جو کسی امیر شہر کے ماتحت تھا
خود مختار بن بیٹھا۔ مگر خاص سپین کے باشندے اس انقلاب طوائف الملوکی سے بہرہ مند ہو سکے
وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے کہ بیرونی لوگ ان کے تخت و دل و جگر کس بے باکی سے آپس میں
تقسیم کر رہے ہیں۔ مگر وہ دم بخود تھے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ سرداران بربر جنوبی اضلاع پر قابض
سلیمہ نے مشرقی ... جو بچا اس پر ان چند نو دولتی ... خاندانوں نے تسلط کر لیا۔ جو
خوش قسمتی سے خلیفہ اعظم اور وزیر اعظم کی اولوالعزمیوں سے بچ کر ادھر ادھر جا کر بیٹھے تھے۔
اندلس کے دو نہایت مشہور شہروں یعنی قرطبہ اور سیویل نے جمہوری حکومتیں قائم کر لیں مگر صرف برائے
نام کیونکہ قرطبہ کے حکمران "مجلس اول" عملی طور سے بالکل بادشاہی کے مشابہ تھے۔ خلاصہ یہ کہ گیارھویں
صدی کے آدھے ہونے تک قریباً بیس خاندان ہر ایک علیحدہ علیحدہ شہروں میں بجائے خود مختار بن بیٹھے
ان میں سے سیویل کا خاندان "عبادیہ یا لاکا"۔ اور الجیرس کا خاندان "حمود"۔ غرناطہ کا خاندان
"زیری"۔ زاراگوزا کا خاندان "بنو ہود"۔ طلیطلہ میں خاندان "ذوالنون"۔ اسی طرح ویلنشیا۔ مرسیا۔
المیریا کے خاندان نہایت جلیل القدر اور مشہور تھے۔ گو ان میں بعض کا طرز حکومت نہایت شائستہ
اور منصفانہ بھی تھا۔ مگر بیشتر سخت گیر اور ظالم تھے۔ لیکن تعجب ہے کہ باایں ہمہ ... درجہ کے ...
علم دوست، شعر و سخن کے سچے قدردان ہونے سے ایک بھی خالی نہ تھا۔ ان کے دربار علما و فضلا،
ادبا و شعرا کا ملجا و ماویٰ تھا۔ ان میں شہزادہ معتمد جو سیویل کا حاکم تھا۔ نہایت سخن سنج، عالم، قدردان
اور ہمہ صفات موصوف شہزادہ تھا۔ مگر تاہم اس نے ایک ایسا باغ بنایا تھا جس میں بجائے درختوں کے
... دشمنوں کے سر لگائے تھے۔ ملک کی حالت فی الجملہ ابتر تھی۔ ہر طرف بدنظمی، تشدد، ...
... سے وحشتناک سین دکھائی دیتے تھے۔ اور اس مخدوش و پرخطر زمانہ کی یاد دلاتے تھے۔ جو
عبد الرحمن ثالث کے مسند آرائے خلافت ہونے کے وقت تھا۔ اگرچہ اس لحاظ سے کہ اس زمانہ
میں کوئی خود مختار مسیحی شہزادہ مثل ابن حفصون نہ تھا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ حالت اس حالت سے
بالکل مشابہ نہ تھی۔ مگر تمام ملک میں بالکل طوائف الملوکی پھیل جانے اور چراغ سلطنت گل ہونے کا خوف
اس حالت سے بھی کچھ بڑھ کر تھا +

ادھر مسیحیوں نے جب ملک کی حالت دیکھی تو کچھ جنبش شروع کی اور اس پیش بہا موقع سے

Marfat.com

Marfat.com

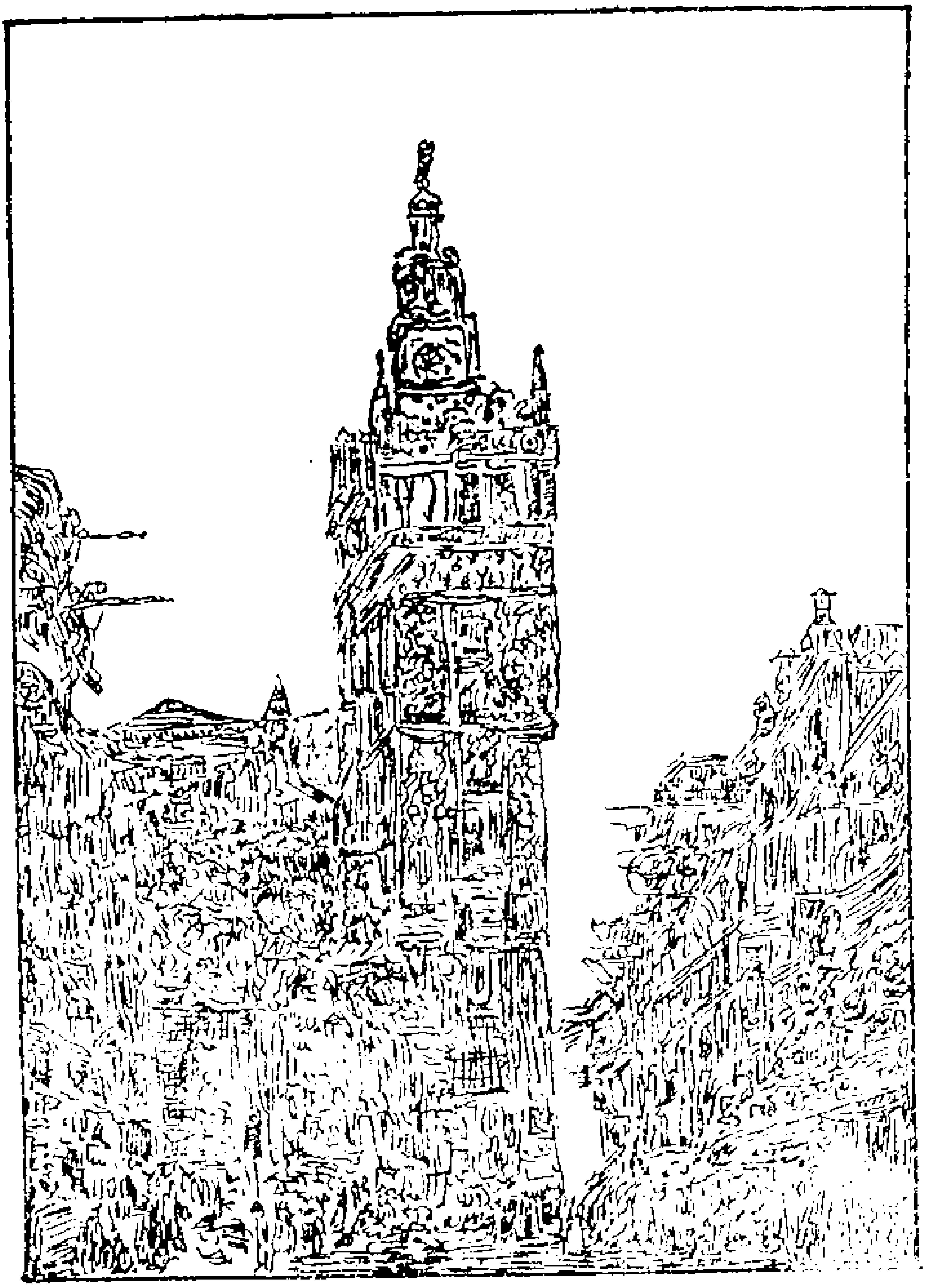

گرجا واقعہ سیوائیل

Marfat.com

طریق حسن قائم تھا اس وقت ابوالفضل نے سمجھ لیا تھا کہ سلطان کی ریاست کو ٹکڑے کے ایک ٹکڑا
تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ایسے موقعوں پر کس قسم کی تدابیر سود مند ہوتی ہیں۔ چنانچہ سلطان بہادر کو
کو اس نے ایک دوست کے پیرایہ میں ایسا مشورہ دیا اور خود بالکل ناواقف بنا رہا۔ اس سے یہ نتیجہ
حیرت کا نتیجہ ہوا کہ یہ لوگ اپنی حد اور طاقت سے بڑھ کر … معرکوں میں جا پہنچے
ان کوتاہ اندیش اور دشمن جان لوگوں کو … اور یہ کہ باہم خصومت … ہو گئے
گئے یا پڑھتے رہے کسی حریف … کی قوت کو بڑھتا دیکھتے تو یہ سوچتے … اس کا خوف
کرنے والی تدبیروں میں بڑے ذوق و شوق سے ترکیب ہوتے۔ ابوالفضل کی منت خوشامد کرتے
اور نہایت ناموزوں طریقوں سے اس سے استمداد کرتے تھے تو ان کو جواب لطف و احسان سے ملتا
کچھ اس سے کہا کہ … لیے … ہر …
شروع کر دی تھیں جس سے سلطان کو ہمیشہ خطرہ رہتا تھا … ریاست کے اندر ایسا انتشار
ہو گیا … کے دست نگر … ابتدا … شاہ … حکمت عملی اور دانشمندی سے
ان نعمتوں کو محفوظ بھی رکھا اور ساتھ ہی سال بسال خراج بھی بڑھتا گیا تھا چونکہ بادی النظر
میں تو ان دوستانہ تعلقات کی بنا تھی … جہانگیر فتح ریاست کے
اندلس … ابوالفضل … تھا کیونکہ … اس قدر …
… کر روز مرہ … ریاست … کے …
… ابوالفضل … غفلت …

"… از ہے آشفتہ ہے بند"

اگر کچھ … اور ان دوستوں پر جو اس کے …

عداوت نہاں دوستی آشکارا — غرض … خود … کے مارا

… بے خبر آپ ہی اپنی … تھے۔ … ہمیشہ …
ابوالفضل کو … کسی طرح … چونکہ …
رہتے ہیں اس واسطے … کی تدبیریں … اور …
منافقت اور … دشمنی کے … اپنے … میں …
خطرناک اور … دیتے ہیں۔ … ابوالفضل … کی ایک
… تھی … اپنے دام … ہیں …

قوت اور بہادری جو شہروں کی صفات خانہ زاد ہیں۔ ان تدبیروں سے سست و مضمحل ہو سکتے ہیں کہ عدو ممکن ہے کہ فریب سے واقف ہو کر اپنی شہ زوری سے حال کو تار تار کر دیں ٭

تاآنکہ اندلس کے شہزادے باہمی بغض و عناد کے سوزِ نہاں سے سلگنا شروع ہو گئے تھے۔ تاآنکہ رشک کے جوش اور باہمی امتیاز و فضیلت کے مجنونانہ شوق نے ان کو مبہوت و از خود رفتہ بنا رکھا تھا حسد اور نفاق جو دنیا کی ہزاروں جلیل القدر اولو العزم قوموں کو خاک میں ملا چکا ہے۔ ان کے قومی شجر کی جڑ میں کیڑا بن کر لگ چکا تھا۔ لیکن ہنوز ایسی حالت نہ تھی کہ ؏

صائب کنوں کہ درد بدرماں نماندہ است

کہا جائے۔ ہر چیز کا انتہائے کمال اس کے ابتدائی زوال کا ہیولا ہے جسکو انسان کی محدود آنکھ متمیز نہیں کر سکتی۔ ہم روز مرہ دیکھتے ہیں کہ زندگی کا ابتدائی زوال کس قدر نامعلوم ہوتا ہے۔ انسان اس حالت میں پہنچ کر ماورِ فطرت کے تمام بیش بہا عطیات لطف و لذات۔ زندگی محسوس کرنے والے اسباب و ذرائع ایک قدرتی قانون کے اثر سے کس طرح رفتہ رفتہ اور نامعلوم ضائع کرتا جاتا ہے اور پھر خود بخود اپنی ناقص اور محدود تدبیروں سے کیونکر ان نقصانوں کی تلافی بھی کرتا جاتا۔ ابتدا میں یہ تدبیریں بادی النظر میں ایک فوری اثر کرتی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی کبھی عمر سے اترے ہوئے لوگ نوجوانوں سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور گو اس بیرے وہ کسی فطرتی اثر کو رد نہیں سکتے۔ فطرتی قوانین کی خلاف ورزی محال ہے۔ نداقات زندگی بڑھانے کی کوشش میں بڈھے ہو جاتے ہیں۔ اور اخیر کو لقمۂ گور۔ مگر کچھ شک نہیں کہ زندگی کا ابتدائی زوال بالکل نامعلوم ہوتا ہے اور اس کے نقیض عیوب بادی النظر میں رفع ہونے کے قابل ٹھیک یہی حالت قوموں کی ترقی و تنزل کی سمجھئے۔ جب کسی قوم کو غایت عروج کے بعد زوال شروع ہوتا ہے تو چونکہ قوم کا زوال اس کے افراد میں سے ہر فرد کے حالات مجاریہ کا زوال ہے۔ لہذا ہر شخص آنے والی مصیبت سے ناواقف شخصی یا قومی تنزل سے بے خبر۔ اپنے نقائص و عیوب کو جو درحقیقت اسبابِ زوال ہیں۔ زندگی کی معمولی زحمتیں سمجھ کر رفع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بادی النظر میں رفع کر لیتا ہے۔ مگر افسوس جس طرح انسان باوجود مخالف کوششوں کے عمر رسیدہ ضعیف القویٰ اور رفتہ رفتہ زندگی سے مفقود ہو کر رفتہ رفتہ زندگی سے دور اور موت سے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح قوم یا اس کے افراد باوجود اپنی اصلاحِ حال میں ہیچ کوشش کرنے کے تنزل پذیر ہوتی جاتی ہے۔ ابتدائی زوال کی کوششیں کچھ منتج بہبودی ہوتی ہیں مگر رفتہ رفتہ زمانہ کے ساتھ ساتھ کا سلسلہ بدلتا جاتا ہے۔ زوال کے اسباب

ونتائج جو المد وسرے کو بڑھاتے ہیں۔ کیونکہ جسم میں فاسد مادہ موجود ہوتا ہے زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔
اور شخصی یا قومی کوششیں سست و مضمحل۔ یہاں تک کہ تباہی اور بربادی آ جاتی ہے۔ مگر کچھ شک نہیں
کہ غایت نکبت اور پستی کا خوف ابتدائی زوال میں قوم کے تن بیجان میں تازہ روح پھونک دیا کرتا ہے)
الفنسو کی تدبیروں سے گو اندلس کے شہزادوں میں پھوٹ پڑ گئی تھی۔ مگر یہ زمانہ ابتدائی تھا۔
اُن کے تمام قوا ابھی تک محفوظ تھے۔ اُن میں ہنوز استعداد تھی کہ کسی سخت واقع یا اُس کے نتیجے سے
متاثر ہو کر یک بیک ٹھاٹھ بدل ڈالیں۔ اور پھر اپنی پرانی وضع پر آ کر **قومی سرمایہ** کو بیرونی
دشمنوں کی دست درازیوں سے بچائیں۔ چنانچہ جب ان کا "جو فروش گندم نما دوست" الفنسو
تمام سواحل سمندر کو **ہرقل** کے میناروں تک اپنا جولانگاہ بنا چکا اور انہوں نے دیکھا کہ وہ نہایت
خوش اور نازاں ہے کہ [illegible] اب کوئی اُس کا مد مقابل نہیں۔ بلکہ خود پالیسی کے
نائب سلطنت یعنی شہر آلیڈو میں اُس نے بے خوف خطر قلعہ بنا کر بارہ ہزار سے زیادہ جری سپاہیوں
کی ایک چھاونی بھی قائم کر لی ہے اور یہ لوگ اس مضبوط کمینگاہ کو مرکز گردان کر اردگرد تمام شہروں
اور قصبوں پر نہایت بے رحمی اور وحشیانہ طور سے ترکتازیاں کرتے ہیں۔ اس سے بڑی بات جب
یہ نوبت پہنچی کہ **بادری گوڈیا زڈی ہیوار** یعنی **السید** (فٹ نوٹ) [illegible]
[illegible] اپنے توابعین [illegible] کی مدد سے صوبہ بلنسیا میں خود مختار بن بیٹھا
اور آس پاس کی سرزمینوں پر غارتگری شروع کر دی۔ غرض جب ان میں سے ہر فرد بشر پر یہ بات
خوب اچھی طرح روشن ہو گئی کہ ان انقلابات سے الفنسو اور اُس کے ذریات کا منشا بجز فتح اسپین
اور استیصال اہل عرب اور کچھ نہیں۔ وہ خواب غفلت سے چونکے۔ اور وقت و موقع کے خدشوں سے
واقف ہو کر بیدار و کارکن ہو گئے (ناظرین! یاد رکھیے کہ زہر ہلاہل معجون حیات بخش کا کام دیتا
ہے [illegible] لیکن اتفاق پھوٹ [illegible] قانون
قدرت کا اثر ہے جس کو نصیب قوم میں پڑ جائے وہ کبھی اپنی قوت سے نہ [illegible] نہیں پاتی)
اہل اندلس گو ہر طرف سے مایوس دل شکستہ تھے بالکل بے بس بے پناہ تھے [illegible]
خوب جانتا تھا کہ تمام قوم کی مصیبت [illegible]
مدارج عظمت [illegible]
نایاب تھا ایسے شخص کو امید تھی کہ [illegible]
لی جائے گی تو وہ نتیجہ [illegible]

فٹ نوٹ [illegible]

بندوبست کرو اور ع

"رفتن بپائے مردئے ہمسایہ در بہشت"

گو گوارا کریں بعض عاقبت اندیش اور تجربہ کار مدبروں نے **عبدالملک اول "امیر اندلس"** کا وقت یاد کر کے گو اس تدبیر کی مخالفت بھی کی مگر **معتمد "والئے سیوائل"** ان کو باز رکھا اور کہا۔ کہ کسٹائل کے پرفضا میدانوں میں چرواہا بننے سے افریقہ کے وحشت انگیز ریگستانوں میں ساربان بننا بہتر ہے ؎

بلے در زنجیر پیش دوستاں
بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

اخیر یہ طے ہو گیا کہ بیرونی امداد منگوائی جائے اور جس مدد کی اُن کو ضرورت تھی وہ کچھ دور بھی نہ تھی +

شمالی افریقہ میں اس وقت پولیٹیکل سٹیج کا سین بدلا ہوا تھا۔ اور ایک نیا انقلاب برپا تھا۔ پکے دیندار یا متعصب لوگوں کا ایک کثیر التعداد گروہ (فٹ نوٹ۔ یہ گروہ افریقہ میں "مارابوٹ" کہلاتا تھا۔ اور سپین میں "المرومی" باب سوم میں ہم ان کا ذکر اشارۃً کر چکے ہیں) الجیریا سے سینیگال تک تمام ملک کو فتح کر کے اُس پر قابض و دخیلکار بن بیٹھا۔ یہ قوم اپنی عام وضع اور اطوار زندگی میں طارق اور اس کے جانباز دلاوروں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی اور زرکناری اور غارتگری میں اس قدر مشتاق تھی کہ ایک ادنےٰ اشارہ میں سمندر عبور کر کے اسپین کے میدانوں پر آن پڑیں۔ مگر یہ اُن کی بڑی مہربانی تھی کہ اب تک اُنہوں نے اس قسم کی جرأت نہ کی تھی بلکہ اندلس اور اُس کے دلفریب عطیاتِ فطرت کو کبھی نظر اُٹھا کر دیکھا بھی نہ تھا عمداً یا اتفاقاً۔ لیکن آخر کار اہل ملک کی اس دعوت کو اُنہوں نے بخوشی قبول کیا اور سپین میں پہنچ کر جو کچھ اپنا دلی منشا کنایۃً یا صراحتاً ظاہر کیا وہ ہمارے ناظرین کو عنقریب معلوم ہوگا +

غرضکہ **"المرومی"** مثل شیر و مور و ملخ اندلس پر جھکے اور اُس کے سرسبز و شاداب میدانوں [illegible] ان نعما اور مالا مال انگورستانوں کو حلوائے بے دود سمجھ کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے [illegible] کوئی مقابلہ یا مزاحمت کرنے والا نہ تھا۔ کیونکہ اہل اندلس کی طرف سے تو آرزومندانہ دعوت ہی تھی۔ [illegible] اپنے مبارک قدم مہمانوں کی آمد آمد کی خبر سننے کے لئے سراپا گوش اور اُن کو خیر مقدم کہنے کے لئے سراپا زبان تھے اور بڑے سے لے کر چھوٹے تک خوشیاں منا رہے تھے کہ غیبی امداد و تہذیب اس شہر آشوب بدنظمی کا تدارک و اُس کا انسداد کرے گی جس نے المنصور کے انتقال [illegible] سے آج تک اُن کے تمام لطف و لذات زندگی اور آسائش و جمعی کو خاک

Marfat.com

میں ملا دیا ہے۔ باقی رہی تھیں چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں سو وہ یا تو خود بخود تھیں [illegible]
یا تو مقابلہ رکھتی تھیں اور [illegible] اندلس کی سلطنت کی [illegible] خلاصہ یہ کہ
[illegible]
[illegible] دونوں حصوں میں پیچ کر [illegible] ۲۲۴ [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کے میدان میں
[illegible]
[illegible] دیکھ کر [illegible]
[illegible] کا مقابلہ کر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی فوج [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ان [illegible]
ایک [illegible] فوج [illegible]
اندلس [illegible]
اور اس وجہ سے اہل اندلس کو نہایت خوشی و خرمی ہو [illegible] اس نے
ان کی قومی کشتی کو طوفان [illegible] سے نجات دی تھی۔ اس کی [illegible]
اور اس کی جرأت و دلیری ہر شخص کا [illegible]
رحمہ [illegible]
[illegible] الطبع [illegible]
شریعت، وہ کوئی کام نہ کرتا تھا اور پھر ان [illegible]
عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] اور تمام [illegible]
تھا [illegible]

جہالت اور ناتراشیدہ اطوار یعنی مولائی کے "عالم شدید" میں ہونے پر ہنستے تھے علاوہ ازیں یوسف کو عربی بولنے سمجھنے سے بہت کم مس تھا۔ چنانچہ جب اندلس کے نازک خیال شاعروں نے اس بڑی فتح پر اُس کی شان میں قصیدے لکھ کر سنائے تو اُس نے بخلاف قدرشناس اور نال داد دینے کے موقعوں پر سکوت کیا اور بے موقع داد دی۔ اندلس کے مہذب و شائستہ جنٹلمینوں کی نظر میں جو بقول شخصے ملک الموت تک کی شان نزول میں قصیدہ لکھ دینے والے تھے یہ ایک ایسا جرم عظیم تھا جس کو وہ کبھی معاف نہ کر سکتے تھے۔ ان وجوہ سے یوسف کی قدر اُن کی نگاہ میں ایک وحشی ناتربیت یافتہ شخص کی قدر سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن اہل اندلس گو اُس کے جوہر علم سے اس قدر متنفر تھے مگر کچھ شک نہیں کہ اُس کی تلوار کے شرمندۂ احسان تھے۔ اور اُس بدن اُن کو کچھ چارہ نہ تھا چنانچہ عوام الناس نے اُس کی تلوار کو علم پر ترجیح دی اور امن و جمعی کو تہذیب و شائستگی سے زیادہ ضروری اور مقدم خیال کر کے۔ یوسف کو سلطان اندلس تسلیم کر لیا۔

۱۰۹۰ء میں مسیحیوں نے پھر سر اُٹھایا اور پھر ہی بصد گردانا شروع کیا اور اپنے پرانے کمینگاہ قلعہ آلیڈو سے گیدڑوں کی طرح نکل نکل کر بے قاعدہ حملوں اور متواتر بے ڈھنگی لڑائیوں سے اہل سیوائل کا قافیہ تنگ کر دیا۔ والئے سیوائل نے تنگ ہو کر یوسف سے استمداد کی۔ اس مرتبہ اُس نے اس دعوت کو کچھ بیدلی سے قبول کیا اور سپین میں پہنچ کر اندلس اور کسٹائل دونوں کو ایک لاٹھی ہانکنا شروع کیا اور یکساں طور سے گوشمالی دی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اندلس کے ہر سرگروہ ہر سرخیل نے از راہ ناعاقبت اندیشی پوشیدہ طور پر ایک دوسرے کی شکوہ شکایات کی اور ایک دوسرے کے کچے چٹھے یہاں تک کھولے کہ آخیر کو یوسف کو تمام قوم سے بدظن اور مخالف ہونے کے لئے وجوہ موجود ہوگئے۔ چونکہ وہ اپنی [illegible] جو مزید بریں اس موقع پر ملانوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ ان سب نے بلکہ الحاق اندلس کے عہد سے اُس کو باز رکھا اور اس غرض کیا کہ یہ بات اُس کے خوب ذہن نشین ہوگئی۔ کہ کسی مصیبت زدہ قوم و ملک میں امن و انتظام برقرار کرنا اولوالعزم سلاطین کا فرض کفایہ ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنے روحانی مشیروں کے اثر سے ہمیشہ متاثر رہتا تھا۔ اور اگر کوئی ایسی بیرونی تحریک نہ بھی ہوتی۔ تو اُس کے حوصلہ مند اور اولوالعزم دل کی اندرونی تحریک کافی تھی۔ غرضکہ ان وجوہ سے اُس کو اس فرضی فرض منصبی ادا کرنے کی دھن لگی اور ۱۰۹۰ء کے ختم ہونے

Marfat.com

سے پہلے پہلے تسلط و الحاق اندلس شروع ہو گیا چنانچہ نومبر ۱۰۹۰ء میں [illegible] کے شہر [illegible]
داخل ہوا۔ اور یہاں کے مالا مال خزانے جو لعل و یاقوت و نیلم۔ زمرد۔ موتی اور [illegible] قسم کے بیش بہا
جواہرات سے لبریز تھے طلائی و نقرہ زیورات۔ بلوری ظروف۔ زر لفت۔ قالیچے۔ غرضکہ تمام
قسم قسم کے دولت و حشمت اور نادر الوجود تحائف کو اپنے ہزاروں [illegible]
تقسیم کیا جنہوں نے اس قسم کے عجائب و غرائب کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔ اگلے [illegible]
پر طاریفا پر تسلط کیا۔ اور اسی طرح رفتہ رفتہ ۱۰۹۱ء کے اختتام تک [illegible]
شہروں پر قابض ہو گیا۔ اسی اثنا میں الفنسو نے ایک جری فوج لے کے [illegible] کے
زیر کمان یوسف کو پسپا کرنے کے لئے بھیجی۔ مگر بربری تلوار کے سامنے اس کو [illegible]
پڑا۔ اس ہزیمت کے ساتھ ہی تمام جنوبی اندلس نے سر جھکا دیا [illegible]
پر اٹھا رہا۔ اور جب تک اس کا شیر دل عامل "السید" زندہ رہا [illegible]
کوئی بلا اس پر کارگر نہ ہوا۔ مگر ۱۰۹۹ء میں السید کے انتقال [illegible]
ساتھ ہی گویا تمام اسلامی اسپین [illegible] انہوں کی سلطنت [illegible]
پر اہل اندلس نے سمجھا کہ ؎

رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت [illegible]

کا کیا مطلب ہے اور غیروں سے مدد مانگنا کیوں [illegible]
موافقت کیا چارہ تھا۔ چنانچہ عوام الناس [illegible]
ہو گئے۔ پھر بھی اعلیٰ طبقہ مثلاً اکابرین دربار۔ اہل علم [illegible]
کلیہ کی مستثنیات تھیں ۔

اندلس کا یہ زمانہ بحیثیت مجموعی گلستان [illegible]
تھا۔ مگر افسوس کہ یہاں کوئی [illegible]
میں [illegible] نظم و نثر اور تاریخ و بیانی سے [illegible]
اور مذاق زندگی سے [illegible]
[illegible] بازاری تھی [illegible] شعرا اور ادیب [illegible]
[illegible] جہاں [illegible]
کے طالبین کی قدر و منزلت خصوصاً علم کے لئے ہر وقت تیار [illegible]

[illegible] نظم کوئی امید ہے اور جستہ تحسین داد سے تحریری زیب و زینت بخشتے تھے وہ شعرائے اہل بربر جو بالکل نا آشنا [illegible] تھے سخت نفرت و کراہیت کرتے تھے کیونکہ ہوا گا [illegible] کہ ان کی کلام کی صنعت بآسانی سمجھ سکتے یا اُن کے کلام کی رعایت کی داد دیتے۔ [illegible] قدر عالم تھے کہ تحریر جا و رعب یہ لطف و لطافت مرتب کی باریکیوں تک پہنچتے۔ بلکہ [illegible] ساحل از [illegible] امحض تھے کہ اگر کبھی ازراہِ حماقت اپنے پیش رو شہزادگانِ اندلس کی [illegible] طرز اختیار کرتے تو اس قدر بے تمیزی اور بدسلیقگی سے کہ دیکھ کر ہنسی آتی تھی۔ [illegible] وزیر و مشیر متعصب مُلّانے ہوتے تھے جو نہ صرف فلسفہ اور اہل فلسفہ ہی کے دشمن تھے بلکہ [illegible] سخت متنفر۔ حتیٰ کہ دینیات کو بھی صرف مطالعہ اور تلاوت قرآن مجید تک وہ بھی صرف ایک مجتہد کی تفسیر کی حد سے محدود سمجھتے تھے پس اعلیٰ طبقے یعنی آزاد منش اور بلند خیال لوگوں کیلئے اعلیٰ مناصب [illegible] اب کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی کہ ترقی کر کے ان تک پہنچتے۔ ادھر یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی گورنمنٹ کی آزاد پالیسی کی قلعی کھل گئی۔ کیونکہ کچھ دنوں بعد اہل بربر اُن پر بھی بیجا تشدد [illegible] قتل یا جلاوطنی سے پیش آئے۔ اسپین کے قدیم معزز اور شریف خاندان جس قدر دو چار [illegible] کی نظر سے بچ گئے تھے یا گذشتہ طوائف الملوکی کے اجزا یعنی اندلس کے چند خود مختار [illegible] چھوٹے شہزادے جو اہل بربر کی دست درازیوں سے بچ گئے تھے ملک کی موجودہ حالت [illegible] میں تھے وہ دیکھتے تھے کہ جو مہمان بنکر آئے تھے وہ رفتہ رفتہ میزبان بن کر گھر پر کس طرح [illegible] جاتے ہیں۔ وہ نہایت مایوسی سے کفِ افسوس ملتے تھے اور امیر اندلس یعنی [illegible] [illegible] بربری گروہ جو کچھ رنگ لائے تھے اُس کو یاد کر کے کانپتے تھے مگر عوام الناس [illegible] [illegible] دیکھ کر فی الحال نہایت خوش تھے۔ اُن کے نزدیک انجام خواہ کچھ ہی تھا۔ مگر ان کے [illegible] اب [illegible] درست تو ہر طرح سے محفوظ تھے طوائف الملوکی کے زمانہ میں جبکہ سلطنت [illegible] چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھی۔ بہت کم ریاستیں اس قابل تھیں کہ اپنی رعایا کے [illegible] [illegible] کر سکتیں خصوصاً شہر پناہ کے باہر۔ ملک میں ہر طرف غدر مچا ہوا تھا۔ ہر سو [illegible] [illegible] کا نمونہ تھا۔ مگر اس انقلاب سلطنت پر ایک لمحہ بھی باقی رہی۔ اب نہ رستے [illegible] [illegible] تھے نہ شمال سے خصوصاً اہل کستائل کا نون کے بے گناہ باشندوں [illegible] [illegible] کا جان و مال تلف کرتے تھے بلکہ ہر طرف سے دب کر اپنی حدود کی [illegible] اُن کے مسلسل باہمی فساد اور زنانہ جنگیاں نیز اہل بربر کی خون آشام [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

بڑھاتا ہے اور قوم دولت و ثروت کو بہتر کر دنیا کے اسٹیج پر نکل آتی ہے اور فتوحات شروع کر دیتی ہے
فتوحات ہیں کہ ان کی تحریک میں دانشمندانہ رائٹ "الحق فوق" یا اگر ہے تو زبردست - یہ قومی زندگی کا
دوسرا دور ہے جس میں وہ قوم ملی مقصد یا کسی ذاتی نفع کی حرص حکومت کا چسکا اور قوت بازو
اس دور کی خصوصیات ہیں - اس کے بعد تیسرا دور شروع ہوتا ہے یعنی فتوحات سے دولت و عظمت
بڑھتی ہیں - قوم بے فکری ہوتی ہے پس قوم جنگی جوش کو رفتہ رفتہ چھوڑ کر
کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور علوم و فنون کی اشاعت کرتی ہے نئی نئی معلومات
وایجادات اور علمی تحقیقات سے فروغ اور ترقی ہوتی ہے اور سرمایہ وقت ہوتی ہیں - جنگی
ضرورتوں کی بجائے عیش و طرب کی کثرت ان کو سپاہیانہ عادت سے مستغنی
اور بیگانہ بنا دیتی ہے - یہاں تک کہ رزمی صفات ان میں بہت کم باقی رہ جاتی
ہیں اور پھر قوم زوال پذیر ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کے نتیجے قوم کی تباہی
و بربادی ہوتی ہے - حکومت - سلطنت و سیاست پیش آتی ہیں - اور اسی
طرح رفتہ رفتہ یہ قوم عیش و عشرت کی ساعتیں گزارتی ہے - ہر فرد اپنے فرائض منصبی سے غافل
ہو جاتا ہے - اور قوم کی تباہی کا زوال کا سبب یہی غفلت ہے) ✤

پس کیا تعجب ہے کہ زوال پذیر قومی زندگی میں یہ تمام حالات دیکھنا پڑے جب وہ اسپین میں آئے
تو بالکل سیدھے سادے اور سپاہی تھے - نہ ان میں عیش و عشرت کی خو تھی نہ تہذیب و شائستگی کا اثر
اور تکلف کی عادتیں - ان کی بڑی خوشیاں سخت معرکہ آرائیوں اور رزمی نیکنامیوں تک محدود
تھیں - ان کے بڑے بڑے جوش اپنے مقدس مذہب کی پُرجوش اشاعت پر ختم ہو جاتے تھے
فتح اندلس سے زیادہ دن نہ گزرے تھے بہرہ مند نہ ہونے پائے تھے کہ ان میں وہ بداخلاقیاں شروع ہو گئیں
جو ہمیشہ حد سے بڑھی ہوئی آسائشوں اور رنگ رلیوں سے پیدا ہوتی ہیں - آخر ان کی سپاہیانہ
جرأت و دلاوری کا شوق محنت و مشقت کی عادتیں جو بہادر سپاہیوں کا زیور ہے - غرضکہ جمیع
صفات مردانگی یک بیک کافور ہو گئیں ✤

ان کی خلافت کو اس قدر جلد بلکہ اس قدر تیزی سے زوال آیا کہ کل بیس برس کے عرصہ میں کوئی
اتنا جنگی جتھا بھی باقی نہ رہا کہ عیسائیوں کی سرکوبی کرتا - بجائے اس کے نازک مزاج رنگیلوں اور بیکار
رندوں کا ایک شکستہ حال جتھا رہ گیا تھا جو عالم شباب کے سحر آفریں جذبات کو سستی اور عیش پرستی کی
نذر کر کے نو جوان جسمانی اور نفسانی لذتوں کے وقف ہو بیٹھے تھے جو انسان کیا شیر دل کو بزدل

Marfat.com

بنا دیا کرتے ہیں ناظم ملک [illegible] وہ [illegible] تھے۔

اگر کبھی اُن کو [illegible] خیال [illegible] کر [illegible]

چھاپے مارتے [illegible] اگر اولوالعزم [illegible] لگا کر [illegible]

[illegible] نظم [illegible] فتح [illegible] آ رہا تھا [illegible]

[illegible] بادشاہ [illegible] کے اہل آ رہے

[illegible] ہو جاتے تھے [illegible] شہر [illegible]

[illegible] حکومت [illegible]

بہر گام [illegible] رفت [illegible]

[illegible] ایک طرف [illegible] ہو [illegible]

[illegible] الناصر

[illegible] جانچ [illegible] کے [illegible] اندلس

[illegible] شہر قرطبہ

[illegible] کو [illegible] کیا [illegible]

[illegible] اور [illegible] الطارق [illegible] کو [illegible] اپنے [illegible]

بنا لیا [illegible] بالکل [illegible] جب ان [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] کیا۔

[illegible] ہے کہ جب [illegible] دولت [illegible] پر [illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] کے [illegible] کے لیے [illegible]

اور [illegible] کے [illegible] الملوک [illegible] اختیار [illegible]

[illegible] ایک [illegible] چنانچہ [illegible]

[illegible] ابن [illegible] المعروف

[illegible] ابن [illegible] عبد الرحمن

کے [illegible] ایک [illegible]

فرو ہو گیا۔ اُس نے تمام خود مختار حاکموں کو برطرف کر کے ان کی ریاستیں چھین لیں اور ملک کو پھر ایک سلطنت متحد بنا کر حکومت شروع کی اور سپہ سالار اور قاضی مقرر کئے ... دولت ... کے استیصال پر خاندان المہدی کا خاتمہ ہوا۔

گیارھواں باب

ابتدائی تنزل

السّید ایک نیشنل ہیرو

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

اب وہ وقت آ گیا کہ ہم ناظرین کو اپنے شمالی ممالک کی سیر کرائیں جو ہسپانیہ کے مسلمانوں کے دینی و دنیوی حریف و مقابل بھی سمجھے جاتے تھے [illegible] [illegible] کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] کہ ہسپانیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] ان [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لیون [illegible] ریاست کسٹائل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کوئی شک نہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کی [illegible] [illegible] محفوظ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مگر جب انہوں نے [illegible] کو چھوڑ کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطنت اندلس کو بے شمار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

Marfat.com

سمجھتے تھے۔ تو قرطبہ کو زوال آگیا۔ اور مسیحیوں کا حوصلہ بڑھا اور وہ ملک کا بیشتر حصہ دبا بیٹھے۔ چنانچہ ہم لکھ چکے ہیں کہ اندلس کی گیارھویں صدی کے طوفان طوائف الملوکی میں جب کہ ہر مسلمان شہزادہ بجائے خود ایک قرطبہ کا سلطان تھا۔ تو مسیحی اُن کے علاقہ جات پر بطرح منظم و منصوبہ ترکتازیاں کرتے تھے۔ اور اکثر نامور اور عظیم الشان شہزادوں سے خراج لیتے تھے۔ انہی ایام میں فرڈیننڈ اول نے تمام شمالی ریاستوں کو متحد کر کے اُن پر حکمران ہونا چاہا۔ اور لیون اور کسٹائل کو جو ہمیشہ باہم تیغ و سپر رہتی تھیں یکجا کر کے اسٹریاز اور گالیشیا کو اُن سے ملحق کیا۔ اور ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت تمام اسپین میں اُس سے زیادہ طاقتور کوئی فرمانروا نہ تھا۔ اُس نے **لامیگو۔ ویسو۔ کوامبرا** واقع پرتگال کو فتح کر کے شامل کیا۔ اور شاہان **بداجوز۔ زاراگوزا۔ طلیطلہ۔ سیوائل** سے خراج لیا۔ لیکن مرتے وقت ریاست کو ورثاء (تین بیٹے دو بیٹیاں) میں تقسیم کرنے میں سخت غلطی کی جس کی وجہ سے تمام شمالی علاقہ عرصہ دراز تک مسلسل خانہ جنگیوں میں مبتلا رہا۔ آخر الفنسو ششم ملقب بہ "الشجاع" نے اس بکھرے ہوئے شیرازہ کو پھر ایک جا جمع کیا۔ اس وقت سے آخر تک مسیحی طاقت کو روز افزوں ترقی رہی۔ چنانچہ جس وقت دولت امیہ کو زوال آ رہا تھا اور ملک میں ہر طرف غدر سا مچا تھا اُس وقت مسیحیوں میں اس قدر طاقت تھی کہ فتح اندلس کے ارادہ کو تمام تر پورا کر لیتے مگر ادھر مسلمان شاہزادوں نے زر کثیر بطور رشوت دیکر اُن کو راضی کر لیا۔ اُدھر مروانی حمایت آ کھڑی ہوگئی غرض ان وجوہ سے یہ مبارک عزم پورا نہ ہوسکا۔ پھر بھی اتنا ضرور تھا کہ مسلمان اپنی مرضی اور اختیار سے کبھی کچھ نہ کرسکتے تھے کیونکہ ایک طرف سے تو اُن کو الفنسو کا دباؤ تھا۔ دوسری طرف اُس کے مددگار و معاون یعنی مروانیوں کا۔ گویا وہ تو برابر کے کھٹکے تھے۔ گو آخر اللہ کو قوت غالب رہی مگر اُس وقت کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی اندلس کی مہمات ملکی میں اکثر مداخلت کرتے تھے۔ اُن کے گروہ مسلمان ریاستوں میں غارتگری کرتے تھے۔ اور خراج کثیر بطور خونبہائے عزت وصول کرتے تھے۔ اس وجہ سے نیز اور اسی قسم کی وجوہ سے دونوں قوموں کے تعلقات آخر کار اس قدر مضبوط اور اس قدر پیچ در پیچ ہوئے کہ مسیحی مسافر سپاہی اسلامی فوجوں میں بخوشی بھرتی ہوتے تھے اور نہ صرف بھرتی ہوتے تھے بلکہ خود مسیحی ریاستوں پر لوٹ مار کے حملے جتنے کہ مذہبی جہاد کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی دریغ نہ تھا کہ مسیحیوں کے ساتھ ہو کر مسلمان حریفوں پر چڑھائی کریں۔ غرضکہ یہ زمانہ من کل الوجوہ۔ قوم پرستوں کا نہ مذہب کے حامیوں کا۔ ملک و سلطنت کے جان نثاروں کا نہ تھا۔ بلکہ یہ زمانہ تھا۔ فاقہ مست تلاشِ معاش دلاوروں کا قسمت آزمائی کرنے والوں کا۔ عزت کو۔ جان کی جان کو روپیہ کے عوض بیچ دینے والوں کا

Marfat.com

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۳۹

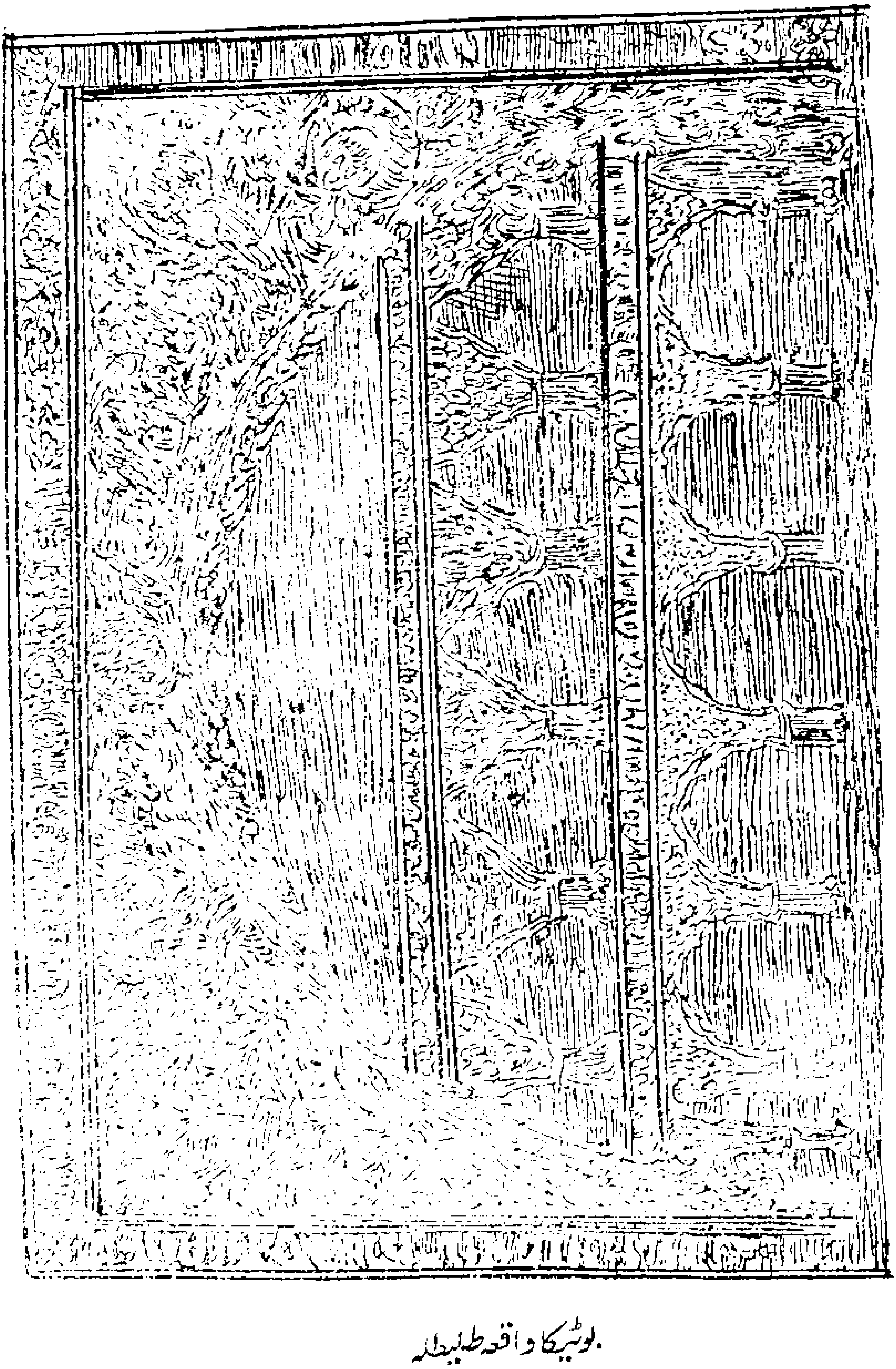

بلوٹیر کا واقعہ طبلیطلہ

Marfat.com

الحذر! الحذر!!

اگر کوئی مؤرخ کسٹائل اور لیون کے بہادروں کو اعلےٰ درجہ کا سچا اور نامور بہادر یا واقف رزم و بزم سمجھے تو اُس کی بڑی سخت بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ ان صفات سے اُن کو ذرہ برابر بھی مس نہ تھا۔ اور تعلیم و تربیت تہذیب و شائستگی سے تو اُن کو کچھ نسبت ہی نہ تھی۔ ان کسٹائل لیون کیا، تمام شمالی ریاستیں۔ اپنے مسلمان حریفوں سے رزم و بزم۔ تمدن و ملکداری حسن معاشرت و حسن عادات بلکہ ہر طریقہ زندگی میں ذرہ ذرہ برعکس تھیں۔ اگر کمال اجتماع ضدین ممکن ہے تو وہ اسپین میں مسلم و مسیحی قوموں کے یکجا ہونے سے تھا۔ گو اہل عرب بھی جب عرب میں آئے تو کچھ ایسے اعلےٰ درجہ کے مہذب و شائستہ نہ تھے مگر آچکنے پر جب اہل اندلس سے شیر و شکر ہوئے۔ ادھر مذاقات زندگی سے ہر طرح بہرہ مند ہوئے کچھ یہ جو اُن میں طبعی موزونیت تھی، اُس نے مدد دی تو انہوں نے اس قدر جلد اور حیرت انگیز ترقی کی کہ بہت کم عرصہ میں وہ نہایت مہذب با انتہا درجہ کے شائستہ۔ اعلےٰ تعلیم یافتہ ہو گئے۔ شعر و سخن علم ادب علم مجلسی میں جو انسان کا زیور ہے۔ اُن کا مذاق یہاں تک بڑھا کہ یورپ بھر میں کوئی نظیر نہ رہا۔ زندگی اور اُس کے فطرتی عطیات سے ہر پہلو پر مسترا وقت مستفید ہونا دولت اُنہی کا حصہ تھا اُن کا ذہنی مذاق اس قدر لطیف اس قدر نکتہ سنج تھا کہ جن معنوی باریکیوں کو اہل مذاق بہ مشکل ادراک کر سکتے تھے۔ وہ اُن کے متاثر دلوں میں معاً تاثیر و ولولہ پیدا کر دیتی تھیں تشبیہ و استعارہ [illegible] بلاغت میں اُن کو وہ قدرت تھی کہ کاہ سے کوہ اور بعدم سے وجود کر دکھاتے تھے۔ اُن کی [illegible] زکاوت طبع۔ اُن کے قلم اور زبان کی سحر آفرینیوں کی کوئی حد نہ رہی [illegible] ہے۔ شاعری تو اُن کی خانہ زاد تھی۔ [illegible] اس قدر عزیز الوجود کہ ایک موزوں مصرع پر [illegible] میں تامل نہ کرتے تھے۔ اُن کا قول تھا کہ شعر و سخن انسان کے معنوی وجود کا جوہر [illegible] اور خونریز شاہزادوں کے لئے بھی ضروری تھا کہ سخنور ہوں۔ یا کم از کم [illegible] کی زیب و زینت شعراء و فصحاء اور کاملین کی شناسائی تھی [illegible] و مضاعف کا استعمال فصیح البیانی شوکت لفظی [illegible] طلاب علوم و سائنس کی تحصیل و تکمیل [illegible] قسمت میں لکھ دی تھی۔ [illegible] کہ ان سب سے بڑھ کر ایک صفت ان میں نہایت اعلےٰ [illegible] ہمیشہ صحیح اور [illegible]

Marfat.com

نازک خیالات کے نکات اور تکلفات اشعار میں اور سمجھنے میں نہایت ہی تیز تھا جس پر شیدا تھے حسن معنی ہی ہو یا حسن الفاظ گویا اس زمانے کے فرانسیسی تھے۔

برخلاف اس کے مسیحیوں میں سپینیا تو گاہ اُن کا ہم وطن بھی تھا گو حسب و نسب پر شریف حکمران نسل سے تھے۔ مگر بہت سی باتیں ان میں ایسی پائی جاتی تھیں جیسے نوخیز و نو دولت قوموں میں بنو ارتقی ہیں سخت وحشی جاہل۔ کندۂ ناتراش۔ وہ اُن کے بعض شہزادے تعلیم تو درکنار معمولی لکھنا پڑھنا بھی بمشکل جانتے تھے۔ اُن کے دماغ اس قدر تنگ تھے۔ سمجھ اس قدر موٹی کہ مسلمانوں کی نازک خیالیاں اور شائستہ مذاقات زندگی ضرور نیز سے بھی نہ آسکتے تھے۔ رزمی صفات سے بالکل بے بہرہ تھے جنگی بہادری اگر کرسکتے تو بالکل وحشیانہ اور اکھڑ البتہ کسی مسلسل جنگ عظیم تکالیف برداشت کرنے میں یا اور قسم کی بہادری کے سخت خطرناک اور جان جوکھوں کے انجام دینے میں وہ اپنے حریفوں سے زیادہ مشتاق تھے کیونکہ ارضی و جاودانی آفات سے وہ مہیا بحاج زندگی کی قلت تھی۔ اس لئے اُن کا روزمرہ زندگی کی سخت محنت مشقت مشاغل سے معمور رہتا تھا۔ اور وہ خود جفاکشی کے عادی شائستہ طرز رزم اور ناموراتہ بہادری کا اُن میں ایک شمہ بھی نہ تھا۔ اور اگر اب تک صدیوں بعد پایا جاتا ہے تو حضرات مورخین کی توجہ و شنطیع ہے۔ نہ امر واقعی یہ تھا کہ وہ صرف تلوار چلانا ہی جانتے تھے اور لیس فلاش فاقہ مستی۔ قوت لایموت کی احتیاج۔ اُن کو ہر کس ناکس کا زر خرید بنا دیتی تھی۔ اُن کی جنگیانہ بہادری عموماً بکتی تھی۔ جو زیادہ قیمت دیتا خرید لیتا۔ وہ تلوار کو قومی یا ملکی خدمت یا شخصی نیکنامی کا زینہ نہ سمجھتے تھے بلکہ معاش کا ذریعہ اور کمانے کا دھندا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ "المنصور" نے انہی ستاجر سپاہیوں کی ایک بڑی فوج سے جو خاص لیون کے رہنے والے تھے خود لیون کو فتح کیا۔ اور سینٹیاگو پر جو "کعبہ یورپ" مانا جاتا تھا قبضہ کر لیا۔ حالانکہ یہ بندۂ زر اور سب جانتے تھے کہ ہماری قوت بازو کس فریق کے حق میں مفید ہوگی سپین کی گیارھویں صدی کی تاریخ میں ہم کو بیشمار واقعات اس قسم کے ملتے ہیں جن میں بے حمیت مسیحیوں نے اجرت پر مسلمان شہزادوں کی تلوار سے خدمت کی اور دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا۔ مگر ان سب میں "سڈ" (السید یعنی اسپین کا نیشنل ہیرو (قومی نامور بہادر) نہایت مشہور اور نیکنام گذرا ہے۔ اس کے مختصر حالات زندگی ہم باب ہذا میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

سڈ کا اصلی نام تو "**راڈریگو ڈیاز آف بیوار**" تھا مگر چونکہ تمام مسلمان سردار اس کو اسی نام سے مخاطب کرتے تھے۔ شریف و معزز مسلمان اب تک بھی مصر یا اور مقامات میں "سڈ"

Marfat.com

پکّے جاتے ہیں جو لفظ سیّد (سردار) کا بگڑا ہوا ہے اسلئے ہمارے ہیرو کو اس لحاظ سے عموماً سڈ یعنی "سیّد" یا "سیدی" یا "السید" کہتے تھے اور کبھی کبھی "کمپیڈر" یعنی "المبارز" سے خطاب کرتے تھے جس کو انگریزی میں چیلنجر کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اسپین کے قدیم طرز رزم کے بموجب ضرور تھا کہ جوق جوق معرکہ آرائی سے پیشتر جوڑ جوڑ زور آزمائی کریں جس طرح پہلوان آپس میں گھلتے ہیں اور چونکہ سیّد بھی ایک نہایت شہ زور اور یل تن جوان تھا اور ان زور آزمائیوں میں اپنے وقت کا رستم خیال کیا جاتا تھا اس واسطے "المبارز" مشہور ہو گیا المبارز عربی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے تھے جو میدان جنگ میں اپنی فوج سے الگ نکل کر اور دشمن کے سامنے کھڑا ہو کر اپنا حریف مانگتا تھا اور کہتا تھا کہ "ہل مبارز من کم" یعنی ہے کوئی جوان جو میرا مقابلہ کرے خلاصہ یہ کہ سیّد اس قسم کی لڑائی میں کمال رکھتا تھا چنانچہ اسپین کے قدیم مورخ جن کو فسانہ نویس کہنا چاہیئے اس کو دو ... سے "مائی سڈ کمپیڈر" (سیدی المبارز) سے موسوم کرتے ہیں ۔

سیّد کے متعلق ... ۔ ... نے وہ جو واقعات ... ہیں وہ بعض قابل ملاحظہ و ... ہیں ... نہایت دشوار ہے جب وہ اپنے ... ہیرو (قومی ناموَر) کی بڑائی کرنے پر آتے تھے تو ... نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ شارلیمان نے پیرس پر قبضہ کر لیا ... کے ... فارس کو زیر کر لیا۔ حالانکہ ... کے عامل کو ... سے کیا نسبت اور فارس کو فرانس سے کیا علاقہ ؏

... ببین ... است ... تا ... ۔

پس جب معمولی واقعات نگاری میں ان کے جوش حمیت قومی کی یہ کیفیت ہوتی تھی تو سیّدی المبارز جیسے قومی ناموَر اور عزیز الوجود شخص کی نسبت بیان ہی کیا کرنا۔ جو ... نہ ... تھیں۔ انہوں نے اپنے ہیرو کو ان ... اور مقدس صفات سے متصف کیا ہے جو خود ... بلکہ اس کے ہمعصر موروں کے وہم و قیاس میں ... آسکتی تھیں ایسی حالت میں یہ قیاس تھا کہ ... واقع نگاروں پر بھروسا کیا جائے ... کہ انہوں نے قومی تعصب سے کام نہ لیا ہوگا۔ ایسے شخص کی بابت ... اور جب ... اس کے نام کی ... جس نے ولنسیا کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا تو یہ درست ہے ... مسلمان اس کو "مُبر بکل آوکاد" یعنی "کرامت اللہ" کہا کرتے تھے ۔

اس ... کی ... ہم ... یہ ... ایک قاعدہ ... کی حیات لکھتے وقت ...

کے بیشمار دلچسپ واقعات افسوس کے ساتھ قلم انداز کئے گئے ہیں۔ "حیات السید" بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں کی گئی۔ چنانچہ ایک نہایت مستند مصنّف اورینٹلسٹ (مفسرِ حالاتِ مشرقی) نے ایک علیحدہ کتاب میں ثابت کیا ہے کہ السیّد جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے کوئی نامور بہادر نہ تھا۔ بلکہ وہ نہایت مکار رہزن اور نہایت سفاک بیرحم شخص تھا جس کو نہ گرجا مسمار کرنے سے دریغ تھا نہ مذہب بگاڑنے میں تامل۔ پروفیسر ڈوزی کی رائے ہے کہ "حیات السیّد" ایک سراسر لغو اور محض فرضی فسانہ ہے جو سپین کے جاہل بھاٹوں کی جودتِ طبع ہے چنانچہ ایک کتاب میں جس کا نام "سید کی حقیقت حال" ہے آپ نے اپنے دعوے کی تائید اور روایات مندرجہ "حیات السیّد" مروجہ عام کی تردید بھی کی ہے۔ درحقیقت یہ ایک محاکمہ ہے اور ایسا محاکمہ ہے جس میں حکمہ صاحب نے عربی مصنفوں پر باوجود اُن کے قومی اور مذہبی حریف ہونے کے بیجا اور بے حد بھروسہ کیا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے معمولی علم و عقل کے آدمی "حیات سید" پر یقین کرتے ہیں جو محض بھاٹوں کی جودت طبع ہے۔ غرضکہ ہمارے نزدیک ڈوزی صاحب اور اُن کے مدعی دونوں کی حالت ایک سی ہے "پیش قاضی نہار دی رضی آئی" فرق صرف اتنا ہے کہ وہ عربی مورخوں پر بے سوچے سمجھے ایمان لائے ہوئے ہیں اور یہ مسیحی بھاٹوں پر۔ پھر بھی تعجب ہے کہ حقیقی سید اور فرضی سید کے واقعاتِ زندگی میں ڈوزی صاحب کی تحریر کے بموجب نہایت خفیف و جزوی فرق ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ "حیات السیّد" (فرضی فسانہ) "الفنسو العالم" نے سید کی وفات سے قریب پچاس برس بعد تالیف کیا ہے۔ رابرٹ سوذی نے ۱۸۰۸ء میں اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اور اس کی لفظی و معنوی رعایت اور حسن کلام محاورہ درست لکھنے میں ایسا کمال دکھلایا ہے کہ ترجمہ کو بعینہٖ اصل معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ نہایت عجیب اور نہایت دلفریب ہے۔ مگر پھر بھی اس قدر صاف ہے کہ ناظرین اُس کے حقیقی واقعات اور اُن واقعات میں جو بطور فسانہ بیان کئے گئے ہیں بسہولت تمیز کرسکتے ہیں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ عربی تصانیف کو حکم گردانا جاوے جبکہ اُن میں ہیرو کے صرف ایک حصہ زندگی سے بحث کی گئی ہے اور اگر مروجہ عام حالات پڑھنا منظور ہیں تو "واقعات السید" سے زیادہ کوئی مقبول الانام کتاب نہیں جس کو سوذی صاحب نے تالیف کیا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ناظرین میں نکتہ چینی کی قابلیت اور غیر معتبر واقعات نظرانداز کرنے کی ہمت ہو۔ ورنہ مطالعہ خالی از مضرت نہ ہوگا۔ کیونکہ "حیات السیّد" مؤلفہ "الفنسو العالم" کا ہیرو اور "واقعات السیّد" مؤلفہ "سوذی" کا بلحاظ واقعات ایک نہیں۔ بلکہ وہ مختلف ہیرو ہیں اوّل الذکر کو بالکل بے عیب و غلط جمیع صفات حسنہ کا پتلا بنا کر دکھایا ہے اور دوسرے کو مثل انسانوں کے مرکب "من الخطاء والنسیان" ناظرین خود سمجھ لیں کہ کس پر اعتماد

Marfat.com

کریں اور کس پر نہ کریں ۔

یہ لکھ کر تو ہم کو بھی طوعاً و کرہاً اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا ہیرو بھی عیوب سے معرا نہ تھا۔ بے شک اس سے اس قسم کی خطائیں اور ایسے افعال ناشائستہ جن کی صفائی ممکن نہیں ایک دو سرزد نہیں ہوئے بلکہ صدہا۔ وہ کچھ نامی المانہ مسیح نہ تھا۔ نہ خالصاً مسلمان مجاہد تھا۔ بلکہ جس طرح مسیحیوں کی طرف ہو کر مسلمانوں سے لڑتا تھا اسی طرح مسلمانوں کی طرف ہو کر مسیحیوں سے لڑتا تھا اور مسجد و گرجا دونوں کو یکساں طور سے لوٹنے اور مسمار کرنے سے دریغ نہ کرتا تھا بشرطیکہ موقع ملتا۔ یہ سب واجب التسلیم اقرار بجا بجا ہے۔ بحث اگر ہے تو یہ ہے کہ اول تو تمام واقعات سید میں محض رزمیہ بالتفصیل درج ہیں۔ ان کے مطالعے سے سید کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ قدیم زمانہ ہسپانیہ کا ایک جنگی ہیرو تھا اور بس۔ دوم یہ کہ اگر حالات مذکورہ میں صحیح ہوں تو عقل صاف بتلاتی ہے کہ ہم زمانہ قدیم کی نامورانہ بہادری کو مذہبی اور روحانی صفات کے دائرہ میں محدود کریں۔ اور ہیرو (نامور بہادر) سے ہمیشہ صبر و تحمل، رحم و انصاف ہی کی توقع رکھیں تو ایک السید کیا ہم کو تجھے بھی تقاضائے مذہبی کو الوداع کہنا پڑے گا۔ پھر تو یہ کہئے کہ ہومر واقعی ہومر (اندھا) ہی تھا کہ جس نے کسی کریم النفس اور رحم دل بزرگ کے **اشیلز** جیسے قسی القلب شخص کو ہیرو کیا۔ ان ہیرو جس نے **ہکٹر** کی لاش کو نہایت بے رحمی سے شہر ٹرائے کی فصیل کے گرد کھینچا مگر با ایں ہمہ اشیلز آج دنیا میں نہایت مشہور ہیرو ہے اور "الیڈ" کی زبان ہے۔ قدیم زمانہ کے نامور بہادروں میں بہتیرے ایسے تھے جن سے بے شمار وہ ناشائستہ افعال سرزد ہوئے جن کو اگر تہذیب و شائستگی کے آئینہ میں دیکھتے تو نہ صرف ظالم و بے رحم پاتے بلکہ بدبخت خونخوار وحشی سمجھتے ہیں۔ ان کی تاریخی حیثیت تو ہمیں اس قدر بتلاتی ہے کہ زمانہ حال کے مجموعہ قوانین اخلاق کی پابندی نہ اس وقت ہو سکتی تھی۔ ان کے تذکرے جنہوں نے حالت تاریکی میں آنکھ کھولی اور اسی میں بند کر لی۔ مانا کہ وہ تہذیب یافتہ نہ تھے۔ وہ مطابق خاص تھے۔ اچھا تو وہ سیم وحل سہی۔ پھر بھی تو ممکن ہے کہ ہم ان کی بہادریاں ان کے یادگار زمانہ کارنامے پڑھ کر محظوظ ہوں اور یاد کریں کہ وہ اپنی تلواروں کو چمکاتے ہوئے کس طرح دشمن کی طرف لپکتے تھے۔ ان کا حملہ کیسا سخت اور ان کی تلوار کیا تھا۔ ان کے بلند اور موزون قد شعلہ فشاں آنکھیں حملہ کے وقت کیسی پیاری معلوم ہوتی تھیں۔ غرضکہ بیشمار ایسی باتیں ہیں جن سے ہم ان کی بہادری سے محظوظ ہو سکتے ہیں۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ وہ فلاسفر یا علم الاخلاق تھے۔ الا فی فلسفہ تھے جس معاشرت اور طرز ان کے مذہب

تھے وہ ان میں سے کچھ بھی نہ تھے بلکہ وہ تو صرف نامور بہادر۔ تیغ آزما دلیر میدان تھے۔ با دلیروں کے سردار تھے اور بس +

السید کسی کے نزدیک کچھ ہی ہو مگر اہل اسپین اُس کو سچا قومی ہیرو سمجھتے تھے اور سمجھنے کی وجوہ بھی معقول تھیں۔ اول یہ کہ وہ نہایت بہادر سے لڑا۔ اور یہ صفت اُس زمانہ میں عظمت و امتیاز حاصل کرنے کے لئے کافی تھی۔ دوم یہ کہ قدیم فسانہ کے ہیرو یعنی "برناڈو وڈل کارپیو" اور صلی فرنینڈو گانزالیز کی مانند وہ کسٹائل کا شجاع تھا اور شاہ لیون کا مقابلہ کرکے اُس عداوت دیرینہ کا بار بار ثبوت دے چکا تھا جو اہل کسٹائل کو اپنے کامیاب اور زبردست حریف اہل لیون سے نسلاً بعد نسل چلی آتی تھی وہ لیون جس نے کسٹائل کی طاقت کو آخرکار سلب کر لیا تھا۔ سوم وجہ السید کے قومی ہیرو ہونے کی یہ تھی کہ بھاٹوں نے جو اس زمانہ کے مستند قومی مورخ تھے قصے لکھنے میں اس بات کو بالکل نظرانداز کر دیا تھا (سہواً یا عمداً یا مصلحتاً) کہ اُس کو مسلمانوں سے کیسے لمبے چوڑے تعلقات اور کس قدر دلی ہمدردی تھی۔ بلکہ کفار (اہل اسلام) کے مقابلہ پر وہ اُس کو صرف حامی ملت المسیح ہی سمجھتے تھے۔ لیکن الفنسو ششم سے ہمیشہ برگشتہ رہنے کے سبب سید جس قدر اہل کسٹائل کی نگاہ میں خصوصیت کے ساتھ جلیل تھا۔ اسی قدر الفنسو العالم کے نزدیک ذلیل تھا چنانچہ "حیات سید" میں اس نے صاف لکھ دیا ہے جس سے "واقعات سید" سودی صاحب نے مستخرج کیا ہے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ الفنسو اپنے قلم سے سید کی حیات لکھے اور سید نے اُس کے ایک بزرگ کی جو سرتابی اور گستاخی کی تھی اُس کو قلم انداز کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ "حیات السید" کے انگریزی ترجمہ کو جس کو سودی صاحب نے "فسانہ سید منظوم" کے چیدہ اور دلچسپ انتخابات سے جا بجا مزین کیا ہے۔ جب پڑھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مصنف نے اس بیہودہ خوشامد اور بیجا ستائی پر قرار واقعی نکتہ چینی کی ہے۔ جو اسپین کے بھاٹوں نے قومی جوش میں آ کر نظموں اور فسانوں میں بلاتکلف روا رکھی ہے یہ کتاب نہایت ہی عمدہ اور دلچسپ ہے بلکہ اگر اس میں واقعی اور معتبر حالات درج ہونے تو ہم کہتے کہ بہمہ صفات موصوف ہے۔ تاہم بحیثیت مجموعی اور بہمہ نقص و عیوب اُس کا ہیرو ایک سچا اور اعلیٰ ہیرو کرکے دکھلایا گیا ہے۔ اور کتاب مذکور قدیم طوفان خیز زمانہ کا ایک نہایت عجیب اور دلچسپ فوٹو اور اسپین کے رزمی ناموروں کی سچی تصویر کا گویا مرقع ہے +

سید کے حالات اگر مجملاً بھی لکھے جائیں تو ایک پوری جلد چاہیئے۔ ہم اس مختصر کتاب میں اس سے

Marfat.com

زیادہ کچھ نہیں کرسکتے کہ "حیات سِڈ" سے بعض نہایت دلچسپ مقامات اختصاراً درج کریں۔ ہیرو کی ابتدائی عمر کے حالات مثل کتاب سربمہر ہیں۔ تاریخی اسٹیج پر وہ اوّل ہی اوّل ۱۰۶۴ء میں نمودار ہوتا ہے اس وقت اگرچہ اُس کی عمر پورے بیس برس کی بھی نہ تھی مگر ریاست ناوار کے ایک مشہور نامور شجاع کو لڑائی میں پچھاڑ کر خطاب "المبارز" حاصل کرچکا تھا۔ اس کے بعد جلد ہی افواج کسٹائل کا سپہ سالار مقرر ہوگیا۔ اسی اثنا میں اُس نے سانکو شاہ ناوار کے ساتھ ہو کر اُس کے بھائی الفنسو شاہ لیون کو اچانک حملہ کرکے جا لیا اور اُس کو مغلوب و منہزم کیا جو اگرچہ صریح دغا اور فریب تھا۔ مگر اُس زمانہ جاہلیت میں "خدعۃ الحرب" یعنی جنگی لطائف الحیل خیال کیا جاتا تھا۔ آخر سانکو بیلی ڈو کے ہاتھ سے زامورا کی فصیل کے نیچے قتل ہوا۔ اور وہ الفنسو اُس کا جانشین ہوا جس کو سِڈ ایک مرتبہ پیشتر جلاوطن کرچکا تھا۔ یہ دیکھ کر ہمارا ہیرو اُس کے دائرہ ملازمت میں داخل ہوگیا۔ نئے بادشاہ نے کسٹائل کے شہرہ آفاق شجاع کی بڑی خاطر مدارات کیں۔ بلکہ اپنی چچازاد بہن کی شادی بھی اُس کے ساتھ کردی مگر بعد کو حاسدوں کے اکسانے سے اُس کو اپنی گذشتہ جلاوطنی اور اُس کے تمام مصائب و آلام کے سوہان روح تازہ ہو گئے۔ اس وجہ سے اور نیز اور وجوہ سے الفنسو سِڈ کا مخالف ہو گیا اور آخر کو اُس کو شہر بدر کردیا۔ ایسی اندوہناک رخصت اور جلاوطنی پر "حیات سِڈ" کے مصنف سے زیادہ کون نوحہ خوانی اور اشکباری کرسکتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

سِڈ نے اپنے تمام اعزہ و اقارب۔ دوست آشنا اور ماتحت کسانوں کو جمع کیا اور شاہ الفنسو کے حکم جلاوطنی کا حال سُنا کر پوچھا کہ اُن میں سے کون کون میرے ساتھ ہوں گے اور کون کون ٹھہر جائیں گے۔ یہ سن کر اُس کا چچازاد بھائی البر فینز جو دریمی کا رہنے والا تھا آگے بڑھ کر بولا۔ ہم سب آپ کے ہمرکاب چلیں گے۔ خواہ آپ ویران جنگلوں اور بیابانوں میں رہیں یا آباد مکانوں میں۔ ہم کسی حالت میں بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ ہمارے خچر اور گھوڑے۔ ہمارا جان و مال سب آپ پر نثار ہیں اور جب تک ہمارے دم میں دم ہے ہمارے دل آپ کی محبت سے اور ہمارے ہاتھ آپ کی خدمت سے خالی نہ ہوں گے اور ہم ہمیشہ وفاداری کریں گے۔ چنانچہ سب لوگوں نے البر فینز کے ساتھ اتفاق کیا۔ اُن کے اخلاص و ہمدردی اور دوستانہ مروت کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میں تمہاری اس وفاداری کا نعم البدل دوں گا۔ جب یہ حضرت روانہ ہونے لگے تو اپنے آبائی مکان پر ایک حسرت ناک نظر سے دیکھا کہ ہائے یہ عالیشان محل خالی ہے۔ تمام صندوق اور دروازے کھلے پڑے ہیں۔ نہ کھونٹیوں پر کوٹ اور چغے لٹکتے ہیں۔ نہ برآمدہ میں شکرے اور باز بیٹھے ہیں

Marfat.com

جب اُس نے یہ اُجڑی اور برباد حالت دیکھی تو وہ آبدیدہ ہو کر بولا۔ افسوس! یہ سب کچھ میرے کامیاب دشمنوں
کے کھلائے ہوئے ہیں۔ خیر خدا کا ہر حالت میں شکر ہے۔ اور جو شخص دور ہو کر ادب سے [illegible]
[illegible] گیا۔ اے مادرِ مقدس! پاک مریم! اور ملائکہ تمام اولیاء [illegible] میرے [illegible]
کر دو میرے بازوؤں میں قوت [illegible] تاکہ [illegible]
بااستطاع حاصل کروں کہ میرے [illegible]
اس کے بعد اُس نے بھائی الورفینز کو بلا کر کہا کہ اگرچہ بادشاہ نے [illegible]
[illegible] خبردار! ان کو راستے میں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ پھر اُس نے اپنا گھوڑا مانگا۔ ایک
بڑھی عورت نے جو اپنے دروازہ پر کھڑی تھی دعا دی کہ جا۔ نہایت ساعت ہے جو کچھ تیرا مقصد ہے
پورا ہو گا۔ اس کے بعد وہ سوار ہو گیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ خدا کی عنایت و مہربانی سے ہم [illegible]
عزت و دولت لیکر واپس ہونگے۔ جب [illegible] سے نکلی تو لوگوں کا [illegible] ان کے
داہنے ہاتھ پر تھا اور جب وہ برگوس میں داخل ہوئے تو بائیں ہاتھ پر۔

سید ساٹھ آدمیوں کے ساتھ برگوس میں داخل ہوا۔ شہر کے تمام باشندے [illegible]
سے اس کو جھانک جھانک کر افسوس کرتے اور روتے تھے اور سب ہم زبان ہو کر کہتے تھے کہ
افسوس کیسا شجاع جوانمرد ہے۔ کاش کسی سردار کے ماتحت ہوتا اور ہر ایک اس کی خدمت کے
لئے تیار تھا۔ مگر مجبور تھے کیونکہ شاہ ڈون الفنسو نے غضبناک ہو کر منع کر دیا تھا کہ اگر کوئی
باشندہ برگوس سید کو اپنے گھر میں پناہ دیگا تو اس کی جائداد ضبط ہو گی اور آنکھیں نکلوا دی جائینگی۔ اس
وجہ سے تمام لوگ [illegible] اور جب سید نزدیک آیا تو سب لوگ اپنے گھروں میں چھپ گئے [illegible]
[illegible] اس سے بات کرنی منع تھا۔ سید یہاں سے [illegible] اور جب [illegible]
[illegible] پر پہنچا تو اس کو بند پایا کیونکہ بادشاہ کا یہی حکم تھا [illegible]
[illegible] جواب دیا۔ آخر وہ گھوڑا بڑھا کر دروازے تک پہنچا اور اپنا پاؤں رکاب سے نکال کر [illegible]
زور سے لات ماری۔ گو دروازہ نہ کھلا کیونکہ وہ مضبوط بند کیا گیا تھا۔ آخر ایک نو (۹) برس کی لڑکی
اپنے مکان سے باہر نکل کر کہنے لگی۔ سیدی! ہم کیا کریں بادشاہ نے منادی کر دی ہے کہ کوئی
آپ کو پناہ نہ دے۔ پس اگر ہم دروازہ کھول لینگے اور آپ کو جگہ دینگے تو ہماری تمام جائداد اور اثاث البیت
ضبط ہو جائیگی اور آنکھیں نکال لیجائینگی۔ سیدی! ہماری مدد سے آپ کی کچھ مدد نہیں کر سکتی
[illegible] آپ کی [illegible] یہ کہہ کے لڑکی اپنے مکان میں واپس چلی گئی۔ جب سید کو [illegible]

Marfat.com

کی خبر ہوئی۔ تو وہ دروازہ سے پیدل اور سوار ہو کر [illegible] کو چلا اور وہاں گھوڑے سے اتر کر سجدہ کیا اور شکرانہ [illegible] ہو کر شہر سے باہر نکلا اور [illegible] کے قریب [illegible] مقام سے [illegible] کیا افسوس [illegible] عبدالجبار جو کبھی تلوار [illegible] تھا آج ریگ بیابان پر خون [illegible] ہوا۔ [illegible] تھا جو اس [illegible] سے اس کے ساتھ جان نثاروں کی پوری جمعیت تھی اور وہ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] محفوظ تھا۔

صبح کی ابتدا [illegible] دشت [illegible] پہنچ رہے تھے اور صبح کی [illegible] پہاڑ کی چوٹیوں پر [illegible] ہی تھی جو [illegible] عبدالجبار [illegible] کے گھر میں پہنچا۔ اس وقت [illegible] کر [illegible] نماز صبح میں مشغول تھا اور اس کے ساتھ ہی [illegible] کی [illegible] نہایت [illegible] حالت [illegible] کے بڑی خشوع و خضوع سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کرے۔ جب اس نے دروازہ پر [illegible] خوشی سے [illegible] اور سب [illegible] سے [illegible] میں کام آئے اور سید کو [illegible] شکر بجا لائے۔ سید نے اُن سے تمام [illegible] کی [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] اپنی [illegible] سے [illegible] بیٹی [illegible] اور [illegible] سپرد کر [illegible] کی خبر گیری کرنا۔ [illegible] سے دریغ نہ کرنا [illegible] پانچ [illegible] اس کو قبول کیا۔ اس کے بعد [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور رو رو کر اس کے ہاتھوں کو [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] تھے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] لیا اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] نے [illegible] اور [illegible] کی شادیاں [illegible] پاک [illegible] کی [illegible] جان سے زیادہ [illegible] ہے۔

اُس روز نے روزے رکھے اور سب گرجا کا گھنٹہ بجا کر المبارزیؔ کی خبر سناتے رہے ۔ اسی اثنا میں سید کی جلاوطنی کی خبر کسٹال پہنچ چکی تھی اور لوگ اُس کو سن کر عموماً نہایت اندوہناک اور غمگین تھے بعض لوگوں نے گھر بار چھوڑ کر اس کی رفاقت اختیار کی بعض نے اپنے اعلیٰ مناصب کو استعفا دیدیا جس وقت یہ خبر پہنچی اُس روز ایک سو پندرہ مجاہدین کی ایک جمعیت سید کی تقسیمِ مال کے لئے آرلینزن پل پر اکٹھی ہوئی اور مارٹن انٹولینیز کے ساتھ سینٹ پیڈرو کی جانب چلی۔ جب سید کو اس کی خبر پہنچی تو اس تائیدِ غیبی پر بہت خوش ہوا۔ اور اُن کے استقبال خیر مقدم کے لئے خود سوار ہو چلا اور اُن سے نہایت تواضع اور خلق سے ملا۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پر بوسے دئے۔ اُس نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ خدا وہ دن جلد لائے کہ میں آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کروں آپ نے مجھ کو نہایت شرمندۂ احسان کیا ہے کہ میرے پاس خاطر سے اپنے گھر بار بیوی بچوں اور تمام مال و دولت پر خاک ڈالدی خدا کرے کہ میں آپ کے حسنِ سلوک کا دوچند بدلہ دینے کے قابل ہوں۔ مدتِ مقررہ میں اب کل تین دن باقی تھے۔ چھ گزر گئے تھے۔ فرمانِ شاہی تھا کہ ۹ دن سے زیادہ اگر وہ حدودِ سلطنت میں رہیگا تو سونا چاندی کوئی پیش بہا شئے اُس کا خونبہا نہ ہوسکیگی۔ اُس وقت سب ملکر جشن و دعوت میں مشغول رہے قریب شام سید نے اپنا تمام مال و متاع حسبِ لیاقت سب میں تقسیم کردیا۔ اور اُن سے خواہش کی کہ کل علی الصباح نمازِ فجر میں سب اکٹھا ہوں اور وہیں سے رخصت ہوں۔ چنانچہ صبحدم مرغِ سحر کی آواز سے پیشتر وہ سب تیار ہوگئے۔ راہب امام نے نمازِ صبح پڑھائی اور یہاں سے فارغ ہوکر سوار ہونے چلے۔ سید نے اپنی پیاری بی بی اور ننھے ننھے بچوں کو رخصت کیا اور دعائے خیر کی۔ وہ ایک دوسرے سے اس طرح رخصت ہوتے تھے جس طرح جیتا ناخن انگلی سے علیحدہ ہوتا ہے۔ ہر ایک حسرت انگیز نظر سے دوسرے کو تکتا تھا اور روتا تھا۔ اتنے ہی میں الورفینز نے آکر کہا۔ السید! تمہاری جرأت دلیری کہاں ہے؟ تمہاری ماں نے تمہیں نیک ساعت میں جنا ہے۔ سفر دشوار ہے۔ منزل کی فکر کرو ممکن ہے کہ تمہارے رنج راحت سے مبدل ہوجائیں۔

"حیاتِ سید" میں اس واقعہ کو نہایت ولولہ انگیز زبان میں تحریر کیا ہے اس کے بعد سید نے سلطان کی ملازمت اختیار کی شاہ زاراگوزا نے جو شمال کے مسلمان شہزادوں میں اس وقت سب سے زیادہ ذی اقتدار تھا۔ اُس کو بڑی خوشی سے اپنے دائرہ حکومت میں داخل کرلیا۔ سید نے اپنے ہی تن کے جوانوں کے ساتھ جو بوجہ حرصِ غنائم اُس پر ہزار جان سے فریفتہ تھے۔ اراگون پر اس قدر تیزی اور کامیابی سے حملے کئے کہ صرف پانچ روز میں بیشتر حصہ ریاست کو تہ و بالا کرکے۔ اس سے پہلے کہ مسیحی واقف

Marfat.com

ہوا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی ایک فوج نے کئی بار دھاوا
بول کر چڑھائی کی اور اس کو شکست فاش دی۔ [illegible] اس حرکت کے بعد [illegible]
میدان جنگ میں کس طرح مظفر و منصور اور شادمان رہتا تھا [illegible]
ہم بیان نہیں کر سکتے۔ لکھا ہے کہ [illegible] آخر زرہ کا [illegible]
مبارزت! المبارز! خدا تعالیٰ مدد کرے [illegible] اس کا منہ کی جانب [illegible]
روکتا اور پھر دیکھتا کہ کس طرح اس کی حفاظت کرے [illegible]
آگے بڑھنے لگا۔ المبارز چلایا کہ خبردار [illegible]
مگر [illegible] نے ایک نہ سنی اور برابر قدم بڑھائے چلا گیا یہاں تک کہ [illegible]
پر حملہ کیا۔ مسلمان چاروں طرف سے اس پر ٹوٹ پڑے [illegible]
چھین لیں اور اس کو زخموں سے چور چور کر دیں۔ مگر [illegible] اور شیر [illegible]
[illegible] دشمن اس پر ہاتھ نہ ڈال سکے [illegible] بہادر اور [illegible]
نے اس دو دشمنوں کے نرغہ میں [illegible] جوانوں کو اس کی مدد [illegible] کا حکم دیا
[illegible] جوانوں نے فوراً [illegible] کے نیچے کئے اور [illegible] فتح کر لی
کو ایک [illegible] روح [illegible] جن کے [illegible]
حرکت میں آ [illegible] مسلمانوں کے [illegible]
[illegible]
[illegible] المبارز [illegible]
[illegible]
[illegible] بہادروں کے خون کی [illegible]
[illegible] نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] نے سینٹ پاگوں [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کی [illegible] مسلمانوں کے [illegible]
[illegible]
ہو کر [illegible] ناموران [illegible] میدان کون تھے [illegible]

Marfat.com

نہیں ممکن ہے کہ ان کے نیک نام اور نیک کام ہمیشہ زندہ اور یادگار زمانہ رہیں جو لوگ اپنے شوق سے کوئی نئے نمایاں کریں یا کرنے کی امید کریں وہ ہرگز ایسا نہ سمجھیں۔ اب میں بتلاتا ہوں کہ یہ مرد میدان کون تھے سب سے اول سید انمیاز جس نے مطلق زین پر سوار ہو کر سب سے زیادہ داد جوانمردی کی۔ الوینز مینایا۔ مارٹن انٹولینیز۔ مونڈگسالس اور مارٹن مونیوز جس نے مشرقی صوبہ کو لیا۔ الدیہ الویریز الویسیانز ڈورس۔ سیاست ارگان کی مشہور شجاع گالن گارشیا۔ المبارک کا بھتیجا فیلیو مونیز جس طرف سید جاتا تھا مسلمان اس کے سامنے رستہ بناتے چلے جاتے تھے۔ کیونکہ اس نے ان کو پہلے تہ تیغ کیا تھا۔ اثنائے معرکہ میں مسلمانوں نے الوینیز کی گھوڑی کو مار دیا اور مزید لوٹ لیا۔ جب بھی وہ پیادہ پا صرف تلوار ہی سے لڑتا رہا۔ مگر سید یہ حالت دیکھ کر آگے بڑھا اور مسلمان سردار شاہی خاندان کو جو ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار جاتا تھا مار کر نیچے گرا دیا اور اس کے گھوڑے کو الوینیز کے سامنے لا کر کہا۔ مسایا! اب اس پر سوار ہو جاؤ۔ کیونکہ میں تم کو اپنا دایاں بازو سمجھتا ہوں ۔

سید کے مقبل زمانہ مبارک زمانہ کا سب سے مشہور واقعہ ویلنشیا کی فتح ہے۔ [illegible] مصلحتاً اور [illegible] کی مجبوریاں اس امر کی مقتضی ہوئیں کہ سید والئے ویلنشیا کو جو شاہ نوار الغزالی تھا پروٹیکٹر (محافظ) مقرر ہو۔ اس حیثیت سے بالکل درخشت ویلنشیا میں اس کا عمل دخل ہو گیا۔ مصنف حیات شیخ لکھتا ہے کہ سید جب ویلنشیا میں گیا تو شاہ یحییٰ اس سے نہایت عزت و اکرام سے پیش آیا اور چار ہزار دینار ماہانہ (ایک لکھ) سالانہ مقرر ہوا۔ سید کی طرف سے یہ شرط ٹھہری کہ وہ قلعہ جات محفوظ و مسلح رکھے اور مجبور کرے کہ جو کچھ خراج وہ پہلے شاہان ویلنشیا کو دیتے تھے اب سید کو بھی دیں علاوہ اس کے تمام بیرونی دشمنوں سے کیا مسلمان کیا عیسائی سب سے بلاد کی حفاظت کرے اور ویلنشیا میں سکونت اختیار کرے اور جو کچھ لوٹ مار کر لائے وہاں خرید کرے اور وہیں فروخت کرے۔ یہ عہد نامہ تحریر میں آ کر طرفین پر واجب التعمیل ہوا۔ چنانچہ سید نے تمام ماتحت ریاست کے نام احکام جاری کر دئے کہ وہ جب بدستور سابق شاہ یحییٰ کو خراج ادا کریں سب نے منظور کر لیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک سید کی خوشنودی حاصل کرنے کا آرزومند تھا۔ ویلنشیا کے اس اعلیٰ منصب پر متمکن ہو کر سید نے قرب جوار کی ریاستوں پر یلغار شروع کر دی جس طرف گیا مظفر و منصور واپس آیا۔ ریاست ڈینیا اور زیتیوا پر فوج کشی کی۔ وہاں تمام موسم سرما قیام کر کے اس قدر لوٹ مار کی کہ اوری ہیولا اور زیتیوا کے بیچ میں ایک دیوار تک باقی نہ رہی۔ اور جو کچھ مال اور بندی غنیمت میں ہاتھ آئے ان کو بموجب شرط عہد نامہ ویلنشیا میں لا کر فروخت کیا۔ جب ان

Marfat.com

نزکی تاراج میں مشغول تھا۔ تو ایک مرتبہ [illegible] مگر اس کے ہاتھ سے نکل گیا اس کی مختصر کیفیت یہ ہے
کہ الفنسو [illegible] جرائم گزشتہ کر کے سید کو پھر واپس بلا لیا۔ اور تمام فتوحات مقبوضہ
[illegible] سے سید کی فتوحات خود بادشاہ کی فتوحات خیال کی
[illegible] شہزادہ تسلیم کر لیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد الفنسو
[illegible] جب سید [illegible] ملحقات کو تاخت و تاراج کرنے میں مشغول تھا۔ تو
[illegible] کا محاصرہ کر لیا۔ ابن المبارز کو جب یہ خبر ملی تو آگ بگولا
[illegible] بجائے مجبرا۔ کلاہرا کی آتش شمشیر سے خبر لی
[illegible] اور جیسا کہ لاطینی زبان کا قول ہے "نہایت جنسانہ
[illegible] تمام علاقہ کو زیر و زبر تاخت و تاراج اور اس کی تمام سبز
[illegible] کے قابل بنا لیا" اب الفنسو کو بجز اس کے کیا چارہ
[illegible] کی حفاظت کرے۔ مگر سید اسی انتہا پر اپنا کام پورا کر کے
[illegible] دیکھ کر اس نے محاصرہ شروع کر دیا۔ تو (۹) مہینہ
[illegible] کی شدت سے سخت منسات آلام اور رہا مگر انکا ایک جیسا [illegible]
[illegible] کسی قسم کی اذیات محاصرہ سے دریغ نہیں کیا محصورین کی فاقہ
[illegible] سے یہ نوبت پہنچی کہ اپنے [illegible] حال یا غیروں کو بار گراں سمجھ کر باہر نکالنا شروع
کر دیا۔ [illegible] اب اور [illegible] ہو کر [illegible] باہر نکل آئے۔ جو اس طرح
محاصرین کے ہاتھ آئے وہ بیرحمی سے تہ تیغ ہوئے یا غلام بنا لئے بعض مسلمان [illegible] کی
[illegible] جلا دیا۔ [illegible]
بیان کرتا ہے [illegible] اس وقت [illegible] بالکل بے ہوا اور نایاب تھا۔ [illegible]
[illegible] کی شدت سے [illegible]
[illegible] اس طرح نظم میں لکھتا ہے۔ [illegible] افسوس [illegible]
[illegible] الغرض قسمتی سے [illegible]
[illegible] الکسی تقدیر [illegible]
[illegible] کبھی [illegible] کرتے [illegible]
[illegible] الوقت ہوتے تھے [illegible]

Marfat.com

تباہ اور برباد کر دیا ہے۔ تو یہ تیرے گناہوں کی سزا ہے۔ تیرے غرور و رعونت کا برا انجام ہے۔ وہ ساعت بہت قریب ہے کہ تیری بنیاد کے چاروں ستون باہم ٹکرا کر گر پڑیں۔ اگرچہ تیری مضبوط دیوار جو ان ستونوں پر قائم ہے۔ تیری قسمت کے خوفناک فیصلے سے لرز لرز کر گرنے کے قابل ہے۔ اس صدمۂ جانکاہ سے اس میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہی۔ تیرے عالیشان محل جن کی خوبصورتی اور بلندی کبھی سیاحوں کے لئے نظر فریب اور سرور بخش تھی۔ اب تیری بد بختی کی وجہ سے شکستہ ہوتے جاتے ہیں۔ تیری سنگ مرمر کی ایسی شہر پناہ جو دور سے چمک کر دیکھنے والوں کی نظروں کو خیرہ کرتی تھی۔ اب تیرے ماتم میں اپنا تمام حسن اور رعب کھو بیٹھی ہے۔ تیرا خوش نما دریائے **وادی الکبیر** مع اپنے تمام معاونین کے جنہوں نے تجھ کو ہمیشہ سرسبز اور سیراب رکھا ہے۔ اب تجھ سے بیزار ہو کر اپنی قدیم گذرگاہ چھوڑ کر چلنے لگے ہیں اور تجھ سے بچ بچ کر چلتے ہیں۔ تیری صاف شفاف آب رواں کے چشمے جو مردم و مرغ و مور کے لئے بعینہ ایسے تھے گویا چشمۂ آب حیوان تھے۔ اب غلاظت کی کثرت سے ساکن ہیں اور گویا تیری قسمت کے ماتم میں دم بخود ہیں۔ تیرے شاداب گلستان۔ تر و تازہ باغات۔ رشک جنت فردوس جو کبھی تجھ کو خوش شگفتگی سے اپنے ساتھ میں لئے ہوئے تھے اور تیری نازک فصیل کو اپنے قدرتی دامنوں میں چھپائے ہوئے تھے۔ اب بالکل بے برگ و بے ثمر ہیں کیونکہ خونخوار ٹڈیوں نے ان کی جڑوں تک چبا ڈالیں۔ تیرے رشک چمن اور مالا مال خیابان جن میں ہفت رنگ نظر فریب پھولوں سے گلزار ارم کا جلوہ نظر آتا تھا۔ اور تیرے عزیز الوجود فرزندوں کے لئے تفریح گاہیں تھیں۔ بے شک ہولناک دشت کربلا کا نمونہ ہیں۔ تیری شاندار بندرگاہ۔ تیرا مایۂ ناز تجارت۔ اب اس رونق اور نوا سے خالی ہے جو تیرے اقبال کے زمانے میں تیری بدولت اس کو حاصل تھی جس سرزمین کی زمین عروس الغرب کہلاتی تھی۔ اب اس کو ایک شہر آشوب جہاں سوز آتش نے آتشکدہ بنا دیا ہے جو پریشان کرنے والا دھواں تجھ کو عذاب جہنم کی یاد دلا رہا ہے۔ افسوس! تیری مرض الموت کا دنیا میں کوئی علاج نہیں۔ تیرے ناسور دل کے اندمال سے اطبائے زمانہ قاصر ہیں۔ بلنسیہ! بلنسیہ! ہر طرف سے مایوس اور دل شکستہ ہو کر۔ تیرے غم کی سوزش نہاں سے سلگ سلگ کر میں نے تیری حسرت انگیز داستان بیان کی ہے۔ میں اس درد دل کو بڑی خوشی سے اپنے دل میں رکھتا اور کسی کو شریک غم نہ کرتا۔ مگر افسوس! کہ افشائے راز کی سخت ضرورت ہے +

آخر بلنسیہ کی ساعت ناگزیر آ پہنچی۔ جون ۱۰۹۴ء میں بھوک کے زور سے شہر پناہ کھل گیا

Marfat.com

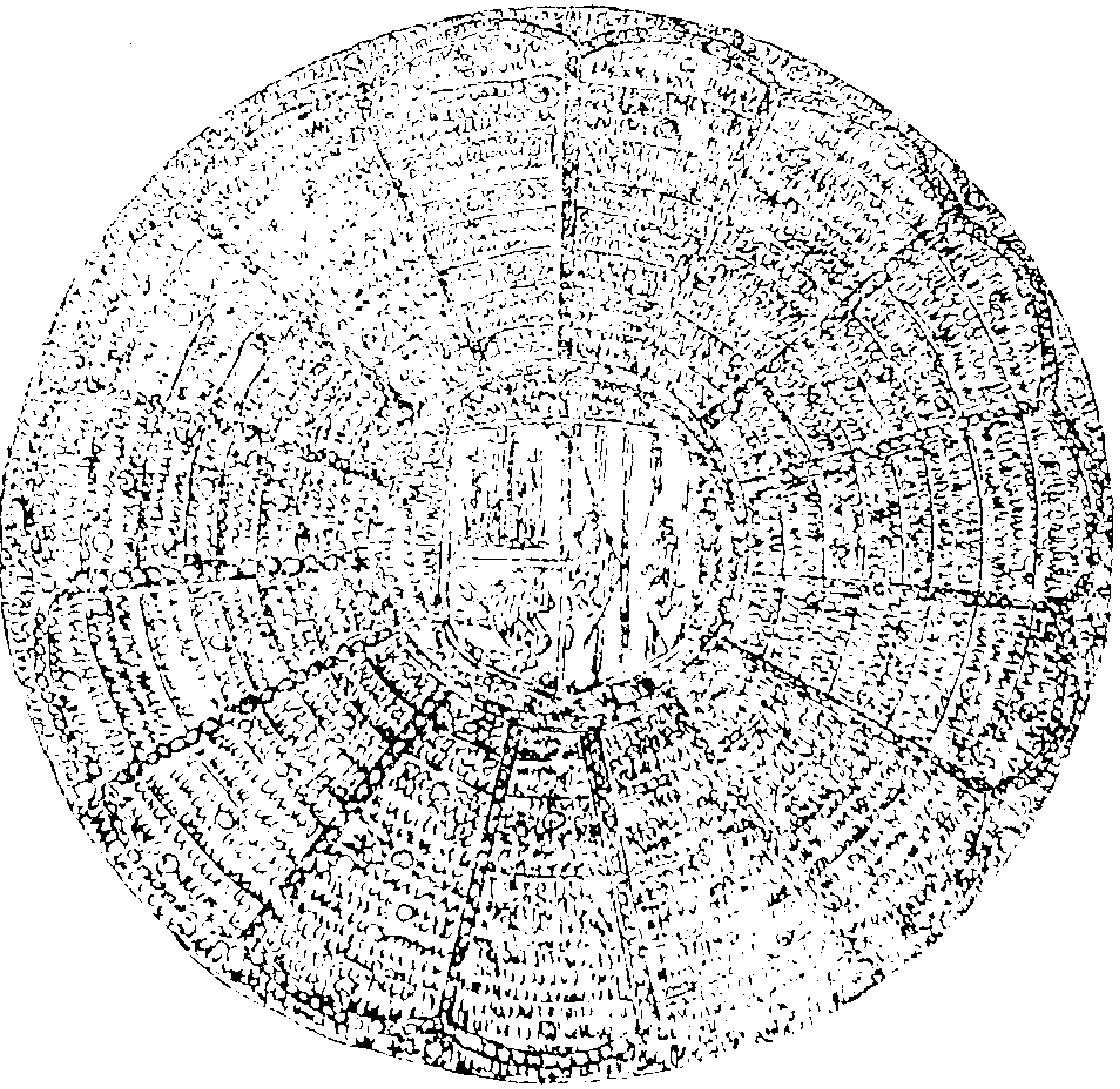

شجاعانی - بیوں کے ٹائیل - اور آیات - ہتھیار ایک جڑاؤ پلیٹ میں
جڑے ہوئے ہیں -

Marfat.com

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۵۲

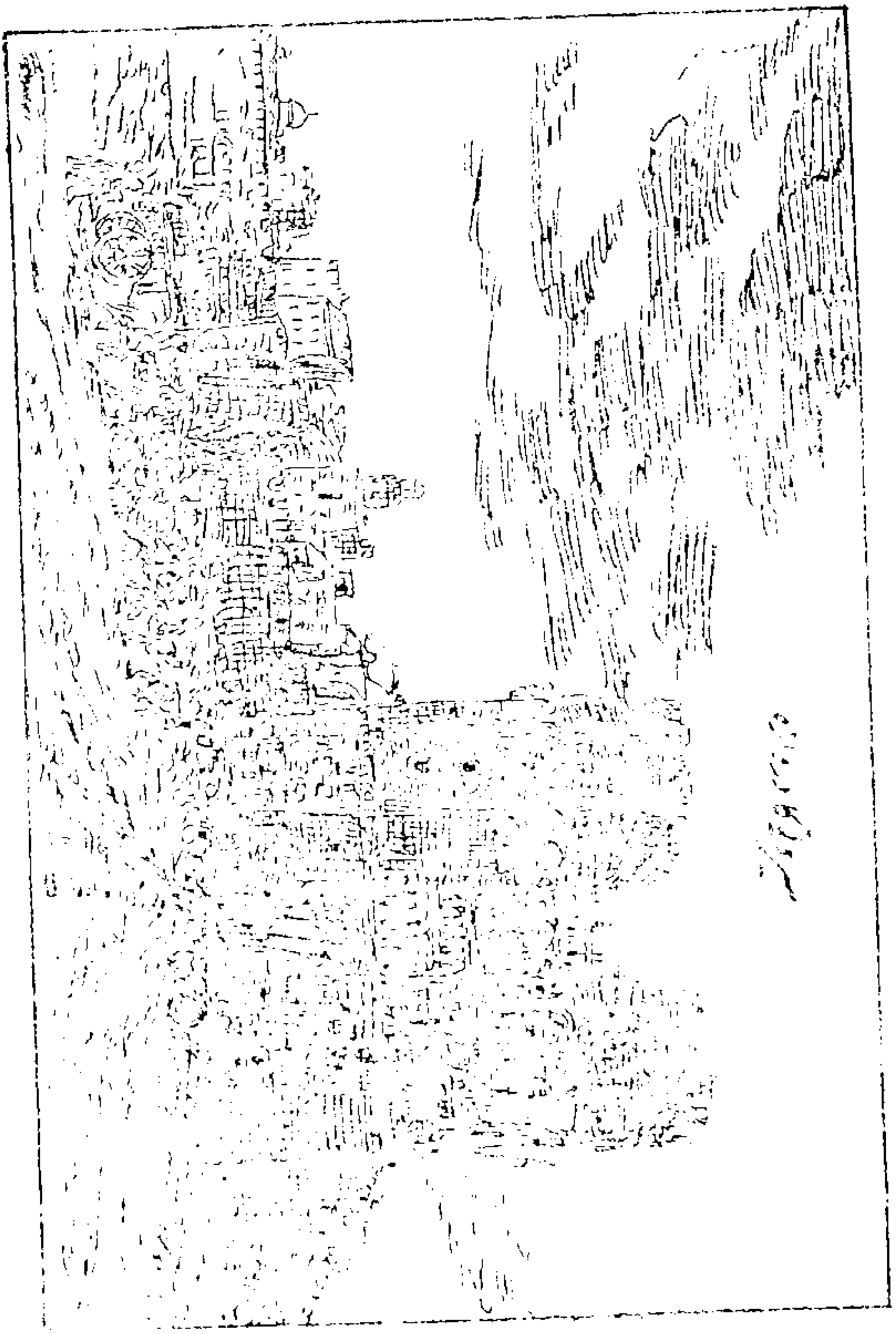

Marfat.com

Marfat.com

اور سعید کو پھر ایک خطرہ سے مقابلہ ہوا [illegible] آخر [illegible] اس نے نہایت
سخت سزائیں دیں [illegible] شہر [illegible] اس [illegible] بادران [illegible] کے
لیے [illegible] شاہ [illegible] ملک میں کیا۔ مگر پھر بھی خلاف توقع
قتل عام یا کوئی اور ظلم نہیں کیا۔ [illegible] باشندگان شہر [illegible] برباد ہوئے
گرجا [illegible] بجز [illegible] اس وقت سعید کو [illegible] قبائل [illegible] تھا۔
دور و نزدیک کوئی مقابل نہ تھا۔ اس نے [illegible] اپنے بال بچوں کو بڑی عزت
و احترام سے بلایا [illegible] بادشاہ بن کر ریاست [illegible] شہنشاہ تسلیم کیا گیا
شاہ [illegible] حمایت کا [illegible] تمام [illegible] منظور
کیا [illegible] اس کو ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیاں سالانہ وصول ہوتی تھیں۔ دس ہزار
والے **البراسن** - دس ہزار [illegible] **الپونٹ** سے [illegible] ڈرو سے
[illegible] آخر [illegible] کی [illegible] کے خواب [illegible] دیکھنے لگے۔ [illegible] کہا کرتا تھا کہ ایک
راہ [illegible] دی [illegible] **درک** [illegible] سے [illegible] شکست
کھا [illegible] "حیات سعید" میں [illegible] کے معرکہ کی کیفیت اس طرح لکھی ہے:

دن گذر گیا۔ رات [illegible] سعید [illegible] **سینٹ** [illegible] ہیرلیم
[illegible] نماز [illegible] اور حمد و ثنا [illegible] کے گیت [illegible] کا [illegible]
[illegible] ہر شخص نے اپنے گناہوں کا اعتراف [illegible] خدا [illegible]
[illegible] کہا کہ جو شخص آج کے دن [illegible] اور [illegible] خدا [illegible]
[illegible] ہوں کہ اس کے [illegible] باری تعالیٰ [illegible] سعید
[illegible] نماز پڑھائی اور گیت [illegible]
درخواست کرتا ہوں کہ آج جو شخص اول میدان میں [illegible] دشمن [illegible]
سعید نے [illegible] انشاء اللہ درخواست کو منظور [illegible]
[illegible] دروازہ سے باہر نکلے جس [illegible]
تھے کیونکہ دشمن کا [illegible] اور باقی [illegible]
[illegible] **الورفیز** [illegible]
اور سعید نے [illegible] ہزار [illegible] دشمنوں کے [illegible]

Marfat.com

تنگ تاریک مقامات سے دشوار گذار گھاٹیوں سے گزر کر کمین گاہوں کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر دائیں طرف کو
جھکے تاکہ دشمن ان کے اوجھل کے بیچ میں آ جائیں پھر سکھ بے قاعدہ جماعت بندی کر کے پیدل چھوٹی
کو جھنڈا بڑھانے کا حکم دیا۔ مسلمان یہ دیکھ کر اس ناگہانی حملہ سے بہت گھبرائے۔ مگر پھر بھی نہایت
جلدی گھوڑوں پر زین ڈال خیموں سے باہر نکل آئے۔ اور سید نے حکم دیا کہ جھنڈا آگے بڑھے
ادھر ڈانڈھیرا ہوا امام خلیفہ گرفتار۔ نہایت پھرتی سے اپنے دستہ سمیت باہر نکل آیا اور ایسے
طور سے قائم ہو گیا کہ فوج کے تمام منتشر حصے ایک دوسرے سے سلسلہ وار مل گئے۔ پھر تو اس قدر گھمسان
ہوئی کہ سید اور ان کی جماعت غازی مرد میدان میں۔ یہ وقت [illegible] تھے۔ زمین پشت سے
زانو ٹیک پیٹ پر آ گئے تھے۔ صد جوانمرد سوار تنگ لباس پہنے جوش سے [illegible] پڑ رہے
رہے تھے۔ جن سے بھی عجب بے تحاشہ خون ہوا۔ مگر چونکہ دشمن کی تعداد زیادہ تھی اس واسطے
انہوں نے ایک مرتبہ پیچھے ہٹتے ہوئے جوش سے حملہ کیا اور بیچ کا حصہ پسپا کر دیا مگر سید خدا اور
سید بابا کو پکار پکار کر اپنی فوج کا دل بڑھانے لگا۔ ادھر موقعہ دیکھ کر الہی بخش خان اپنے وفاداروں
کمین گاہ سے نکل کر باہر نکل آیا اور جس طرف سے حملہ زور پر تھا اس طرف سے دشمن پر حملہ کیا مسلمانوں نے سمجھا
کہ کوئی تازہ کمک سے ان کی مدد آ پہنچی اور تتر بتر ہو کر میدان سے بھاگ نکلے سید نے فوج سمیت
تعاقب کرنا اور بے طرح قتل کرنا چاہا۔ اگر میں تم سے بیان کرنا چاہوں کہ کس جوان نے کیسی
دلیری اور جوانمردی کی تو یہ ممکن نہیں کہ بیان کر سکوں کیونکہ ہر جوان نے ایسے ایسے کام نمایاں کئے
کہ کوئی شخص اگر چاہے تو بیان نہیں کر سکتا۔ خصوصاً سید نے اس قدر دلاوری و جوانمردی دکھائی اور اس قدر
مسلمانوں کو قتل کیا کہ اس کے تمام ہاتھ خون میں تر بتر تھے اس وقت وہ اپنے آپ کو اپنے گھوڑے
(بوجھل) پر ایسی اچھی طرح جم کر بیٹھا دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا اتفاق کے وقت ایک دفعہ شاہ پور
کے سامنے آ گیا اور اس پر تین دفعہ وار کیا۔ مگر [illegible] وار خالی دیکر تلوار کی جست سے
[illegible] گیا کیونکہ سید کا گھوڑا اس حملہ میں آگے نکل گیا تھا۔ تیسری دفعہ [illegible] تو بادشاہ ایک
[illegible] بہت دور نکل گیا۔ چنانچہ یہاں سے بھاگ کر اس قلعہ کا [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] تعاقب کیا اور مسلمانوں کو [illegible] قتل و غارت
[illegible] بھی کر دیا گئے ۔

[illegible] زمانہ کی [illegible] لڑائی کا نتیجہ ہمیشہ [illegible]
[illegible] آخر کو [illegible] ہو جاتے [illegible] کی [illegible] فوجوں کو

Marfat.com

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۵۸

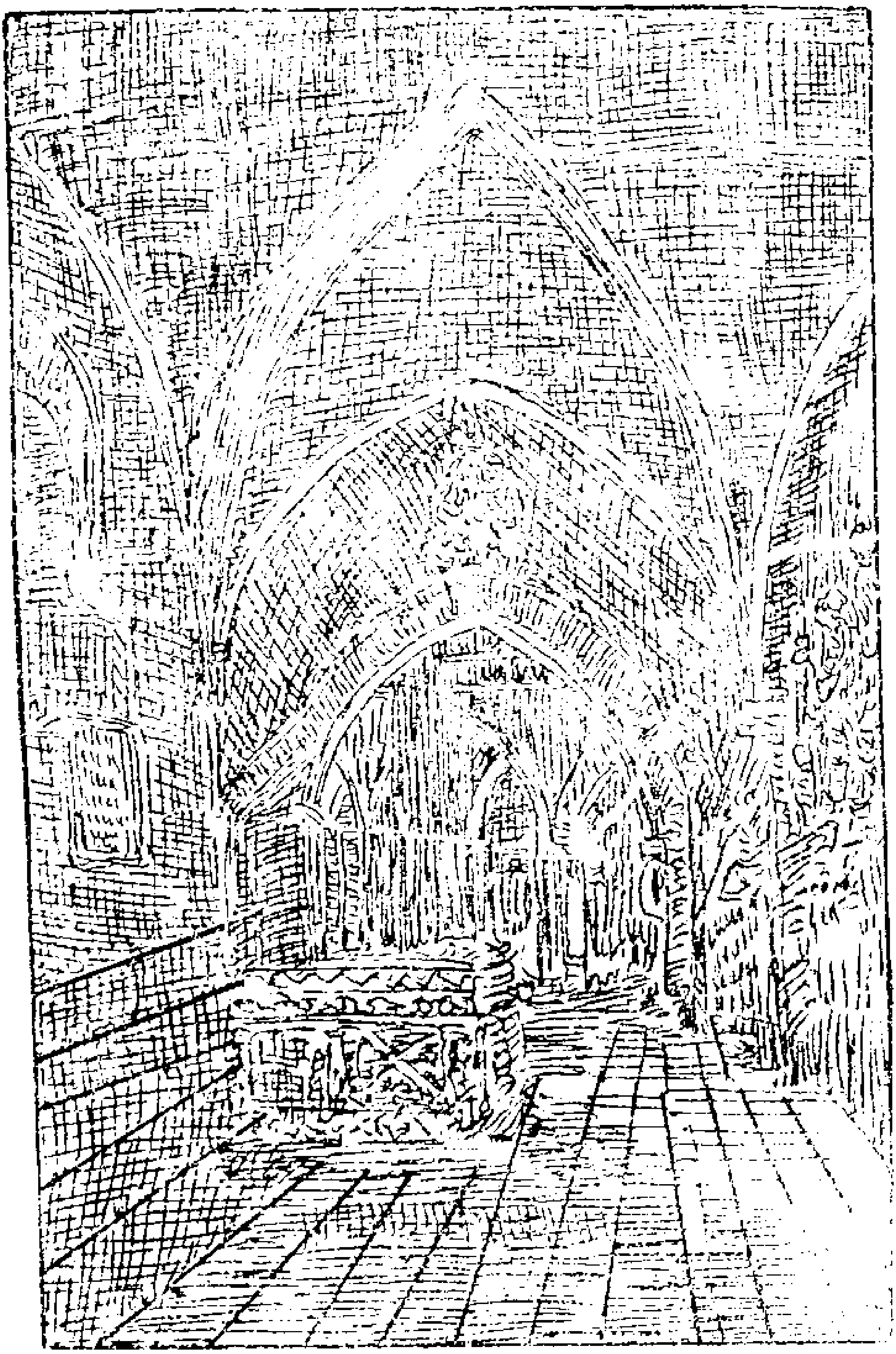

السید کی قبر

Marfat.com

بالآخر حملہ آور عیسائی مسلمانوں کا ہجوم اتنا بڑھا کہ شکست ناش کے حصہ میں آئی المبارز ۲ جولائی ۱۰۹۹ء ہو گیا

اور عیسائی اس کی لاش کو طرح طرح کے حرکات سے ... کرتے اس پر شب بیداری کرتے

ہیں۔ فسانہ نویس لکھتا ہے کہ اس کے بعد مرحوم کی وصیت کے موجب لاش کو ... گھوڑے کی

پشت پر بٹھا کر ایسی طرح باندھ دیا کہ دور سے زندہ معلوم ہوتا تھا آنکھیں منور اور گردن اکڑی

ہوئی۔ چہرہ بالکل شگفتہ ہوا تھا۔ اور داڑھی کے بال سینہ پر پڑے تھے۔ اس کی وفاداری اور

آنکھیں تھی کوئی تمیز کر سکتا تھا کہ یہ ہے یا اس کی لاش۔ اس کے بعد سید کا ...

چوپایہ پر ... آگے چلا ... عیسائی ایک ... اور ... تھے ...

[illegible]

بارھواں باب

خاندان بنی نصر

غرناطہ

جب فرڈننڈ اور الفنسو جیسے مدبر و اولوالعزم فرمانروا ہوں اور سید المبارز جیسے جانباز دلاور سپاہی۔ تو پھر فتح اندلس میں کیا تھا؟ صرف وقت کی دیر تھی لیکن حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کرچکے ہیں کہ ہر قوم کی ترقی اور عروج کا وقت اور ہے جس کے بعد تنزل شروع ہوجاتا ہے۔ دنیا کے تمام الوالعزم اور فاتح قوموں کا یہی انجام ہے۔ قدیم مصر اور اُس کے خالق علوم کو کس کی نظر کھا گئی۔ یونان اور اُس کے فلاطون حکمت۔ سکندر رزم۔ ارسطو بزم کس خاک میں مل گئے؟ وہ رُومۃ الکبریٰ جو کبھی دنیا کا مایۂ ناز دارالحکومت تھا اور وہ اُس کے قیصر اعظم جو شہنشاہ ہفت اقلیم کہلاتے تھے کس زمین کے پیوند ہو گئے؟ اسیریا۔ کارتھیج۔ فینشیا۔ میڈیا۔ بیبلونیا ہزاروں عظیم الشان اور جلیل القدر سلطنتیں انتہائے کمال کو پہنچ کر تنزل پذیر اور آخر کو نیست و نابود ہوگئیں۔ اسی طرح سلطنت قرطبہ بھی بڑھی اور بڑھ کر گھٹ گئی۔ اس قوم کی ساعتِ ناگزیر گویا قریب آپہنچی تھی۔ بنی مروان کے آنے اور الحاق اندلس کرنے سے پیشتر ہی اُن میں پھوٹ پڑ چکی تھی۔ اور جب وہ نکالے گئے تب بھی باہمی نفاق اُسی شد و مد پر تھا۔ اُنہوں نے پولیٹیکل اسٹیج کو ابھی پوری طرح خالی نہ کیا تھا کہ ایک اور نئے ایکٹر نمودار ہوئے۔ نزاع نشست و فتنہ برخاست یعنی بنو المہدی جو ایک منفرد اور موحد حنفی فرقہ کے پیرو قوم تھے جب افریقہ میں بنی مروان کو مغلوب و مستاصل کرچکے تو ہسپانیہ کی فتح اور الحاق کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ اپنے پیشرو اور مغلوب خاندان کی پوری پوری جانشینی کریں۔ یہاں سلطنت کی حیات تھی کہ مدت سے "مرحوم و مغفور" ہوچکی تھی۔ اُس کے اجزائے منفرد یعنی شاہزادگان خودسر پہلے ہی ایک دوسرے سے بیزار اور موقع ملے تو دل کا وحشتیں نکالنے پر تُلے بیٹھے تھے اس سے حملہ آوروں کو اور بھی آسانی ہوئی۔ چنانچہ ۱۱۴۵ء میں [illegible] پر قابض ہوئے نے ۱۱۴۶ء میں سیوائل اور مالگا پر اور اگلے چار برس میں قرطبہ اور باقی اضلاع

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۵۱

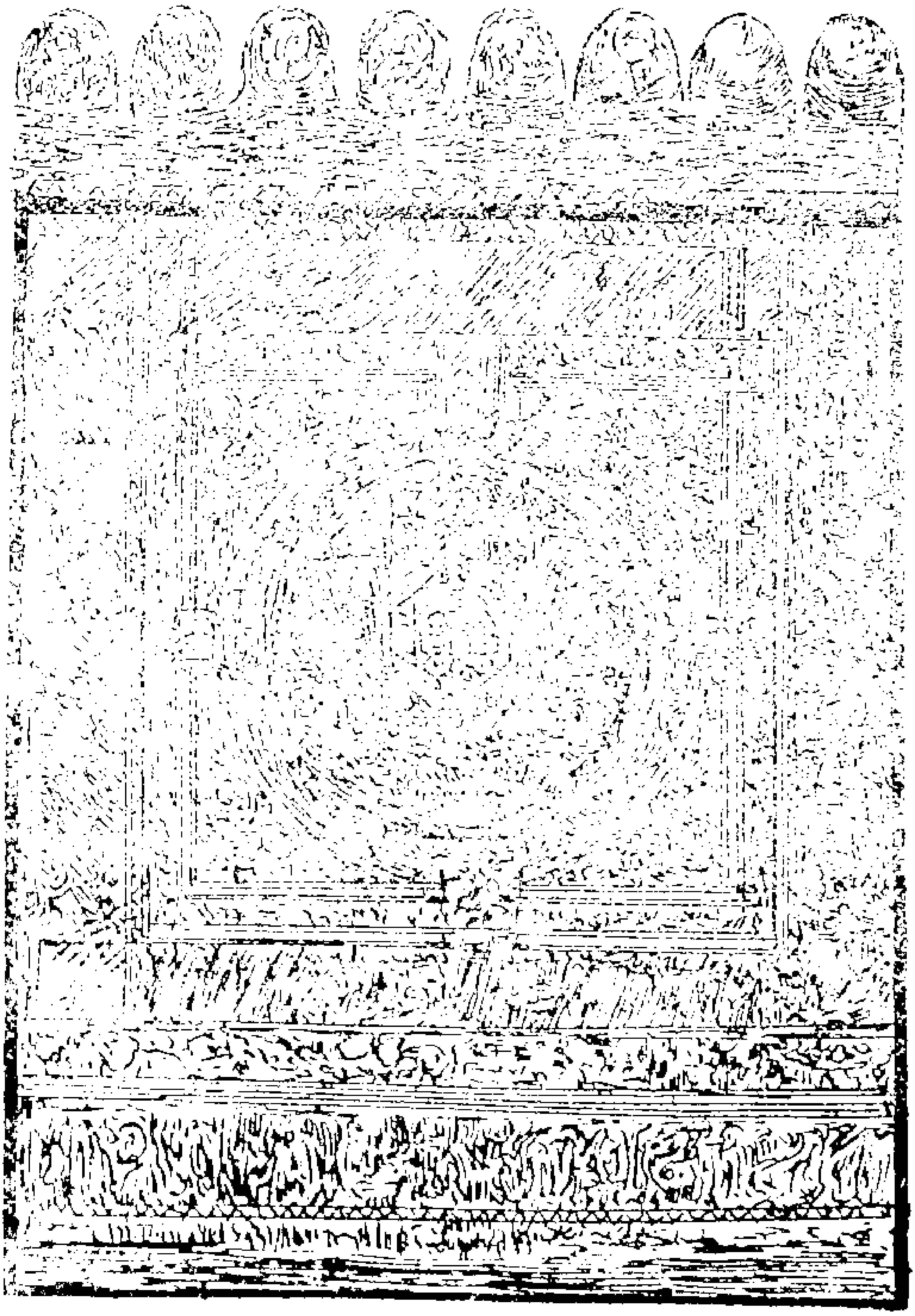

بنو المہدی کا پرچم

Marfat.com

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۵۶

شاہ زنطا کی ڈھال

Marfat.com

Marfat.com

تھا لیکن اگرچہ بعض عمال کو [illegible]

کی مدد حاصل اور [illegible]

بنو الہود [illegible]

[illegible] میں [illegible]

[illegible] نصف [illegible]

[illegible] عاملوں کو [illegible]

[illegible] سال [illegible] فوج [illegible]

اور [illegible]

[illegible] العقاب کے میدان [illegible]

[illegible] حکومت [illegible]

[illegible] ۱۲۱۲ء [illegible] اس کے [illegible]

[illegible] اس [illegible]

[illegible]

[illegible] دولت [illegible] شروع ہو گیا [illegible]

[illegible] اور اب جو [illegible]

[illegible] میں اتفاق [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۲۳۲ء [illegible] حکومت [illegible]

[illegible] ابن ھود نے [illegible] جنوبی [illegible] حکومت [illegible]

[illegible] ۱۲۳۲ء میں [illegible] بنو نصر [illegible]

[illegible] ہی ✦

بنو نصر [illegible]

[illegible] ۱۲۳۲ء [illegible] ۱۲۶۰ء [illegible]

[illegible]

[illegible] ✦

Marfat.com

والنسیا اراگون نے بلاد ویلنسیا۔ مرشیا اور سیوائل فتح کرکے اس کو کمتر کردیا جس سے اب ان کی حکومت صرف اسی قدر حصہ ملک میں رہ گئی جس قدر بہ زمانہ حال کا صوبہ گرینیڈا (غرناطہ) ہے یعنی وہ اضلاع جو کوہستان سرا نویڈا کے قریب اور ساحل سمندر پر المیریا اور جبل الطارق کے درمیان واقع ہیں ❖

اس تنگ سرزمین میں محدود ہو کر مسلمانوں کی قسمت میں دو سو پچاس برس اور اسپین پر حکومت کرنا لکھا تھا۔ اگرچہ ہر طرف وہ اپنے کامیاب حریفوں سے گھرے ہوئے تھے۔ مگر پھر بھی اُن کی جنگی طاقت کچھ کم یا کمزور نہ تھی۔ امصار و بلاد مفتوحہ کے دلیر باشندے مغلوب یا سنہائے اسلام کے دلاور سپاہی جو اپنے مسیحی حاکموں سے از بس متنفر تھے سلطان غرناطہ کی تلوار سے خدمت کرنے کے لئے ہر طرف سے جمع ہو گئے کیونکہ اب اس کے سوا کوئی مسلمان بادشاہ ملک میں باقی نہ رہا تھا۔ اور اس لئے وہ اس قحط الرجال زمانہ میں بسا غنیمت معلوم ہوتا تھا چنانچہ مورخوں کا قول ہے کہ ویلنشیا سے پچاس ہزار۔ اور سیوائل۔ نیز بس کیڈز سے ایک لاکھ مسلمانوں نے بھاگ کر سلطان کے ظلّ حمایت میں پناہ لی۔ لیکن باوجود غرناطہ کو تاج کسٹائل کا حلقہ بگوش اور باجگذار ہونا پڑا ابن بنی نصر کا بانی ابن الاحمر جو اصلی سرداران عرب کے قبیلہ سے تھا۔ اگرچہ نہایت دلیر اور اولو العزم شخص تھا مگر اپنے حریفوں کی جو اب قریباً تمام اسپین پر قابض و متصرف تھے تاب مقاومت نہ لا سکا۔ اور بالآخر شاہ فرڈیننڈ اور اس کے فرزند و جانشین الفنسو ملقب بہ "العالم" (مؤلف حیات السید) دونوں کا مطیع و باجگذار رہنے پر مجبور ہوا۔ ایک دفعہ گو اس نے اپنے آپ کو اس کی اطاعت سے آزاد کرنے کی کوشش بھی کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اس واقعہ کے بعد مسیحیوں نے غرناطہ کا کبھی رخ نہیں کیا بلکہ اس کو اُسی کے حال پر چھوڑ کر خود مفتوحہ اضلاع کے نظم و نسق اور جھگڑے دعویداران سلطنت کے اندرونی جو وقتاً فوقتاً ملک میں پیدا ہوتے تھے مصروف ہو گئے۔ البتہ مسلمانوں نے ان پر اکثر یورشیں کیں لیکن آخر کار ان کو اس دوم درجہ کی خود مختار حکومت پر طوعاً و کرہاً قناعت کرنا پڑی۔ بلکہ ۱۲۶۲ء میں تو محمد دوم سلطان غرناطہ نے مسیحیوں کو بارہ ہزار ڈوکیٹ (ایک سکہ) بطور خونبہا کے امن خریدا۔ ان دو صدیوں میں مسلمانوں کے قبضہ سے ملک کا بہت کم حصہ نکلا۔ صرف قلعہ جبل الطارق ایک دفعہ ان کے قبضہ سے جاتا رہا تھا۔ مگر موروں نے پھر اس کو چھین لیا۔ علاوہ ازیں چند اور مقامات بالخصوص الجیراس کو فتح کر کے کسٹائل میں شامل کیا۔ فی الجملہ مسلمانوں کی سلطنت کی وسعت پندرھویں صدی کے اوائل میں تقریباً وہی رہی جو تیرھویں صدی کے اول پچاس سال میں تھی ❖

---

۵۱ اس کہسار کی چٹانوں کا رنگ نہایت خوبصورت اور سرخ تھا ❖

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۵۷

نقشہ قصر الحمرا قریب غرناطہ

Marfat.com

Marfat.com

غرناطہ کا یہ زمانہ نہایت امن و امان سے گذرا کوئی فتنہ و فساد برانگیختہ نہیں ہوا۔ اور یہاں کے لوگ علوم و فنون کی ترقی و تہذیب و شائستگی کی اشاعت کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا۔ چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ میں غرناطہ بلحاظ علمی و کسبی کمالات اور متمدنانہ طرز معاشرت کے رشک قرطبہ بن گیا۔ اس کی عالیشان اور خوبصورت عمارتیں تمام براعظم میں شہرۂ آفاق ہوئیں۔ **قصر الاحمر** یا الحمرا[۱] جس کی بدیع المثال و عجوبۂ روزگار صناعی اس ٹوٹی پھوٹی حالت میں بھی سیاحان یورپ کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ اسی حالت میں طیار ہوا۔ اس کی تعمیر میں مسلمانوں نے فن معماری سنگتراشی اور فن مصوری کے وہ وہ کمالات دکھلائے ہیں اور اس کے در و دیوار میں آرائش کی ایسی عدیم المثال پچیکاری۔ گلکاری کا دلربا کام کیا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے صناع آج تک اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ خود غرناطہ کی راست قطع اور شاندار عمارتیں دیکھئے تو وہ مستحکم قلعوں کے درمیان گویا کہ نور کا پیکر معلوم ہوتا تھا۔ دور ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ مشہور کوہستان سیرا نویڈا کی بلند اور کشیدہ قامت چوٹیاں جو ہمیشہ برف سے سفید رہتی ہیں عہد اسلام میں **جبال الثلج** کہلاتی تھیں۔ ان کے دامن میں ایک نہایت سرسبز و شاداب اور وسیع الفضا میدان دور تک پھیلتا چلا گیا ہے جس کو "ویگا" کہتے ہیں۔ ویگا کے کنارہ ایک طرف غرناطہ واقع ہے اور دوسری طرف الحمراء [illegible] کشیدہ اس طرح کھڑا ہے جس طرح ایتھنز[۲] کے میدان قدیم میں ایتھنز (مدینۃ الحکماء) کا مشہور

---

[۱] الحمراء کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی [illegible] اس کا رنگ کچھ آتشی سا ہے [illegible] ہو کر [illegible] اس کی سیر کرے [illegible] مقام کی یکجائی والا ہے۔

[۲] ایتھنز یا مدینۃ الحکماء یونان کا قدیم دارالسلطنت اور مشہور شہر [illegible] علم و حکمت [illegible]

حصار حسین اکروپولس شہر کی مانند عمارت یا اگر زیادہ وسیع اور دلچسپ الفاظ میں کہیں تو الحمرا کی بلند چھت پر چڑھ کر سامنے نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ "ویگا" یعنی مشہور و معروف میدان غرناطہ کا سرسبز فرش بچھا ہے ہرا بھرا گلزار و مرغزار نارنگیوں اور انگوروں کے باغات جن کی نظارت و تر و تازگی میں [illegible] کا جلوہ نظر آتا ہے لہلہا رہے ہیں۔ صاف اور شیریں پانی کے چشمے عجب خرام ناز سے ترنم کرتے بہتے ہیں۔ ایسا منظر دلفریب، موزوں موقع اور ایسی فرحت افزا اور خوشگوار آب و ہوا اندلس کے کسی شہر کو نصیب نہیں ہوئی۔ جبال الثلج کی برفیلی ہواؤں کی بدولت شدید سے شدید موسم گرما میں بھی عجب لطف آرام سے گذرتا ہے۔ زمین انتہا سے زیادہ قابل زراعت بلکہ زر و جواہر ریز ہے الحمرا کی کرسی کے لئے مسلمانوں نے "ویگا" کا ایک ایسا بلند حصہ مثل سطح مرتفع پسند کیا ہے جس کو چاروں طرف سے ایک معمولی سے زیادہ ڈھلوان لا بطور خندق گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے دامن میں شمال کی جانب دریائے ڈارو بہتا رہتا ہے۔ اس قدرتی خندق کے کنارہ کنارہ چاروں طرف اندر کی جانب بلند و بالا سنگین دیوار ہے جس پر بجا بجا مناسب فاصلوں سے عالیشان مینار ایستادہ ہیں۔ اس سطح مرتفع پر محل ہیں مقام ہی جو شرقاً غرباً زیادہ سے زیادہ ۸۰۰ گز یا نصف میل لمبا ہے شکل میں کچھ کچھ ایسا ہے جیسا ایک مخروطی شکل کا پتہ کسی سطح ہموار پتھر کے ٹکڑے پر۔ قصر کے اندر جانے کا راستہ ایک بڑے جنگی مستحکم اور گلناری رنگ کے برج سے ہے جس کا دروازہ "باب العدل" کہلاتا ہے۔ یہ وہی مبارک برج ہے جس میں کبھی خلفائے بنو نصر مثل عبرانی ججوں کے بعدالت گستری کیا کرتے تھے۔ اندر داخل ہو کر فرش کرسی سے ۲۸ فیٹ بلند و خوبصورت پتھروں پر جو ایک خوشنما محراب بشکل سم اسپ میں نصب ہیں ایک بڑی کنجی اور ہاتھ کا نشان کندہ دکھلائی دیتا ہے۔ برج کو طے کر کے جب سیاح اندر پہنچتا ہے تو اپنے آپ کو دفعتاً ایک مربع احاطہ کی شکل کے ایوان میں پاتا ہے جس کے ایک جانب وہ ناتمام عمارت ایستادہ ہے جس کو چارلس پنجم نے شروع کیا تھا۔

چنانچہ وہ برآمدہ جس کو طے کر کے قصر الحمرا کے خاص دروازہ پر پہنچتے ہیں اس عمارت کے ایک گوشہ کو کاٹتا ہوا گذرتا ہے اور سیاح کو ایک اور اس سے بھی زیادہ خوبصورت ایوان میں داخل کر دیتا ہے جس کو ایوان الآس کہتے ہیں کیونکہ آس کی گنجان بیلیں اس کی دیواروں کو چاروں طرف سے اپنے قدرتی دامنوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔ یہاں سے ایک تنگ [illegible] راستہ طے کر کے ایک تیسرے ایوان میں پہنچتے ہیں جو تقریباً ۱۴۰ فیٹ طویل اور ۷۰ فیٹ عریض ہے

Marfat.com

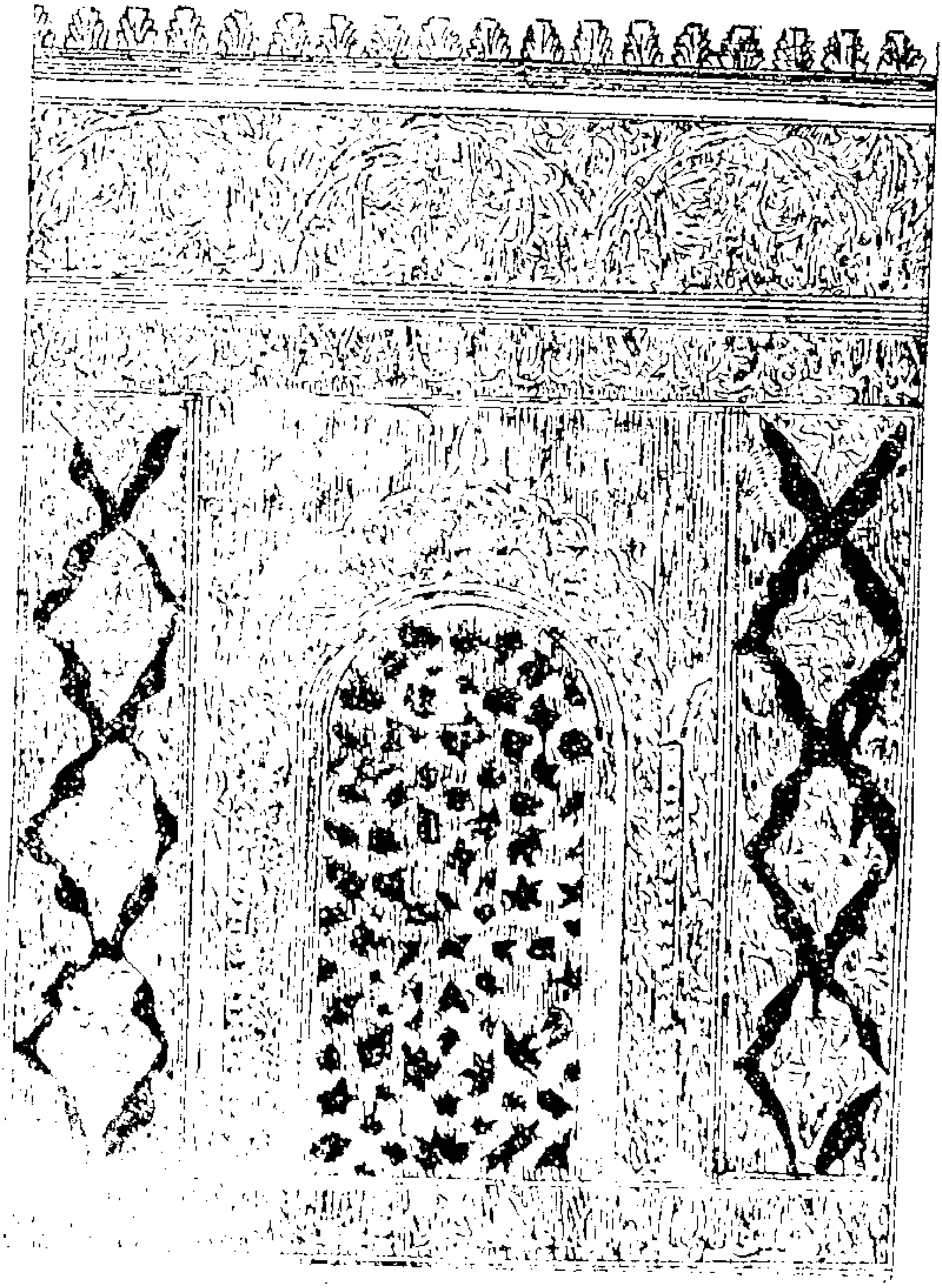

الحمرا کا دریچہ۔ (عائشہ نے یہاں سے ابو عبداللہ کو ٹوکری میں رکھ کر نیچے اتارا تھا)

Marfat.com

Marfat.com

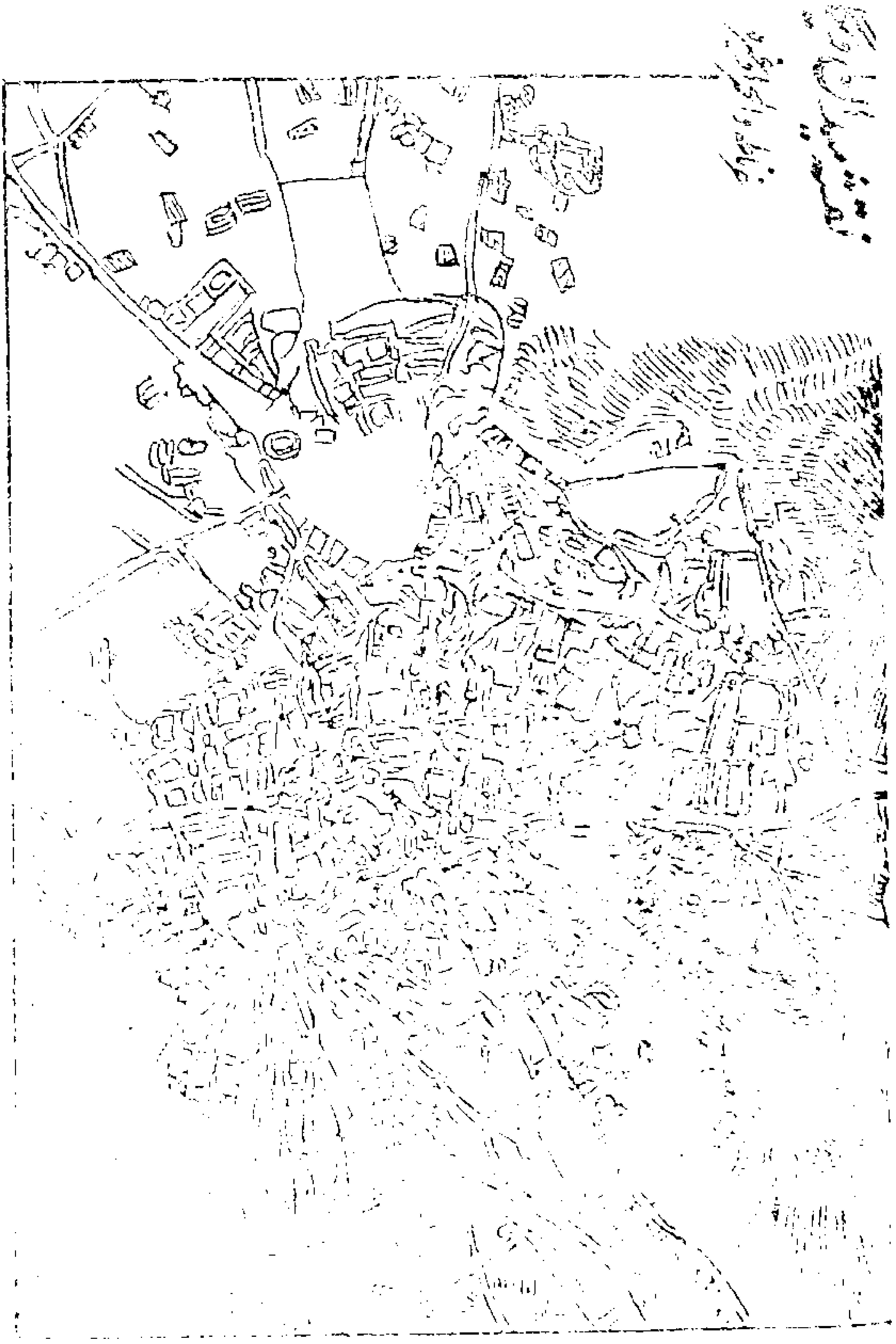

Marfat.com

Marfat.com

آفتاب کی درخشندہ شعاعیں ہر طرف سے بے روک ٹوک اس ایوان کی قدرتی فضا کو اس قدر دلفریب کرتی ہیں کہ آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ عین وسط میں صاف و شفاف پانی سے لبریز ایک بڑا سا تالاب بنا ہے جس میں رنگ برنگ کی سنہری مچھلیاں آزادی سے ادھر ادھر تیرتی رہتی ہیں۔ تالاب کے چاروں طرف ادھر کنارہ کنارہ ادھر فاصل دیواروں سے ملے ہوئے خوش قطع برآمدے چوبانے [illegible] ہیں جن کی مشجر چھتیں بیشمار خوشنما اور سرو قد ستونوں پر ٹھہری ہیں۔ شمالی دیوار سے ملا ہوا [illegible] کا عالیشان مینار بشکل مربع اس قدر بلند ایستادہ ہے کہ تمام افق نظر سے چھپ جاتا ہے۔ یہ درحقیقت فی الحقیقت "دارالامن السرور" ہے۔ تالاب کے مخرج اور مدخل کو اخفا رکھنے میں نہایت صناعی کا کمال دکھایا ہے۔ پانی ایسے بڑے حوض میں اس قدر آہستہ آہستہ داخل ہوتا اور نکلتا ہے کہ ذرا بھی آواز نہیں ہوتی۔ اس میں بیشمار چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس قدر خوش رنگ کہ آفتاب کی سنہری شعاعیں جب شفاف پانی سے ان کے ہفت رنگ سنہری پروں پر پڑتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا [illegible] آبدار ہیرے لعل و زمرد و نیلم و پکھراج پانی کے بیچ میں [illegible] چمکتے ہیں۔ یہ مقام اس قدر محفوظ ہے کہ کوئی بیرونی آفت اس کے امن و سرور میں ذرا بھی مخل نہیں ہو سکتی ؀

اگرچہ اس ایوان میں آکر قوت سامعہ بالکل معطل ہو جاتی ہے مگر ذائقہ چشم [illegible] گویا [illegible] بشکل تصویر ساکت ہوں [illegible] ایستادہ ہے لیکن [illegible] کچھ ناگوار طبیعت یا امن وحشت ناک طبیعت سے [illegible] نہیں ہوتی اور بربادی [illegible] آباد و ویران [illegible] پر اور شوقین سیاح کے دل پر طاری کر دیا کرتی ہے۔ اگرچہ مکان بے مکین [illegible] ہے [illegible] شوقین [illegible] ہوتا ہے مثل تصویر کے خاموش پیدا کرتا ہے۔ اور غیب کے ساتھ ملال [illegible] بیان [illegible] اگر دیکھنا چاہے تو ممکن ہے کہ ان پادشاہوں اور مکانات کے مکین [illegible] ان [illegible] مرحوم [illegible] میں اس سے ہمکلام ہوں اور ساتھ ہو کر سیر کرائے جیسے [illegible] سیاح اس ایوان سے آگے بڑھتا ہے [illegible] نہایت [illegible] میں پہنچتا ہے جس کو "بارگاہ" کہتے تھے اور یہاں سے [illegible]

[illegible] دیکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطلا و مشجر یعنی بالا نشینے نشستگاہیں۔ رنگ رنگ کے نقشے ہوئے کاشی کے بیل بوٹے پھول پتیاں
ادھر چھت کی سطح کی جواہر نگاری۔ زرّیں طلائی۔ بلوریں رنگ کی شگوفہ کاری جن میں ہزاروں
ستارے اور زرّیں تاجوں کی شکلیں رنگ برنگ کی تراش کر اس قدر خوبصورتی سے بنائی گئی ہیں کہ
جگمگاتے ہوئے آسمان کا جلوہ نظر آتا ہے۔ نظر کے لئے دیکھتا ہوں تو تھکتے ہیں جب اس کو یہاں بھی
قرار نہیں ہوتا۔ تو گردش کرتی ہوئی دیواروں پر آتی ہے جن کی سفید سنگ مرمری استرکاری کی
نزاکت اور چمک سے خیرہ ہوتی ہیں۔ استرکاری پر قدیم متبرک زمانہ سکوں کے نمونے طرح طرح کے
کتبے جن کے خط گلزار اور عجیب و غریب خطوں میں لکھے ہوئے حروف بنا بنا کر پچی کاری اور نقاشی
کے بیچ بیچ ابھارنے کا کاریگری اور نزاکت سے کندہ ہیں کہ دیواروں کو قدرتی گلزار کا نمونہ بنا دیتے ہیں۔
دیواروں میں ایک طرف بلندی پر ایک دارو کی جانب دریچہ کھلا ہے جس سے پنجرہ پر ہوتے ہوئے
عائشہ نے ابوعبداللہ کو ایک ٹوکرے میں چھپا کر نیچے لٹکا دیا تھا! ۔۔۔ بات پر رنج بشخم الحمرا کی سیر کر کے کہا تھا "اس شخص سے زیادہ بدنصیب دنیا میں کون ہوگا جو اس
رشک گلزار ارم سے یکلخت نکال دیا جائے"۔ سیاح کا ناقص حوالت خیال مسلمانوں کی مرحوم شوکت
عظمت سے مسرور الوقت و متحیر ہو کر رفتہ رفتہ چند سویں صدی کے واقعات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
آہ! انقلاب پسند زمانہ کیسے کیسے رنگ لاتا ہے۔ کیسے کیسے پردے الٹتا ہے! وہ دیکھتا ہے
کہ تخت کا بیش بہا ستوں پر لا بچھایا ہے۔ ملکہ ازابلا تخت پر جلوہ فرما ہے نئی دنیا کا دریافت کرنے والا
مایوس ہو کر خالق امریکہ کولمبس سراپا ادب سامنے کھڑا التماس کرتا ہے "غلام کو اجازت دیجئے کہ بندہ
حضور کے مضافات میں ایک نیا اضافہ داخل کرے۔ اور تاج مرصّع کو ایک نئے درِ یتیم سے زینت دے"
ایوان السفیر کے اندر سے سیر کر کے سیاح چھت کے اوپر پہنچتا ہے جس پر چونہ گچ کا پختہ فرش
۔۔۔ پختہ کا راستہ ایک خوش قطع زینہ سے ہے جس کی تنگ سیڑھیاں متواتر گھومتی ہوئی عمودًا
بلند ہوتی ہیں۔ یہ وہ مبارک زینہ ہے جس پر کبھی گل اندام شہزادیوں اور جوان رعنا شہزادوں کے جھرمٹ
ٹھہرے ہوئے قدموں سے اس لئے چڑھتے تھے کہ بلند فصیل کے محفوظ مورچوں سے کسی آنے والے شہزادہ
فتح یاب میدان" دیگا" میں معرکہ آرائی کرنے والوں کی قسمت کا فیصلہ دیکھیں۔ غرض جب سیاح اوپر پہنچتا
ہے تو عجیب دلفریب منظر دیکھتا ہے۔ اس کی متجسس نظر سبزہ کے وسیع الفضا میدان میں ایک بینو کی
کو ڈھونڈتی پھرتی ہے جس کے قبضہ کے لئے صلیب اور ہلال نے متواتر زور آزمائیاں کی ہیں۔
جب اولوالعزم کولمبس مایوس دل شکستہ ہو کر ملکہ ازابلا کے دربار سے ناکام پھرا اور اس

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۶۳

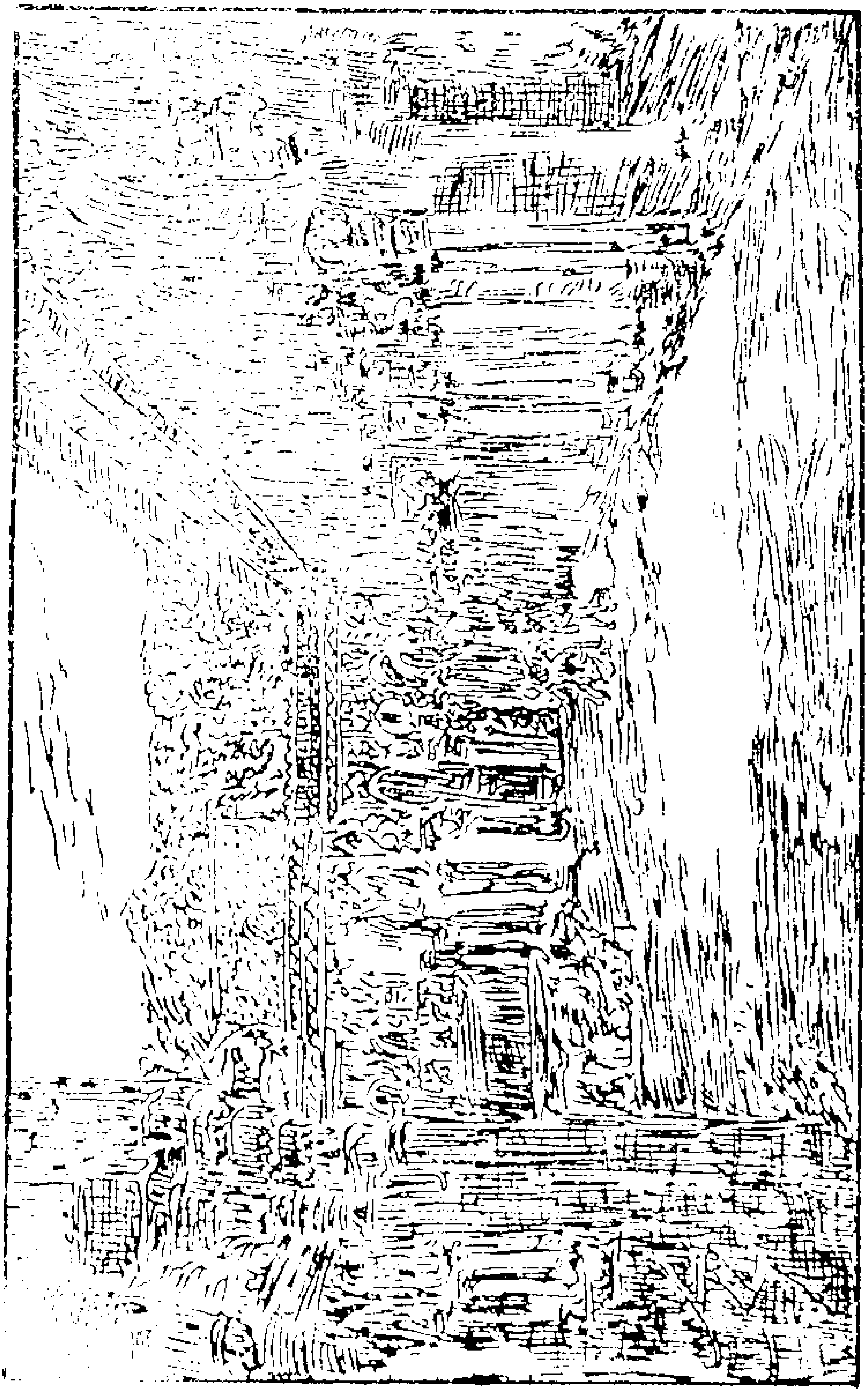

ایوان الاسد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بنایا گیا ہے اور ایک گنبد نما کوٹھڑی میں شکل بیضۂ سیمرغ الگ سے رکھا ہے اور روشنی کے لئے مناسب بلندی پر نہایت خوبصورت جالیاں بنی ہیں جن میں جا بجا ستارے اور گلاب کے پھول بنے ہیں ۔

قصرالاحمر میں سب سے زیادہ رفیع الشان عمارت **ایوان الاسد** کی ہے جو وسعت میں ایوان الآس سے کسی قدر چھوٹا ہے شکل اور ایوانوں کے اس میں بہت خوش وضع برآمدے ہر طرف پٹے باندھے ہیں جن کی چھتیں سنگ مرمر کے ۱۲۸ ستونوں پر جو تین تین اور چار چار کی ترتیب سے مناسب فاصلہ پر ایستادہ ہیں ٹھیری ہوئی ہیں۔ اور اگرچہ کچھ زیادہ بلند نہیں۔ مگر اُن کے در و دیوار کا شجرہ اور سلطانی غلاف۔ خوبصورت نقش و نگار عربی کتبوں سے جلی قلم سے لکھے ہوئے حروف جو نہایت نزاکت اور خوبصورتی سے گلکاری کے بیچ میں کندہ کئے گئے ہیں۔ رنگا رنگ کی شگوفہ کاری اور اسی قسم کے اور کمالات فن معماری و دلربائی نقش و نگار کی بیشمار خوشنما محرابیں جو دو طرف سے بل کھاتی ہوئی اٹھکر دو کے عین سمت الراس پر مل جاتی ہیں۔ محرابوں کی پیشانی پر وہ خوبصورت ترنج مدقبے اور کشیدہ قامت میناریاں جو موقع موقع پر مزین ہیں۔ سفید سنگ مرمر کے حوض۔ اور وہ خوش قطع تالاب جس میں سنگ مرمر کے بارہ مصنوعی شیر اپنے بڑے بڑے دہانوں سے صاف و ٹھنڈے پانی کی دھاریں چھوڑتے رہتے تھے۔ وغیرہ اس قسم کے عجائب غرائب ہیں کہ اگر شاعروں اور فسانہ نویسوں نے ان کی تعریف مبالغہ کی حد تک پہنچائی ہے تو کچھ تعجب نہیں ۔

اس ایوان کی سیر کرکے سیاح بذریعہ ایک خوبصورت دروازہ کے جو حسب معمول رنگ برنگ کے نقش و نگار سے ایک اطلسین لباس پہنے ہوئے ہے ایوان بنی سراج میں داخل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس خاندان کے اکابر ابوعبداللہ کے اشارہ سے اسی ایوان میں قتل ہوئے تھے اور یہی وجہ تسمیہ ہے چنانچہ فرش کے ایک پتھر پر چند دھبے بھی دکھائے جاتے ہیں جو گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں ضرور خونریزی ہوئی تھی اور سریع الاعتقاد سیاح یقین بھی کر لیتے ہیں۔ عام روایات خواہ کچھ ہی ہوں مگر اس ایوان کا ظاہری منظر ایسی خونریزی کے لئے موزوں معلوم نہیں ہوتا۔ اُس کی خوبصورت چھت جو بلوریں شگوفہ کاری سے ایک جگہ لگا ہوا ستارہ معلوم ہوتی ہے۔ چھت کی ۱۶ خوشنما دریچیاں جن کے ذریعہ آفتاب کی روشنی اندر داخل ہوکر اور بلور سے اکتساب صور حاصل کرکے در و دیوار کی زیبائی محرابوں کی سرخ اور لاجورد گلکاری کو دوبالا کرتی ہیں۔ غرضکہ ہر ایک شے مبدء امن و سرور معلوم ہوتی ہے اور اگر تاریخ کے پاس خاطر سے نہیں تو بپاس خاطر انسانیت ہم کو شبہ ہے کہ ابوعبداللہ مرحوم کے دامن پر خون کا دھبہ ہو ۔

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۶۴

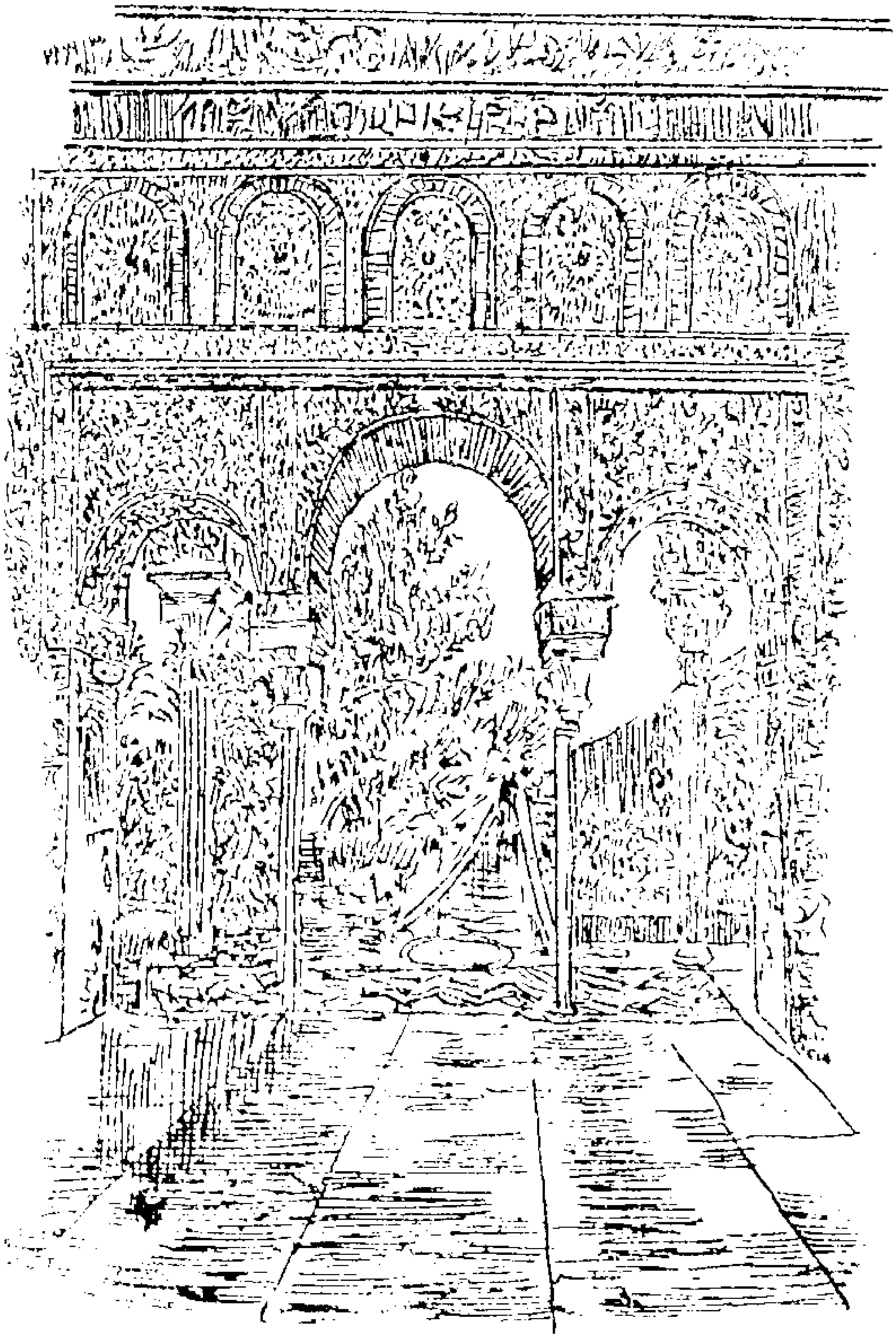

روضۃ الناظرین

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۶۵

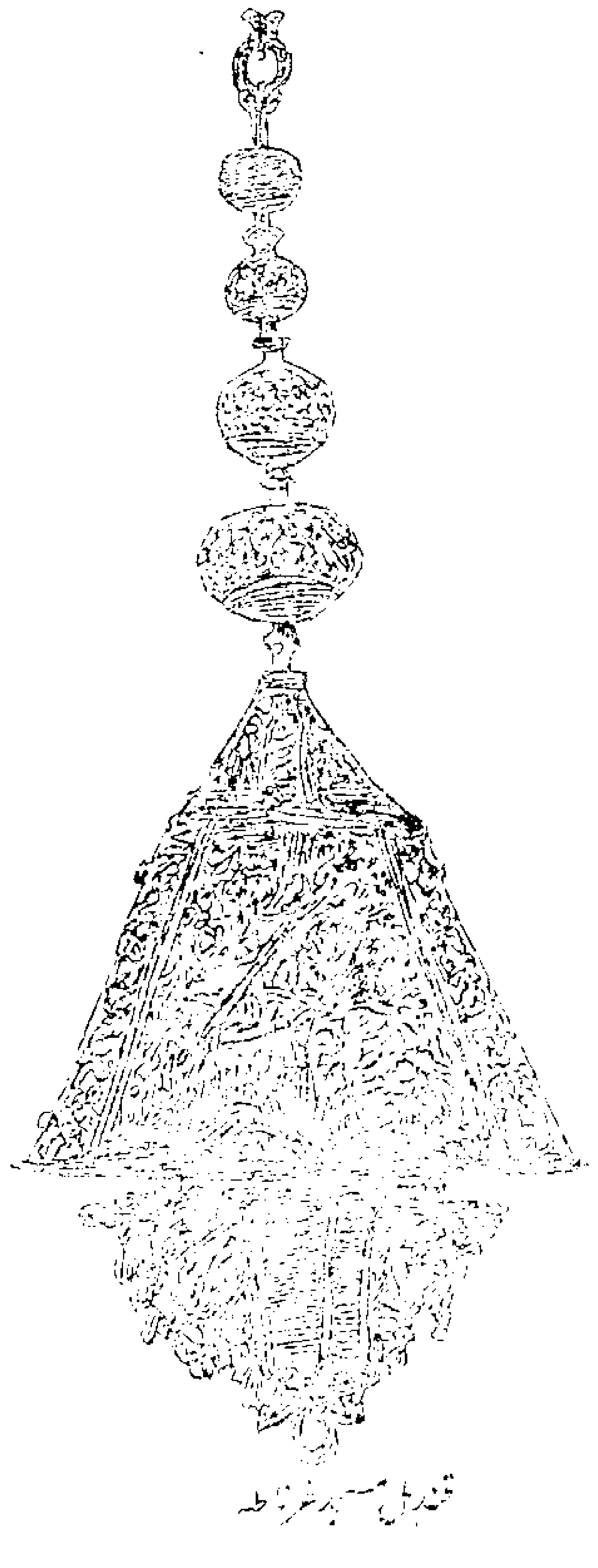

قندیل مسجد غرناطہ

Marfat.com

اگرچہ ان عمارات اور [illegible] کی عالیشان عمارتیاں ایک ایک کر کے ڈھیر تو وقت نہیں تھا

اس لئے یہاں ایوان [illegible] منظر [illegible] قابل دید ہیں۔ جو یہ خوبصورت پتھر اور ریت کے

درختوں، گلاب اور ہر طرح کے پھولدار پودوں سے آراستہ ہوتا، اور اس سے گزر کر ہم موتی [illegible] (خندق ہمام)

[illegible] ایک بارہ دری [illegible] کے [illegible] سے [illegible] الخ [illegible]

[illegible] سفید [illegible] کا ایسا [illegible] نہیں

[illegible] قطع [illegible] کے مکانات اسی طرح معمولی سادگی سے نظر آتا ہے۔ دیواروں میں [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے لئے کوئی ذریعہ نہیں۔ بالخصوص [illegible] اشتہ تام

[illegible] کہ [illegible] آپ [illegible] دیواروں کی [illegible] نازک شکستہ تھا

[illegible] سفیدی کے [illegible] بالکل [illegible] ہوگئی ہے

اسی طرح [illegible] سب سے نو آنکھوں کی طرح بالکل بے آب ہیں

[illegible] اس قصہ کی [illegible] بالتمام انسانی صناعی کے [illegible] تھا [illegible]

[illegible] مدت ہوئی [illegible] ہیں البتہ قدرت کے لازوال کرشمے [illegible] موجود ہیں۔ [illegible]

[illegible] کی [illegible] نظر فریب ہے گو خوش طبع کے لئے۔ اس [illegible]

[illegible] چند دن میں اور اس کے پاکیزہ اور شیریں پانی کے چشموں [illegible]

[illegible] لگا ہے [illegible] کے لئے۔ چنانچہ ایک چشمہ قصر کے [illegible] میں [illegible]

گزرگاہ سے بہتا ہے جس کے ایک حصہ پر سلسلۂ ایوان کی بیرونی [illegible]

[illegible] تیزی کے ساتھ بہتا ہوا جب باہر نکلتا ہے تو [illegible] (ایورگرین) [illegible]

[illegible] اس کو [illegible] سے اپنے [illegible] میں چھپا لیتی ہیں [illegible]

[illegible] کے درخت جو خوبصورت [illegible] فاصلہ سے [illegible] میں اپنے [illegible]

قنات کھینچ دیتے ہیں [illegible] آفتاب کی [illegible] کرتے ہیں۔ اس کے [illegible]

جنہیں [illegible] ہوئے چشمے [illegible] صاف [illegible]

جھیلوں سے [illegible]

کہیں [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]

[illegible] جاہ و جلال [illegible] نہایت [illegible] ہوتی ہے ✦

Marfat.com

[illegible] ... تھے

[illegible]

[illegible] باغ [illegible]

نزول [illegible] کے [illegible] [illegible]

شاداب تختے باغ [illegible] خیابان [illegible] [illegible]

[illegible] باغوں میں [illegible] عجیب و غریب [illegible]

[illegible] کے باغات محلات [illegible] وقت [illegible]

[illegible] ذکر [illegible] کر دیا تو [illegible]

تھا اور [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] سے [illegible]

ان مواد [illegible] سبز [illegible] اور [illegible]

لازمی [illegible] نوجوان [illegible] تھے [illegible] شاداب [illegible]

باغ کی خوشنما روشیں [illegible] بے ترتیب ہو کر [illegible] لگے [illegible]

بے ترتیب کھڑے ہو کر [illegible] تھے جو [illegible] پانی سے لطف اٹھاتے [illegible]

نشستیں ہوں [illegible] اور کوئی ان برآمدوں میں جا بیٹھتا [illegible] سنگ مرمر کے [illegible]

[illegible] دکھائی دیتے تھے [illegible] سنجیدہ مزاج تھے اور جن [illegible]

اور چبوتروں میں بیٹھ کر نظارہ کرنے لگے [illegible] غرناطہ [illegible] وسیع الفضا [illegible]

اور پہاڑوں کا [illegible] بادل کھاتا ہوا سلسلہ [illegible] انتہائے نظر پر [illegible] دور سے [illegible]

طاری ہے [illegible] ہم اسی خیال میں تھے کہ یکایک [illegible]

[illegible] کے سرسبز و شاداب [illegible]

[illegible] بے قابو ہو گئی [illegible] غور کر کے دیکھا تو کوہستانی سلسلہ اور اس مقام کے درمیان [illegible]

[illegible] تھا [illegible] اور اس قدر [illegible] کہ بعض خاص اندلس کی [illegible] مزاجوں کے [illegible]

[illegible] ہی پر بے تکلف [illegible] لٹکا رہے تھے اور بعض [illegible] کے ساتھ ناچ رہے تھے

[illegible] کی [illegible] زمانے کی [illegible]

بے تکلف نظارہ کر سکتے ہیں [illegible] الحمراء کی شکستہ و منہدم [illegible]

[illegible] سلسلہ کے ساتھ ساتھ صاف معلوم ہوتا ہے [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

مسلمان فوج کے نعرے اور مجروحوں کی دردناک چیخیں ہر کوچہ و بازار سے نکلیں۔ تمام اطراف شہر میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ ابوالحسن ایک جرار فوج لے کر غرناطہ سے تیز قدم کوچ کرتا۔ کوہستانی درہ سے بے معلوم کرتا۔ آدھی رات کے قریب جوالخ شہر میں آ پہنچا جس وقت مسلسل اور تیز طوفان شدت بارش سے انسان کا بنی [illegible] ادھر ادھر بھیجتا رہا تھا اور [illegible] اور برج ہوائے [illegible] تھے اس وقت مسلمان کو خبر نہ کر تمام شہر اور قلعہ [illegible] مقامات پر پہنچ گئے تھے اور [illegible] بے خبر باشندوں کو خبر ہوئی تو اس وقت جب تمام شہر میں دار و گیر اور قتل عام شروع ہو گیا۔ خوف سے سمجھے کہ گویا آسمانی بلائیں طوفان کے ساتھ شہر پر نازل ہو گئی ہیں اور شہر کے تمام برجوں اور کنگروں پر پھیل گئے ہیں۔ ہر طرف صدائے جنگ بلند ہوئی۔ فصیل قلعہ کے اوپر سے نیچے شہر کے کوچہ و بازار میں ہر ہر گوشہ سے آوازیں [illegible] آتی تھیں۔ دشمن کہیں معلوم نہ ہوتے تھے مگر ہر جگہ تھے۔ رات کی تاریکی میں چھپے مقرر داشاروں کناروں پر برابر کام کیے جاتے تھے۔ مظلوم سپاہی سوتے سے چونک کر گھروں سے نکل کر بے تحاشا بھاگتے تھے مگر راستہ میں کسی مسلمان کی برہنہ شمشیر سے کٹ کے ہمیشہ کے لیے سو جاتے تھے اور اگر بچ نکلتے تو سیدھا ادھر ادھر پھرتے تھے کہ کہاں جائیں اور کس طرف بھاگیں۔ اس تیرہ و تار حالت میں اگر اتفاقیہ کہیں روشنی کی جھلک پڑتی تھی تو ہر طرف چمکتی ہوئی ننگی تلواریں ناگن کی طرح لپکتی اور شرارے جھاڑتی دکھائی دیتی تھیں۔ جو سرکشی کرتا تھا سرنگوں سامنے گرتا تھا۔ بالآخر اس کشمکش کا خاتمہ ہوا۔ جو تلوار سے بچے وہ گھر کے پوشیدہ مقامات میں ادھر ادھر ہو رہے یا بندی بنکر فاتحوں کے قدموں پر جا گرے۔ اگرچہ شہر کا طوفان فرو ہو گیا تھا ہتھیاروں کی جھنکار بھی اب کہیں سنائی نہ دیتی تھی مگر آسمانی طوفان ہنوز اسی شدت پر تھا اور اسی طرح ہیبتناک آوازیں نکالتا تھا جس کا جواب کبھی کبھی مسلمان سپاہی جو غنیمت کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتے تھے خوشی کے نعروں میں دیتے تھے۔ بدنصیب باشندے اپنی پیشانی کی پیش آئیوں پر کانپ رہے تھے جو دفعتاً ہر گلی کوچہ میں قرنا کی آواز سنائی دی۔ جو گویا اس بات کا اشارہ تھا کہ ہتھیار رکھوا لیں اور قلب شہر کے چوک میں سب اکٹھا ہوں۔ چنانچہ یہاں وہ سب سپاہیوں کی حراست میں رہے۔ جب صبح ہوئی تو ایک عجیب خوفناک سین پیش نظر ہوا۔ جس کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے تھے وہ باشندے جو صرف چند گھنٹہ پیشتر اقبال و دولت کی بخشائشوں سے مالا مال تھے اور بستر خواب پر بالکل مطمئن اور بے فکر خواب گاہوں میں داخل ہوئے تھے اس وقت جاڑے کے طوفان اور بارش میں برہنہ تن بلا امتیاز مدارج و عمر۔ بلا امتیاز جنس و بھیڑوں کی طرح کھڑے تھے۔ بے رحم ابوالحسن نے ان کی آہ و زاری پر

Marfat.com

کچھ التفات نہ کیا اور حکم دیا کہ سب قیدی بنا کر غرناطہ لیجائے جائیں اور فوج کا ایک جرّار دستہ بطور محافظ شہر و قلعہ میں چھوڑ کے اور ان کو سخت حفاظت کی تاکید کر کے خود مع باقی فوج مظفر و منصور دارالامارت کو عود کیا۔ اور زہرہ کا فوجی جھنڈا مع بے انتہا مال غنیمت بطور علامات فتح ساتھ لئے غرناطہ میں داخل ہوا۔ ادھر جب لوگ کفار پر فتح پانے کی خوشی میں عید کی تیاریاں کر رہے تھے تو بدنصیب بندیوں کا قافلہ وہاں پہنچا۔ شکستہ حال بڈھے جوان مرد عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت تکان سفر سے از بس درماندہ مایوسی اور نامرادی سے چہروں پر زردیاں چھائی ہوئیں۔ بکری کے گلے کی طرح آگے آگے اور سپاہیوں کا ایک گروہ ہانکتا ہوا پیچھے پیچھے شہر پناہ میں داخل ہوا۔ غرناطہ کے تہذیب یافتہ باشندے یہ حسرتناک مجبوروں کا مرقع دیکھ کر تھرا گئے اور سمجھے کہ یہی آثار تنزل ہے چلا چلا کر کہنے لگے کہ اے

سلطنت غرناطہ! تیری بربادی کا وقت آن پہنچا۔ زہرا کا خون ناحق تیری گردن پر ہوگا۔

چنانچہ عرصہ بھی جلد ہی ملگیا کہ فرڈیننڈ کے دلاور مارکوئس نے اچانک حملہ کر کے الحامہ پر قبضہ کر لیا اور اس میں ایک مسیحی فوج کی چھاؤنی قائم کر کے گویا مسلمانوں کے دارالسلطنت کی شہر پناہ کے نیچے ایک سخت مصیبت نصب کی۔ ابوالحسن نے ہر چند تاحدے کئے مگر پیش نہ گئی تا آنکہ بہادری سے خود کی حفاظت کرتے رہے اور جب تک ایک جرّار فوج بطور کمک پہنچی کی برابر رہے ہے۔ اب تو بادشاہ غرناطہ کو مایوسی ہوئی۔ یہ شخص [illegible] کرتا تھا۔ افسوس [illegible] ہاتھ سے نکل گیا۔ افسوس! غرناطہ کی کنجی کس طرح کفار کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس کے بعد دین و دول مسلمہ [illegible] غرناطہ کی [illegible] رہی کیونکہ کونٹ آف ٹولیڈو [illegible] بعد [illegible] تمام [illegible] تاخت و تاراج اور زیر و بالا کر کے بالکل برباد کر دیا۔ چنانچہ مصنف [illegible] انہیں واقعات کو بیان کرتا ہے:-

---

ے [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible]

یہ دیکھ کر مومنین کا دل باغ باغ ہوتا تھا کہ ابھی تک [illegible] میں اسلامی جاہ و حشمت [illegible] ایسا ہو رہا ہے
ایک جھنڈا سے لگا۔ کہ سر سبز و شاداب علاقہ تباہ اور برباد کر کے اور اس کے دھوئیں کے سائے کا سایہ
واپس آ رہے تھے۔ ایک طرف تو مال غنیمت سے لدا ہوا، نیز ان کی مسلمان بندیوں کا ایک بڑا انبوہ جس
میں عورتیں، مرد اور بچے تھے ہوتی تھی کا جلوس جس میں اور بکریوں کے گلے کے [illegible]
ایک گروہ کے آگے آگے الحمراء کی [illegible] ڈھلوان بلندی پر دھڑا دھڑ چلا آ رہا ہے دکھائی دیتے تھے
رات کے وقت ایک خوفناک سیاہ منظر تھا یعنی سیاہ دھوئیں کے بادل آگ کے شعلے۔ وہ شعلہ
میں سے ہوئے ویرانی پر چہار اطراف سے بلند ہوئے شہر کی فصیلوں پر عورتیں [illegible]
تھیں اور اپنا گھر بار جلتا دیکھ کر چیخیں اور بین کرتی تھیں ۔

فرڈیننڈ اپنی کامیابیوں سے جوش میں آ کر اسی قسم کی ترکتازیاں کرنے [illegible]
اس لئے کچھ نہ تھا کہ ملکۂ غرناطہ کی ایک دوست کی آتش جوش بھڑک گئی۔ یا تو وہ [illegible]
کر قدم مارنا چاہا۔ اور ادھر صوبہ مالقہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ جنوبی [illegible] کی
اور تیار ہو کر مارکوئس آف کیڈز، نواب بیڈر اور دیگر امور سرداروں کی [illegible]
وقائع نگار مذکور بیان کرتا ہے کہ جمعہ کا دن تھا کہ یہ مبارک فوج [illegible] بہت
علی الصباح بڑے ترک و شان سے نکلی اور شبانہ روز منزلیں طے کرتی کوہستانی دروں سے اپنے [illegible]
بے خبر گذر رہی تھی۔ چونکہ وہ سرزمین جس پر حملہ کرنا تھا۔ دور و دراز فاصلہ پر سلطانوں کے علاقہ میں [illegible]
بحیرہ روم کے قریب واقع تھی۔ اس لئے وہ دوسرے روز قریب شام سے پیشتر منزل مقصود پر پہنچ گئی
دشوار گذار کوہستانی مقامات طے کرنے میں ان کو اکثر کبھی نہایت گہری اور پتھریلی گھاٹیوں سے
گذرنا پڑتا تھا جس کے برابر ایک چھوٹا سا چشمہ نہایت تیزی سے بہتا نظر آتا تھا۔ گذرگاہ میں جا بجا بڑے
بڑے پتھر۔ پاش پاش چٹانیں اور ناہموار مقامات دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ موسم گرما میں پہاڑی
نالے بہہ کر [illegible] نے جبراً اپنا راستہ صاف کیا ہے اور مزاحم پتھروں کو ادھر ادھر سے لڑھکا کر
نیچے لا ڈالا ہے۔ اور کبھی ان کو کسی پہاڑی دریا کے بالکل خشک گذرگاہ سے چلنا پڑتا تھا جس میں
جا بجا سنگین چٹانوں کے بڑے بڑے ٹکڑے اور تراشیدہ سالم پتھر سخت مزاحمت کرتے تھے۔
نیچے کی حالت تو یہ تھی اور اوپر سے پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیاں اور ڈھلوان چٹانیں دو طرفے
گھیر کر راستہ کو تنگ بنا دیتی تھیں جس کے تنگ تاریک گوشوں کو سیف الاسلام کی معرکہ آرائی [illegible]

---

(۱) نوٹ دیکھو باب بارہ "فتح غرناطہ" مترجم

Marfat.com

بیسیوں کو ڈھونڈنے جانبازوں نے کمین گاہیں بنا لیا اور مدتوں قزاق ان میں چھپ کر بیت المقدس
مسافروں کو مال و جان سے محروم کرتے رہتے ۔

آخر [illegible] تھا جو بہت دشوار پہاڑ کے ایک بلند مقام پر پہنچی جس کی [illegible]
نظر والے سے [illegible] لگے کہ خوشنما میدان یکایک ایک [illegible] روم کے [illegible] پانی سے [illegible]
[illegible] دکھائی دیا ۔ انھوں نے اس کو گویا [illegible] کی [illegible]
[illegible] کیا اور پیدل چل پڑے ۔ رات کی تاریکی میں [illegible]
[illegible] اس مقام پر پہنچے جس [illegible] چھوٹی چھوٹی بستیاں اور آباد وادی ہر طرف [illegible]
[illegible] اکثر [illegible] ہیں ۔ یہ سب کے [illegible] تھا کہ ان کی [illegible]
[illegible] کیونکہ باشندے اس [illegible] سے واقف ہو کر پہلے ہی تمام مال و متاع نکال لے گئے
تھے اور خود [illegible] قلعوں اور برجوں میں جا چھپے تھے ۔

[illegible] ہوا اور [illegible] انھوں نے تمام خالی گاؤں اور
[illegible] آگ [illegible] اور [illegible] قسمت آزمائی کرتے آگے بڑھے [illegible]
[illegible] ذوالقرنین [illegible] اپنے اپنے دستے کے
[illegible] چند [illegible]
[illegible] کو [illegible] لئے جاتے تھے ان کو [illegible] کر لیا ۔

[illegible] جس وقت [illegible] کی آتش [illegible] سے [illegible] اور پہاڑ کی چوٹیاں [illegible]
[illegible] کے شعلوں سے روشن کر رہی تھی اس وقت [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] کے موجب [illegible] قائم کئے
[illegible] تاکہ اگر [illegible] سے حملہ ہو [illegible] تیار رہیں ۔
[illegible] مال غنیمت کی [illegible]
[illegible] کر [illegible] کیا ۔

[illegible] ایسے ہی بلکہ اس سے بھی [illegible]
[illegible] طرف [illegible]
[illegible] کر دیا تھا
[illegible] ممکن تھی ۔ [illegible]

Marfat.com

[illegible] بھی تنگ ہوتے جاتے تھے کبھی ناہموار اور ڈھلوان چٹان پر کبھی [illegible] پتھروں کے انبار پر کبھی کسی گہری خوفناک کھائی میں اتر جاتے تھے کبھی ایسی تنگ [illegible] گزرنے پڑتے تھے کہ پہاڑی بکرے بھی ان سے بمشکل گزرتے ہونگے۔ غرضکہ اس بلندی پر چڑھنا [illegible] ایک جلتے ہوئے گاؤں کے پاس سے گذر رہے تھے آگ کی روشنی سے جوانوں کی [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] بے طرح مخدوش و خطرناک ہے یعنی مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت [illegible] میں چھپی ہوئی تھی انہوں نے جب اس بہادر دستے کے سپاہ سوار و [illegible] پہاڑوں سے سخت کشمکش کے ساتھ افتاں و خیزاں راستہ طے کرتے دیکھا تو جوش مسرت سے [illegible] باہر نکل آئے اور اس خمیدہ چٹانوں پر جوان اصحاب کہف کے سروں پر [illegible] پتھروں اور نوکدار لوہے کی چھڑوں کا مینہ برسانا شروع کر دیا [illegible] سنگباری سے [illegible] ہو کر [illegible] کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے [illegible] رفیقوں کے [illegible] کے لئے [illegible] دیکھ کر دشمنوں نے سنگساری سے ہاتھ کھینچا۔ ادھر [illegible] کو خیال آیا کہ اس خوفناک درہ سے فوج کو باہر نکالے۔ چنانچہ رہبروں کو باہر نکلنے [illegible]

[illegible] ذہن میں محفوظ اور سہل راستہ سمجھ کر ایک طرف کو چلے مگر درحقیقت وہ نہایت ہی [illegible] جس سے پیادہ سپاہی [illegible] پاؤں ملا کر گذر سکتے تھے اور سوار تو بالکل [illegible] غضب یہ کہ اس مقام پر بھی ایک بلند خمیدہ چٹان جھکی ہوئی تھی جس سے [illegible] پتھروں کا مینہ برسائے جاتے تھے۔ اور جوش مسرت سے اس قدر وحشتناک آواز [illegible] کے دل دہلتے تھے بعض جگہ راستہ اس قدر تنگ اور نازک تھا کہ سوار پیدل [illegible] دشمنوں کے وار اکثر کارگر ہوتے تھے اور گھوڑا سوار [illegible] کا ملبہ لوح کرتا تحت الثریٰ کا رخ کرتا تھا۔ اور اس [illegible] نمازی مرد کا [illegible] راہ ہوتا تھا۔ تمام ارد گرد کی پہاڑیوں پر [illegible] روشن تھے۔ ہر ایک چوٹی ہر ایک چٹان پر ایک شعلہ بلند تھا۔ [illegible] تمام [illegible] ہوتے تھے اور [illegible] انسان

Marfat.com

Marfat.com

خون بہا رہیں گے ! ان خوفناک بلند چٹانوں پر ہی کوئی پگڈنڈیاں ڈھونڈو اور اوپر چلو تاکہ
تقدیر جاں فروشی کریں ۔ یہ کہتے ہی اس نے گھوڑے کا رخ پھیرا اور [illegible] لشکر [illegible] شروع کر دی
[illegible] نوبت [illegible] دریں کیا سوار کیا پیادہ [illegible] [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی [illegible] سوار [illegible] آتا نہیں تو دشمن
[illegible] کیونکر [illegible] ہے ۔ اور جب وہ اس کٹھن راستے [illegible] تھے ۔ تو دشمن کے
[illegible] شروع کر دیا کیونکہ اس حالت میں [illegible]
[illegible] چٹانوں [illegible] اوپر سے [illegible] چٹانیں اور ان کے
ساتھ بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کو ہمارے ساتھ اپنی فوج کے بیچ سے
نکالتے تھے ۔ پیاس، بھوک اور تھکان کی شدت سے بیتاب زخموں سے پیچ و تاب کھا کر
سہارے کے لئے پاس کے گھوڑوں کے دُم یا عنان تھام لیتے تھے ۔ اور گھوڑے [illegible]
ہوئے بلند دل پتھروں کے بیچ میں قدم جما کر کبھی دشمن کی وار سے [illegible]
ٹھوکر لیتے تھے اور [illegible] سوار پیادوں سمیت لڑھکتے ۔ اونچے نیچے [illegible]
ٹکراتے ۔ لوٹ پوٹ [illegible] میں آگرتے تھے ۔ اس کشمکش جانفروشی میں [illegible] فوج [illegible]
[illegible] ہو گیا ۔ اس سے پہلے [illegible] اور بہت سے [illegible]
[illegible] ہو چکے تھے [illegible] سپہ سالار [illegible] سمیت چوٹی پر پہنچا [illegible]
بے اختیار [illegible] کیونکہ وحشت انگیز چٹانوں [illegible] کا ایک
[illegible] سلسلہ [illegible] دشمنوں کے دل [illegible] استقبال [illegible] کھڑے تھے
پیچھے [illegible] کرنے کو [illegible] تھا ۔ فوج میں کوئی [illegible] کہ [illegible]
سپاہیوں کی حمایت [illegible] کی جاتی ۔ سب اِدھر اُدھر نفسی نفسی پکارتے تھے اور اسی [illegible]
[illegible] چٹانوں کی ٹھوکروں اور دشمن کے تیر و تفنگ کے [illegible] نے جب
[illegible] کو اس طرح شکستہ حال و منتشر دیکھا تو غم و غصہ سے بے تاب ہو کر
کہنے لگا " یا اللہ ! [illegible] گنہگار بندوں پر تیرا [illegible] عتاب ہے ۔ تو ہی [illegible]
[illegible] اور تو نے ہی [illegible] کرنے والے [illegible] آج ان

[illegible]
[illegible] +

سپاہی اور جنگ آزما [illegible] مایوس ہو کر قریب تھا کہ اگر
سوار نہیں [illegible] کو اور خدا [illegible] سنبھال اور ہمت کر کے دشمن پر دیوانہ وار
[illegible] لگے ہوئے
تھے [illegible] اگر آپ یہاں ٹھہریں گے تو
[illegible] اگر جان بچے تو دشمن سے
[illegible] انتقام لیں [illegible] اس مشفقانہ نصیحت
[illegible] آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگا " یا رب العالمین ! تو دیکھتا
ہے کہ میں [illegible] صرف یہ
[illegible]
[illegible] مسلمانوں کو مزاحمت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

غرض یہ کہ سلطان نے پسپا ہوئے تھے یا بالکل شکست خوردہ ہو کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اس معرکہ میں سلطان ابو عبداللہ دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا۔

جب فرڈیننڈ کی یہ مہربانی ... غرناطہ میں داخل ہوئی تو ہر طرف ماتم ... ہر ایک شخص ... نوحہ کرتا تھا۔ پیارے غرناطہ! تیرے آفتاب حسن و جمال پر گہن لگ گیا ہے؟ تیرے چہرہ عالم افروز پر ... نے اپنا نقاب کیوں ڈال دیا ہے؟ تیرے گلستان ... آج خزاں کا عالم ہے۔ آہ اے غرناطہ! تیری شمع شبستان بزم ... کا چراغ گل ہے۔ افسوس! تو بے چراغ رہ گیا۔ تیرا عالیشان ایوان ... جہاں ... زرق برق وردیاں پہنے۔ ہتھیار زیب بدن کئے ... آج سونا پڑا ہے۔ تیرے خوشنما اور پررونق ... چاندی جھلملاتے تھے۔ اور طنبوروں کی دلکش آوازیں لحن داؤدی کے ساتھ مل کر ہر طرف کو گرما رہی تھیں۔ آج ان پر بھی سناٹے کا عالم طاری ہے۔ تیرے آراستہ ... جو کبھی نغمہ و سرود سے بزم عشرت بنے رہتے تھے آج ماتم کدہ کیوں ہیں۔ تیرے ... اور ... طبلے کیوں خاموش اور دم بخود ہیں۔ تیری ہری بھری پھولی پھلی گلزار اور سرسبز باغ ... اب کیوں خالی ہیں۔ پیارے غرناطہ! الحمرا میں آج کس لئے ہر طرف سناٹا ہے۔ اس کو آراستہ کرنے والے کہاں گئے۔ نارنگی اور ترنج کی خوشبو سے مہک ... ہیں افسوس کوئی سونگھنے والا نہیں۔ اس کے مرغزاروں میں مرغان خوش الحان نغمہ سنج ہیں۔ مگر افسوس کوئی سننے والا نہیں۔ تیرے خوش قطع حوضوں کا پانی تیرے عالیشان ایوان کی ... دیواروں سے سر ٹکرا رہا ہے۔ اور تیرے چشمے بے آبروئی پر دُر اشک بہا رہے ہیں کیونکہ جہاں ... اب ان کا ... نہیں دکھائی دیتا۔ افسوس الحمرا کا چراغ گل ہو گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ... ہو گیا۔

ادھر فرڈیننڈ نے ابو عبداللہ کو گرفتار کر کے قرطبہ کو چلتا کیا۔ اور فرڈیننڈ نے میدان ... کو دیکھ کر ... تمام زرخیزی اور خوبصورتی کو تخت و تاراج کرکے بالکل خاک میں ملا دیا۔ جب ... ابو الحسن اپنے علاقہ میں واپس آیا تو یہ حالت دیکھ کر نہایت غضبناک ہوا مگر غرناطہ کی چہار دیواری سے باہر کیا بس چل سکتا تھا۔

Marfat.com

تیرھواں باب

غرناطہ کا خاتمہ

اور

ابوعبداللہ کا انجام

سلطان ابو عبداللہ کے صدمہ گرفتاری نے سلطان ... کی ... خلافت کرادی ... باد
بلکہ ... کو ... زمانہ ... ہوش ... کا عشر ... نہ تھا ابو ... عبداللہ ...
[illegible]

Marfat.com

کرتے ہیں کہ اندلس کے زوال کا بڑا سبب یہی ہے کہ ابو عبداللہ فرڈیننڈ "حبالہ کشیدہ" میں تھا۔

غرضکہ جب سلطان عبداللہ قیدیوں کی حیثیت سے دربار قرطبہ میں پہنچا۔ تو شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابلا بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور شاہانہ مراسم تواضع مدارات کیں۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے ناصح مشفق بن کر اس کو بہت کچھ سمجھایا۔ مسلمانوں کی شکستہ حالی عموماً۔ اور اس کی مایوسانہ حالت اور مخدوش موقع خصوصاً۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ پر مسیحیوں کی روزافزوں ترقی اور کامیابیاں یاد دلائیں۔ اور اتار چڑھاؤ دکھا کر اس بات پر راضی کر لیا کہ آئندہ وہ اپنے آپ کو تاج قرطبہ کا بہی خواہ و مطیع سمجھے۔

ابو عبداللہ کو کٹھ پتلی کی طرح خوب ہاتھ کے اشاروں پر نچانے کے بعد انہوں نے غرناطہ کو رخصت کیا۔ جہاں کہ اس دوران میں ابوالحسن کو ایک مرتبہ پھر موقع مل گیا تھا کہ قلعہ الحمرا پر اپنا جھنڈا نصب کرے۔ قدیم ہواخواہوں کی مدد سے شہر کے اس حصہ پر جم کر جس کو البیسین کہتے تھے۔ ابو عبداللہ نے تدبیر و حکمت عملی سے اول اس کو صاف کیا اور پھر حصار القصبہ پر جو قلعہ الحمرا کے عین مقابل واقع تھا۔ قابض ہو کر باپ کا مقابلہ شروع کر دیا۔ اور لگاتار بے ترتیب لڑائیوں سے ایک طوفان برپا کر دیا۔ جو ابوالحسن کی بیبیوں کی باہمی حسد و عداوت سے اور زیادہ تیز ہوا۔ ابو عبداللہ کی والدہ عائشہ کو اپنی سوت ثریا سے جو ایک مسیحی عورت تھی سخت رشک تھا۔ کیونکہ ابوالحسن اس کو تمام بیبیوں سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ امرائے دربار نے موقع پا کر ایک ایک کو سنبھال لیا چنانچہ اراگون کا ایک بربری قبیلہ بنی زغری عائشہ کا طرفدار ہوا۔ اور قرطبہ کا ایک شدید خاندان بنی سراج ثریا کا حامی ہوا۔ اور دونوں میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی جس کا آخر کار نتیجہ ہوا کہ فرقہ آخر الذکر کے سرغنہ سردار نہایت بیرحمی سے الحمرا کے اس ایوان میں قتل ہوئے جو آج تک مقتولین کے نام سے مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ابو عبداللہ اس خونریزی کا سبب تھا۔ ایک مشتبہ امر ہے جس کی بابت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

خوش قسمتی سے بنی زغری کے ظل حمایت میں ابو عبداللہ اس چھوٹے سے قلعے کے اندر کچھ عرصہ اور باپ کا مقابلہ کرتا رہا۔ مگر ابوالحسن عمر رسیدہ ضعیف باپ جیسا کچھ تھا بیٹے کے لئے کافی تھا۔ جو آخر کار المیریا میں بھاگ کر پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ اس وقت سے غرناطہ کی حکومت کی گویا تنصیف ہو گئی۔ آدھے میں ابو عبداللہ جو ہر جگہ ہمیشہ ناکام اور رزم و بزم دونوں میں بے نیل و مرام رہتا تھا اور قومی مذہبی دشمنوں کا ہواخواہ مطیع ہونے کے سبب شریف و معدود مسلمانوں میں سخت

Marfat.com

نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور آدھے میں ابوالحسن یا یوں کہو کہ اُس کا برادرِ حقیقی الزاجل (یعنی شجاع)
کیونکہ بڈھے باپ کو بیٹے کی ناسعادتمندانہ سرکشی اور انجام کار سلطنت کی تباہی کا صدمہ زیادہ عرصہ
اُٹھانا نہیں پڑا۔ اس واقع کے کچھ دنوں بعد بینائی سے معذور ہو کر پہلے ہی بارِ عظمت سے ہمیشہ
کے لئے سبکدوش ہو گیا۔ مورخوں کو شک ہے کہ اُس کی موت دغا سے وقوع میں آئی ؛

اُندلس کے جلیل القدر اور ناموَر فرمانروایانِ اسلام میں الزاجل سب سے آخری تھا۔ نہایت
دلیر اور جانباز مردِ میدان۔ نہایت عالی ہمت اور اولوالعزم فرمانروا۔ مسیحیوں کا پکا مخالف اور پورا
مدِمقابل۔ اگر اُس کا حاسد اور ناعاقبت اندیش بھتیجا مزاحم و مخلِ انداز نہ ہوتا تو خیر یہ تو نہیں کہا
جا سکتا کہ غرناطہ پر مسیحی کبھی فتح و قبضہ حاصل ہی نہ کر سکتے مگر کچھ شک نہیں کہ اُس کے جیتے جی یہ بات
ہرگز میسر نہ ہوتی۔ بنی سراج کے قتل سے جو فریق غالب کو کامیابی ہوئی تھی یا الحمرا کے ہاتھ سے
نکل جانے سے جو فریق مغلوب کو ناکامی ہوئی تھی۔ اگر وہ اُتنی ہی پر اکتفا کرتے اور آئندہ کیلئے
ساکت رہتے تب بھی کچھ ہرج نہ تھا۔ مگر افسوس اُنہوں نے جہاں تک ہو سکا نئے نئے قصّے
قضیئے کھڑے کئے اور زیادہ فتوح حاصل کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔ "کارپردازانِ قدر
جب کسی سلطنت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اول سلطانِ وقت کی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں"۔ نہ
اُس میں عاقبت اندیشی کا مادہ باقی رہتا ہے اور نہ دشمن کو پہچاننے کی تمیز۔ اُس کی سوءِ تدبیری اور
کورعقلی نہ موجودہ کی اصلاح کر سکتی ہے اور نہ آئندہ کی رخنہ بندی۔ طمع اور نفسانیت اگر حد سے
نہ بڑھیں تو صفاتِ انسانی ہیں ورنہ شیطانی۔ لیکن جو بھی قوم و قبیلہ۔ ملک و رعیت بلکہ دنیا بھر کا
فائدہ۔ اگر اُس کی کوئی ذاتی غرض وابستہ نہیں۔ تو اُس کی چشمِ تنگ میں پرِ پشہ کے برابر
بھی وقعت نہیں رکھتا ؛

فرمانروایانِ غرناطہ کی ٹھیک یہی حالت تھی۔ گویا اُن پر ایک ایسی جنون خیز وبا نے
ایک سرے سے حملہ کیا تھا جس میں انسان اپنے آپ کو آپ ہلاک کر ڈالتا ہے۔ الزاجل نے
فرصت کو غنیمت جاننا بالکل [illegible] ایسے نازک وقت میں جبکہ مسیحیوں کو [illegible]
[illegible] ایک ایک [illegible]
ہو کر اپنی مجموعی طاقت [illegible] دونوں فریق قوتِ دشمن کے
مقابلہ پر [illegible] کو استعمال میں
لے آتے [illegible] غرناطہ [illegible] دوسرے [illegible]

Marfat.com

تھے۔ اپنے اپنے ساختہ پرداختہ بادشاہوں کے باہمی حسد وعداوت کو بڑھاتے بھڑکاتے رہتے
تھے۔ جدت پسند، متلون المزاج۔ انقلاب کے شائق۔ عام اس سے کہ نتیجہ پسندیدگی ہو کہ بربادی۔
بادشاہوں کے عزل و نصب کو بہترین مشغلات زندگی سمجھتے۔ جب تک کوئی بادشاہ ہر چھوٹی بڑی
ہر جنگ میں فتحمند رہتا اور سرزمین نصاریٰ سے بیش بہا غنائم لاتا تب تک وہ اُس کے ظل حمایت کو
ظل اللہ سمجھتے۔ اور اگر اتفاقیہ کہیں اُس کو ناکامی ہو گئی اور وہ نامراد واپس آیا۔ بس پھر تو
اُس کے لئے شہر پناہ بھی نہ کھلتی۔ دروازے کے دروازے بند۔ اور اندر دوسرے بادشاہ کے
سلام کی تیاریاں۔ خوشی کے نعرے اور دعائیہ نغمے۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ دوسرا بادشاہ
ابو عبداللہ ہے۔ الزغل ہے یا اور کوئی خوش نصیب۔ مگر شرط یہ ہے کہ حالِ شکست کے بعد جدت پسند
دل میں مسرت گھر کئے ہو۔

اب سنئے کہ ابو عبداللہ تو ادھر اس دھن میں تھا کہ جس طرح ہو سکے اپنے دلاور چچا الزغل
کی اولوالعزمیوں کو مسدود کرے۔ ادھر مسیحی اپنے کام میں برابر مصروف تھے اور اس تباہی
کے قریب پہنچی ہوئی سلطنت کے بچے کھچے علاقہ کو روز بروز محدود کئے چلے جاتے تھے تا آنکہ
نہ لیا تو کل۔ کل وہ تو پرسوں یہ۔

جناب فرڈیننڈ نے اپنے ایک نئے توپخانہ کی مدد سے جو لومبرڈ کہلاتا تھا
الورا اور دیگر قلعہ جات پر قبضہ کیا۔ لگے ہاتھوں کارٹما۔ قزلمہ۔ رونڈا ۔۔۔ نے بھی
بھی خوب بدلہ لیا۔ اور کالا سٹرلوا کے مجاہدین نے ان کی کمینگاہ سے نکل کر ہر طرف سے ۔۔۔
بے انتہا کشت و خون کیا۔ تاہم مسیحیوں کی روز افزوں ترقی سے ۔۔۔ ۱۴۸۷ء میں
ایک انگریزی تیرانداز کے دستہ نے اپنے سپہ سالار ارل اور لارڈ سکیلز کے ۔۔۔
لوکا کو فتح کیا۔ الورا اور موکلن بھی اسی طرح فتح ہوئے اور جب اس کی خبر غرناطہ میں پہنچی تو
۔۔۔ بادشاہ اور حواس باختہ ہو کر پکار اٹھے کہ "افسوس! غرناطہ کی دامن سے چھوٹ گئی"
اس پر مسیحیوں نے طنزاً یہ حاشیہ چڑھایا کہ "نہیں لکہ غرناطہ کے مسیحیوں کے بادشاہ نے مسلمانوں کے
کی دامن بازو کاٹ لی۔" خلاصہ یہ کہ مالقہ ۔۔۔ مغرب ۔۔۔ شہر ۔۔۔ دکل ۔۔۔
اور اس کی ہمسایہ رفیقہ (المریا) دبا بیٹھے۔ اور اندلس کا وہ عظیم الشان ۔۔۔ جس کا مبارک سایہ
کبھی تمام جزیرہ نما پر پھیلا ہوا تھا۔ حادثہ پسند زمانہ کی خزاں خیز ہوا سے برہنہ شاخ ہو جاتا تھا
الزغل کہ جب مسیحیوں کے مقابلہ سے فی الجملہ ناکام واپس ہوا تو غرناطہ پہنچ کر خود بخود نامقبول ہو گیا۔

Marfat.com

کیونکہ اہل شہر ناکام بادشاہ کی حکومت پسند نہیں کرتے تھے۔ اس واسطے انہوں نے ابو عبداللہ کو المریہ سے بلا کر بادشاہ بنا لیا۔ اس نے جب یہاں آکر دیکھا کہ چچا کا مخالف ہو کر غرناطہ میں قدم جمانا آسان نہیں تو مسیحیوں سے کچھ فوج اور اعانت مانگ کر اس سے چچا کا مقابلہ شروع کیا۔ اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ شاہ فرڈیننڈ نے [illegible] کا محاصرہ شروع کر دیا ہے۔ غرناطہ کے تمام مسلمان اس خبر سے سخت خفا ہوئے۔ کیونکہ [illegible] کی کنجی تھا اور ان کا تمام سلطنت میں غرناطہ سے دوم درجہ پر تھا۔ اس کا موزون اور محفوظ موقع [illegible] اور [illegible] [illegible] انگورستان [illegible] اور ان سب سے بڑھ کر اس کی شہرت [illegible]

[illegible]

الذابل کو جو نہ بادشاہ کا خط ملا [illegible] اور [illegible]
دل شکستہ باقیماندہ فوج کے ساتھ قلعہ پناہ کی [illegible]
کہ ادھر سے بلند مینار پر ابو عبید [illegible] سمجھ لیا کہ [illegible]
جو ناکامی کو جرم عمد سمجھ کر معاف نہیں کیا کرتا [illegible] اپنے [illegible]
دینا نہیں چاہتا۔ فوراً دروازہ سے پھرا اور [illegible] قائم کر لی۔

ادھر صلیبیوں نے قلعہ [illegible] کو گھیر کر [illegible] محاصرہ شروع کر دیا جس کی [illegible]
دیگر سامان حفاظت ہی بہت بڑی سد راہ تھے۔ [illegible] ہر طرف اونچے اونچے [illegible] پہاڑوں کا [illegible]
اندر عالیشان اور نہایت پائدار فصیلوں کی حفاظت [illegible] جنگی [illegible]
چڑھی اس جبل [illegible] کی کشیدہ قامت اور سنگین چوٹیوں کی آڑ [illegible] تمام طرف سے [illegible]
ہو کر محاصرین پر جو ایک کھلے میدان میں پڑے تھے [illegible] برسا سکتے تھے۔
مزید برآں فوجی حفاظت کا اہتمام [illegible] شیر دل [illegible] سپرد تھا یعنی [illegible]
کا [illegible] صلیبیوں سے [illegible] سخت [illegible] کہ انہوں نے [illegible]
چھین لیا تھا۔ اس نے تمام باشندوں اور نیز [illegible] کے [illegible]
سے اس کے ساتھ آیا تھا ایک جوش پیدا کر کے سب کو [illegible] مارنے پر آمادہ کر دیا [illegible]
[illegible] دوست [illegible] کوئی [illegible] باقی نہ رہا تھا [illegible]
ساتھ تھے۔ وہ اپنی ہمت و جسارت سے [illegible] حفاظت کرتا رہا۔ اور جب [illegible]
[illegible] اس کو رشوت سے قابو میں لانا چاہا تو [illegible]
میں جواب دے کر واپس کر دیا۔ اور جب دوبارہ [illegible]
بائے۔ اور اگرچہ صلاح [illegible] شہر [illegible]
[illegible] اپنے بادشاہ سے [illegible] کہ یہ شہر [illegible]
خالی رکھنے کے لئے۔ [illegible] نے آخر کار مجبور ہو کر [illegible] اور [illegible]
بنایا۔ شاہی توپخانے نے جو [illegible]
اس قدر سخت گولہ باری کی کہ تمام قلعہ [illegible] میں اور آگ کے شعلوں [illegible]
ہر طرف دمدمے بنائے [illegible] اور دن رات آگ برستی تھی۔ اسی اثنا میں صلیبیوں نے ایک مرتبہ
اس بات کی کوشش بھی کی کہ [illegible] سیڑھیاں لگا کر [illegible] بھی مگر

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۱۸۲

Marfat.com

Marfat.com

تیروں اگرچہ [illegible] سال [illegible] قائم رہے اور جلد [illegible]
والی چیزوں کا اس قدر [illegible] بڑے بڑے پتھر اور چٹانوں کے ٹکڑے اس کثرت
سے [illegible] تیروں کی اتنی بوچھاڑ کی کہ حملہ کرنے
والی جماعت کو [illegible] کے بعد پیچھے ہٹنا پڑا۔ جب اس طرح بھی کامیابی نہ ہوئی
تو [illegible] بعض فصیل و برج بارود سے [illegible] (آئین کی
[illegible] بارود سے [illegible] لیا گیا مگر [illegible] اسی طرح ثابت [illegible] بالکل
[illegible] اور جنگ آزما فوجیں شہر پناہ پر چھائی ہوئی تھیں۔ بلکہ [illegible]
[illegible] شجاعت [illegible] مشہور [illegible] دلاوری کے انبار
[illegible] اپنی [illegible] لائیں۔
[illegible] ایک تازہ جوش [illegible] کر کے
[illegible] اور [illegible] والوں کو
[illegible] سے بنایا گیا
[illegible] نہیں کیا [illegible] اور [illegible] حصار

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

بچ سکتے تھے لیکن تیرِ قضا سے کون بچا سکتا - یعنی آفت (شرنگ) اگر آل جاتی تو ضرور کوئی بلا ئے آسمانی نازل ہوتی - کیونکہ زوال کا فتوےٰ لکھا جا چکا تھا - چنانچہ ایسا ہی ہوا " ✤ (مترجم)

جب محاصرین کی دشمنی کارگر نہ ہوئی - تو قحط نے خبر لی - اہل شہر فاقوں کی شدت سے الزجری کی بہادرانہ صلاحوں کو چھوڑ کر پیشہ وروں کی نیک صلاحیں ماننے لگے - بیرونی مدد کی توقع تو کیا ہوتی وہم و گمان بھی نہ تھا - اندلس نے البتہ پھر ایک مرتبہ محصورین کو بچانے کی کوشش کی - اور اپنی ٹوٹی پھوٹی جمعیت ادھر ادھر سے مرتب کر کے گادکس سے چلا - مگر افسوس "بدنصیب" بھتیجا اپنے لئے تو تھا ہی چچا کے لئے بھی اسم با مسمےٰ ہوا - ابو عبد اللہ نے یہ خبر سنکر حسب عادت جنون نفاق کے انداز دکھائے - اور جوش وحشت میں افواج غرناطہ کو حکم دیا - انہوں نے آگے بڑھ کر اس بہادر و ہمدرد قوم کو جو خدمت کے لئے مانگا یا تھا - راستہ ہی میں جا لیا اور سب کو مار کر بھگا دیا -

ادھر الزجری کا طرف سے مایوس ہو کر پھر ایک آخری حملہ کیا - مگر سخت کشت و خون کے بعد اس کو بھی ناکام رہنا پڑا - شہر میں وبا سے خطرہ روز بروز ترقی پر تھی - لوگ فاقوں کی شدت سے بیمار ہو [illegible] - بھوک سے تڑپتی ہوئی شیر خوار بچوں کو الزجری کے گھوڑے کے قدموں پر ڈال [illegible] کر فریادیں کرتی تھیں کہ یہ بچے ہمارا سینہ دیکھتے آرزو کا نشان نہیں - کیسے ان بے زبانوں کی تڑپ لوٹ نہیں دیکھی جاتی - آخر کار شہر پناہ کھول دیا گیا الزجری اپنے بہادر دستہ [illegible] مجتمع ہو کر بدستور مقابلہ کرتا رہا - مگر کب تک اپنے ہی سپاہیوں سے مجبور ہو کر آخر اس نے بھی دروازہ کھول دیا - شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابلا نے اس اولوالعزم اور بہادر شخص کی بہت ہی قدر کی اور اس کو ایسا قید کیا کہ جینے جی رہائی ممکن نہ ہوئی [illegible] [illegible] کیا انجام ہوا ✤

[illegible] اسلامی سلطنت ختم ہو گئی جب دروازہ کھلا تو فاقہ زدہ محصورین - بدحواس [illegible] [illegible] اور لڑکھڑا کر ایک دوسرے سے بڑھ جانے پر مصروف ہو گئے [illegible] ہر چند کہ فاقہ کی شدت اور موسم کی سختی سے اہل شہر ماندہ و شکستہ حال تھے مگر ان کی [illegible] [illegible] سے ادھر ادھر [illegible] اُن کو اس دلیری کے بدلے اونچی [illegible] [illegible] باقی کل باشندگان شہر کی بابت حکم ہوا - کہ [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اس وقت [illegible]

[illegible] [illegible] قبول کریں - چنانچہ [illegible]

Marfat.com

خانہ تلاشی کے بعد سب کو شہر سے نکال باہر کیا۔ صبحِ رخصت صبحِ قیامت کا نمونہ تھی۔ ایک بڑی جماعت ضعیف العمر۔ ناتواں اور پیری سے ناتوان مردوں۔ بےکس و بےپناہ عورتوں۔ نوجوان پردہ نشین لڑکیوں کے جن میں اکثر بڑے امیر و شریف خاندانوں سے تھیں۔ لٹے ہوئے قافلہ کی طرح اسباب سے گرانبار۔ شکستہ حال۔ بیخانماں برباد۔ جلاوطن۔ شہر کے کوچہ و بازار سے گذرتی اور القصبہ کی طرف جاتی دکھائی دی۔ اس عظیم الشان شہر اور رفیع المنزل مکانوں سے جن میں اُن کو پھر کبھی قدم رکھنا نصیب ہوگا وہ اس طرح کرب و بےقرار سے رخصت ہوتے تھے جس طرح روح جسم سے۔ کفِ افسوس ملتے۔ اور آسمان کی طرف مُنہ کر کے نوحہ کرتے جاتے تھے "الوداع! الوداع اے پیارے مالقا! اے رشکِ فردوس ارم شہر! تیری مشہورِ زمانہ شان و عظمت! تیرے سنگین قلعوں کی وہ مضبوط ہونیوالی حفاظت آج کہاں ہے؟ تیرے سربفلک کشیدہ مینار آج کس خاک میں مل گئے؟ تیری لوہا لاٹ دیواریں تیرے ناز پروردہ فرزندوں کو اب اپنے دامنِ شفقت میں کیوں نہیں چھپاتیں؟ افسوس آج جلاوطن ہو کر وہ تجھ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتے ہیں۔ ناکام غریب الوطن بیکس بن کر آپس میں ایک دوسرے کا ماتم کریں۔ افسوس! اُن کی جانسوز مصیبت پر کوئی دلسوزی کرنے والا نہ ہوگا۔ اُن کی آہ و زاری پر تپِ درد سے ناواقف اجنبی لوگ حقارت سے ہنسینگے۔ غرض کہ اس دلخراش حالت میں تمام سامان۔ مالقا سے نکال کر سیویل میں آباد کئے گئے۔ بعد ختم میعاد معینہ جب بقیہ خونبہا طلب کیا گیا۔ اور وہ بجز نقد جان کچھ نہ پیش کر سکے۔ تو بموجب شرط عہدنامہ پندرہ ہزار کس ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسلٍ غلام قرار دیے گئے۔ اور اس طرح فرڈیننڈ کی نئی لمانہ حکمت عملی سخت تشدد اور وحشیانہ جبر پر ختم ہوئی۔

ابھی ارضِ اندلس حرم کے تمام مغربی حصہ پر دولت قابض تھے مشہور قلعہ جات آلمیریا، باذی۔ روندا۔ اور مالقا پر بھی مسیحی نشان کے پھریرے اُڑتے تھے۔ صرف ایک غرناطہ ہی باقی تھا جس پر ابو عبداللہ چند روزہ حکومت میں مشغول ہوا تھا۔ سو اُس کی حالت تھی کہ مالقا کی فتح کے بعد اس نے اپنے حامی فرڈیننڈ اور ملکہ آزابلا کو تہنیت دینے سے بھی دریغ نہیں حصہ میں البتہ شیر دل الزاغل ہنوز اُسی دلیری سے مقابلہ پر جما ہوا تھا۔ اور سارا مایوس و دلشکستہ جمعیت میں جس قدر دو چار قوم پرست زمانہ کی سے بچی ہوئی تھیں۔ اُن کو جھنڈے تلے اکٹھا کر کے جیسن سے المیریا تک آزادانہ خود مختار حکومت کر رہا تھا۔

لے اندلس کا مشہور بندرگاہ جو ساحلِ بحیرۂ روم پر واقع ہے۔

... مشہور شہر شلکا، ملکس اور باز اجمی اسی کے قبضہ میں تھے۔ اور ان سب سے بڑھ کر کوہستان البشرات اور اس کے وہ سنگین قلعے اور سنگلاخ مقامات جن میں جفاکش پہاڑی قوموں کے ہزاروں ایسے نوجوان طفولیت ہی سے شجاعت کی تعلیم پاتے تھے۔ اس کے سرسبز شاداب وادی چمن پر خوبصورت چنار ہر طرف سے اٹھ کر شامیانے تانے ہوئے تھیں جن کے سرد اور پاکیزہ پانی کے چشمے جو کوہستان سیرانویڈا کی بلند برفیلی چوٹیوں کی بدولت ہمیشہ سیراب رہتے تھے جن میں بکریاں اور ہر قسم کے خوشبودار بوٹیوں کے بیشمار گلے۔ لیموں۔ نارنگی۔ ترنج۔ شہتوت۔ انار۔ انگور وغیرہ کے درختوں نے اسے بہشت نما کوہستان کیا تھا۔ ایک پورے صوبہ کا نعمت خانہ تھا۔

[illegible] ۱۴۸۷ء میں فرڈی ننڈ مسلمانوں کے اس علاقہ کی طرف متوجہ ہوا اور تمام فوجیں دریا[illegible] میں اکٹھا کر کے اور ان کو ہر طرح مسلح تیار کر کے مغرب کی طرف سے بڑھا اور اول باز اپر حملہ کیا۔ لیکن اس کی ترقی مسدود ہو گئی کیونکہ الزاجل نے جو ابھی اپنے پرانے ہتھکنڈے بھولا نہ تھا عیسائیوں کو نیزہ و شمشیر نصیب کیا۔ فرڈی ننڈ نے پسپا کرتے ہی بالا بالا ان کے علاقہ جات میں غارت گری شروع کر دی یہ سال تو یوں ہی گذرا۔ اگلے سال فرڈی ننڈ نے پھر تازہ دم ہو کر باز اپر از سر نو حملہ کیا۔ مگر اس مرتبہ فوج کو فضول باتوں میں ضائع کرنے کے بجائے اس نے تمام گرد و نواح کا علاقہ تاخت و تاراج کر کے شہر میں رسد پہنچنے کے ذرائع بالکل مسدود کر دی کہ جن کا نتیجہ خواہی نخواہی قحط اور فاقہ کشی تھا۔ خلاصہ یہ کہ اگرچہ محاصرہ میں پورے چھ مہینے صرف ہوئے اور کئی ہزار جانیں میدان جنگ۔ خونی مقابلوں اور بیماری وغیرہ میں ضائع ہوئیں لیکن انجام کار دسمبر ۱۴۸۹ء میں شہر فتح ہو گیا۔ چونکہ باز ایک مضبوط مستحکم قلعہ تھا۔ اس لئے اس کے ہاتھ سے نکل جانے سے الزاجل کی قوت کو سخت نقصان پہنچا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ وہ قلعے جو البشرات کے تمام اندرونی محفوظ اور مستحکم مقامات کی کنجی تھے۔ رشوت یا حکمت عملی سے سب فتح ہو گئے۔ الزاجل ایک دانشمند اور معقول شخص تھا۔ یہ رنگ دیکھ کر سمجھا کہ زمانہ کا وقت قریب ہے ٹل نہیں سکتا۔ چار ناچار اطاعت قبول کی اور شہر المیریا خود بخود عیسائیوں کے سپرد کر دیا لیکن بزدلی سے ہرگز نہیں۔ بلکہ مشیت ایزدی سے مجبور ہو کر۔ فرڈی ننڈ نے الزاجل کے ساتھ اتنا سلوک کیا کہ اس کو شاہ اندرکس کا خطاب دے کر کوہستان البشرات کا ایک چھوٹا سا حصہ اس کی حکومت کے لئے نامزد کر دیا لیکن الزاجل کب گوارا کر سکتا تھا کہ جس ملک میں اس کی عزت اور دولت برباد ہو جائے۔ اسی ملک میں وہ دست نگری کی شرمناک زندگی بسر کرے۔ کچھ عرصہ بعد اپنی ریاست فروخت کر کے افریقہ چلا گیا۔ یہاں سلطان فیض[illegible] نے سخت وحشیانہ

۱ [illegible] مشہور نخلستان۔

Marfat.com

برتاؤ کیا اور اُس کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اُس کی باقی زندگی اس قدر مصیبت اور تنگدستی۔ اس قدر ذلت و
خواری میں گذری کہ اُس کو بیان کرتے ہوئے پایۂ قلم میں آبلے پڑتے ہیں۔ جو لوگ اُس کو اس حالت
کس مپرسی اور لباس دریوزہ گری میں دیکھ کر پہچانتا تھا وہ حیرت سے اُس کی مُنہ تکتا رہ جاتا تھا۔ اُس
کی کہنہ اور دریدہ عبا پر عربی میں لکھا تھا "میں ہوں اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو"
رقیق القلب اور خدا ترس لوگ اُس کو پڑھ کر کلیجہ تھام لیتے تھے ٭

اب مسلمانوں کے پاس صرف غرناطہ باقی تھا۔ ابوعبداللہ اپنے دیرینہ حریف چچا کی معزولی
کی خبر سُنکر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اور قاصد کی طرف متوجہ ہو کر بولا "اب کوئی شخص مجھ کو بدنصیب کیسے
اب میری قسمت نے پلٹا کھا لیا" مگر قاصد نے جواب دیا کہ "ہوا ہمیشہ ایک رُخ نہیں چلتی آج اگر آپ کی
طرف سے تو کل ضرور اس طرف ہوگی۔ بہتر ہے کہ جہاں پناہ اِن خوشیوں کو کسی بہتر اور زیادہ موزوں
حالت کے لیئے اُٹھا رکھیں" قاصد نے پتہ کی بات کہی یا کیا؟ اس سے بحث نہ تھی۔ وہ تو چچا
کو دست و پا بریدہ دیکھ کر امید موہوم پر تکیہ کیئے ہوئے تھا اور نہ وہ اپنی حالت پر غور کرتا
نہ تھا۔ کہ لوگ عموماً اُس کو کفار کا خیر خواہ۔ قوم و ملک کا دشمن اور مردود و نامسعود سمجھ کر سرِ بازار ذہن اور
ملامت کرتے تھے۔ شاید وہ اپنے ذہن میں یہ سمجھتا تھا کہ جب شاہ فرڈی نینڈ اور ملکہ ازابلا
پُشت پر ہیں تو پھر کس بات کی فکر ہے۔ وہ خود حامی کار رہینگے۔ اور یہ بھولا ہوا تھا کہ جنون حسد کی جوش
میں جب اُس نے مسیحی بادشاہ کو الاذجیل کا علاقہ فتح کر لینے پر آمادہ کیا تھا۔ تو کوئی تحفظ عہد نامہ کی
ایک شرط یہ بھی قرار دی تھی کہ اگر اس تمام علاقہ پر نیز قلعہ بات گاڈسک اور آلمیریا پر مسیحی قابض
و متصرف ہو جاوینگے۔ تو ابو عبداللہ وعدہ سے غرناطہ خود بخود سپرد کر دیگا۔ چنانچہ الاذجیل سے
فارغ ہوتے ہی فرڈی نینڈ نے اپنے کوتاہ اندیش مجاہد کو خواب خرگوش سے جگایا۔ اور بطور
یاد دہانی لکھ بھیجا کہ ہم اپنی شرط معاہدہ پوری کر چکے اب آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے اور غرناطہ کو جلد
خالی کیجئے۔ ابو عبداللہ نے چند دن تو لیت و لعل کیا۔ مگر بیفائدہ۔ فرڈی نینڈ نے صاف کہلا
بھیجا کہ ایفاء وعدہ کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ شہر خالی کیجئے ورنہ وہی سلوک کیا جاویگا
جو مالگا سے کیا جا چکا ہے۔ اب تو ابو عبداللہ کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور حیران و پریشان
ہُوا کہ اب کیا جواب دے۔ لیکن اہل شہر نے ایک دلیر شمیل نامی شخص کو سردار بنا کر معاملہ
ہاتھ میں لیا اور جواب لکھ بھیجا کہ "اگر آپ ہم سے ہتھیار لینا چاہتے ہیں تو خود آئیے اور لیجئے"!
اس وقت میدان ویگا بالکل پامال تھا۔ ہر طرف کھیتیاں ہری بھری اور باغات سرسبز و شاداب

Marfat.com

سے لڑے کو تڑے تھے الزاجل اور ابو عبداللہ کی باہم زور آزمائیوں سے جو سال گذشتہ میں اسکو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اسسال اُس کی تلافی ہی ہوئی تھی۔ اور ایک نہایت اعلے درجہ کی فصل خوشہ چینوں کی انتظاری کر رہے تھے جو غرناطہ کی طرف سے یہ دلیرانہ جواب پہنچا۔ فرڈی ننڈ ایسے عمدہ موقع پر چپ بیٹھنے والا نہ تھا۔ اپنی معمولی عیاریاں سنبھال کر فوراً ویگا کی طرف متوجہ ہُوا۔ پچیس ہزار سپاہیوں کی جری فوج نے موروں کی طرح تمام میدان میں پھیلکر متواتر چالیس دن تک اُس کو تاخت و تاراج کیا۔ اور جب خُوب اچھی طرح لوٹ گھسوٹ کر چٹیل میدان بنا چکے تب واپس قرطبہ ہو گئے ۱۴۹۰ء کی ایک فصل کے لئے تو یہ قحط کا انتظام کافی تھا۔ مگر اسی سال میں ایک دفعہ اور اسی قسم کی غارت کرنا باقی تھی ✦

اس ہر رعیت کی مردانہ ہمت سے بادشاہ کی کمر ہمت بندھی۔ قاعدہ ہے کہ حد درجہ کی مایوسی انسان میں ہر درجہ کی دلیری پیدا کر دیا کرتی ہے۔ شیردل موسیٰ کے اکسانے سے ابو عبداللہ نے جنگ کی تیاری کی۔ اور اس کمی اور کمزوری پر شمشیر بکف دشمنوں کے علاقہ کی طرف بڑھا۔ گرد و نواح کے تمام مسلمان کیا اُنہوں نے کیا اعلے ہر چند کہ مسیحیوں کو خط غلامی یا اطاعت لکھ چکے تھے۔ مگر شاہ غرناطہ کو سلاح جنگ سے بدن کئے ہوئے دیکھ کر اُن کے دل بڑھے۔ اور تمام عہد و پیمان بالائے طاق رکھ کر۔ اِدھر اُدھر سے اِس آخری جہاد میں شریک ہو گئے اور مسیحیوں سے چند قلعے فتح کر کے ویگا کے قصاص میں تمام مسیحی علاقہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اس وقت کا جوش و خروش اور اتفاق و یکجہتی دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ گویا غرناطہ پر ایک مرتبہ پھر عالم شباب آنیوالا ہے لیکن افسوس یہ صرف ایک سنبھالا تھا جس طرح غروب کے قریب پہنچا ہُوا آفتاب فطرت کے پردہ رنگ چھوڑ پر ایک آخری تیز جھلک ڈال کر دفعتاً اُفق کی تاریکی میں چھپ جایا کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لب بام آفتاب اقبال کا یہ آخری پرتو تھا ۱۴۹۱ء میں شاہ فرڈی ننڈ اور ملکہ ازابیلا کے لئے سالانہ دورہ پر اُٹھے۔ اور عہد کیا کہ غرناطہ کا فتح او قبضہ حاصل کئے بدون ہرگز واپس ہونگے چالیس ہزار پیادے اور بیس ہزار سوار کا ایک جرار لشکر اور بڑے بڑے صف شکن جرنیل ان کے جلو میں تھے مثلاً دالئے لیون۔ والئے سینٹ یاگو۔ والئے کیڈز۔ نواب ٹنڈلا۔ نوابکبرا حاکم ولینا۔ اور مشہور شیر حیدران مالگا یعنی ڈون النزو والئے آگیلر۔ اِدھر الحمرا میں جس کے بلند میناروں سے غنیم کی فوج غبار میں ملتبس صاف دکھلائی دیتی تھی۔ ابو عبداللہ نے مشیران کونسل کو جمع کیا۔ بعض نے اس بات پر زور دیا کہ مقابلہ کرنا فضول اور لاحاصل ہے۔ مگر موسیٰ

Marfat.com

شبخون کے لئے نکلا۔ اور شہر کے چور دروازہ سے سنتری کو گرفتار کر کے اور اندر داخل ہو کر بخط مستقیم بازار سے گذرتا جامع مسجد پر پہنچا۔ اور اس کو عفت مآب مریم مقدس کے نام پر وقف کر کے اور ایک پتھر پر لفظ مریم مقدس کندہ کر کے بطور نشانی اس کے دروازہ پر جڑ دیا۔ اور اتنے اہل شہر بیدار ہو کر سپاہیوں کو جمع کرتے رہتے۔ وا نٹے پلگر گھوڑے کو مہمیز کر حیرت زدہ باشندوں کے ہجوم کو کاٹتا راستہ کرتا۔ انافاناً شہر پناہ پر پہنچا۔ اور یہاں بزور شمشیر نکلکر کیمپ میں جا داخل ہوا۔ فتح غرناطہ کے بعد جب مسیحیوں نے اس پر قبضہ کر کے جامع مسجد کو گرجا بنایا تو اس شبخون کے ہیرو کو ہمیشہ یہ حق حاصل رہا کہ عبادت کے وقت گھسنے والوں کے طائفہ کے ساتھ صدر مقام پر بیٹھے۔ لیکن اس قسم کے دلیرانہ شبخون سے مسیحی صرف کو کیا تقویت پہنچ سکتی تھی۔ نہ وہ چند چھوٹے چھوٹے جواب و سوال جو اس وقت تک ہو چکے تھے کچھ کار براری کر سکتے۔ آخر فرڈی ننڈ نے اپنے پرانے داؤ پیچ شروع کئے۔ اور کیمپ سے جو اتفاقیہ جلکر خاکستر ہو گیا تھا۔ ایک دن بے خبر نکلکر ویگا کے بے بہا مال و دولت پر اچانک آن پڑا۔ اس خوان نعمت کو بچانے کے لئے مسلمان ایک مرتبہ اور شہر سے نکلے جس کے بعد پھر کبھی ان کو نکلنا نصیب نہیں ہوا۔ ابو عبداللہ اور شیر دل موسے نے اپنے رسالوں سمیت خوب داد مردانگی دی اور جان توڑ کے لڑے۔ مگر پیادہ فوج کچھ ایسی جری اور بہادر نہ تھی۔ مسیحیوں نے ان کی بے طرح خبر لی اور دروازہ تک پیچھا کیا۔ موسے نے اس غم و غصہ میں واپس ہو کر عہد کیا کہ ایسی کمزور فوج کو پشت پر لے کر آئندہ کبھی کھلے میدان میں تیغ و سپر ہو گا۔ فی الحقیقت مسلمانوں کی یہ آخری جنبش تھی۔ دس برس کامل وہ چپہ چپہ زمین کے قبضہ کے لئے حملہ آوروں سے مردانہ وار تیغ و سپر رہے۔ جس جگہ ایک دفعہ قدم جما لیتے تھے۔ پھر متزلزل نہ ہوتے تھے مگر افسوس اب ان کے پاس بجز غرناطہ کے کچھ باقی نہ تھا۔ اس کی چہار دیواری جب ہر طرف سے بند۔ تمام بیرونی دنیا سے تعلق قطع اور امید دستگیری منقطع کئے خود سر سے پرے ہوئے تھے۔ فرڈی ننڈ نے سمجھا کہ ایسی حالت میں قحط کے زور سے دروازہ کھلوانا زیادہ مناسب ہے۔ یہ دھن باندھ کر اس کے پیشرو خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے طلیطلہ کے محاصرہ میں جو تدبیر کی تھی وہی اس نے اختیار کی یعنی سفید شہر کے اندر اندر شہر غرناطہ کے محاذ میں ایک چھوٹا سا قصبہ آباد کر لیا اور اپنے مذہب کی عزت بڑھانے کو اس کا نام "سانتافی" رکھا جو اپنے بسانے والے کے استقلال و اولوالعزمی کی یادگار رہا ابھی تک اسی طرح موجود ہے۔ یہاں بیٹھ کر فرڈی ننڈ غرناطہ کے دم واپسیں کا انتظار کرنے لگا۔ فی الحقیقت قحط نے اس موقع پر وہ کام کیا کہ لاکھ بہادری ہوتی تو نہ کر سکتی۔ اہل شہر سد رمق

Marfat.com

کی صورت سے ظہور ہو کر ابو عبداللہ سے منشاء [illegible] کی کہ [illegible] شہر کے ساتھ شرائط صلح
طے کرنے پر اصرار کرنے لگے۔ آخرکار مجبوراً بادشاہ کو ماننا پڑا۔ لیکن شہر والوں میں سے ایک شخص
میں شہر کا یہ سپاہ پسند نہیں کیا۔ اس کی رگوں میں ہاشمی خون جوش مار رہا تھا۔ اس کا دل اپنے مجبور
سلطنت کی یاد سے لبریز تھا۔ غم و غصہ کبھی اتنا نہیں ستاتے [illegible] غیب دان کو کہے اور
اپنے وفادار گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر نکل گیا اور پھر کبھی اس کا پتہ نشان نہیں ملا۔ کہتے
ہیں کہ راستے میں دشمنوں کی ایک جماعت سے اس کی مٹھ بھیڑ ہوئی جس میں [illegible]
جوان تھے۔ موسیٰ تو خود سر کو کفن باندھ کر شہر سے نکلا تھا اور دشمنوں کی جان لینے کو بے چین ہو رہا تھا۔
اس کی آرزو تھی کہ زیادہ سے زیادہ دشمن خاک و خون میں غلطاں کرے اپنی آنکھوں سے [illegible]
میں تھا کہ غرق کی۔ اس جماعت کو دیکھ کر خوشی سے آگے بڑھا۔ انھوں نے پیام مبارزت دیا۔ اس
نے بدل و جان قبول کر کے سب پر ایک ساتھ وار کیا۔ اکثر کو تہ تیغ کیا۔ باقی زخمی ہو گئے۔ آخر خود زخموں
سے چور ہو کر گھوڑے کی زین سے فرش زمین پر آ گرا۔ [illegible] دشمنوں کے ساتھ [illegible]
کیا۔ ان میں سے کچھوں نے اس کے ساتھ بھی کرنا چاہا مگر موسیٰ نے نہایت نفرت سے منہ پھیر کر [illegible]
کہ میری آرزو ہے کہ میری لاش بھی دشمنوں کے زیر احسان نہ ہو۔ بلکہ اس نے [illegible]
اور دشمنوں کے [illegible] سوال کرتا رہا۔ یہاں تک کہ [illegible] جواب دے دیا
اور [illegible] ہوئے جوش اور آخری جنبش سے کوشش کر کے اپنے آپ کو [illegible]
[illegible] گیا [illegible] سے گرا [illegible] اس کے کہ جینے کے لئے ایک آخری [illegible]
[illegible] حاذر من الموت کا الزام لے۔ گرتے ہی غرق آب فنا ہو گیا۔

[illegible] ابو عبداللہ کا [illegible] ۲ ربیع الاول [illegible] کو [illegible] پر قابض ہونے کے
[illegible] ہوئے اور یہ شرط ٹھہری کہ ایک مدت معینہ کے لئے امن [illegible] رہے۔ اگر اس عرصہ میں کوئی
[illegible] مدد کو [illegible] آ جائے [illegible] اور شہر [illegible] کر دیا جائیگا۔ [illegible]
نے سلطان ترکی [illegible]
[illegible] کیا [illegible]

[illegible] بھی [illegible] جاتی ہیں [illegible]

مہلت کے ایام [illegible] آخر [illegible] ابو عبداللہ نے [illegible] فرڈیننڈ کو [illegible]
[illegible] اور [illegible]
اور [illegible] تم نے کبھی [illegible] ہوگا [illegible] کے [illegible] سلطانی [illegible]

Marfat.com

مکمل کر دکھاؤ ... کہ میدان ویگا میں صرف ... باقی تھیں۔ ... ابھی ...

ایک طرف لوگ مجبور تھے زمانہ کی نیرنگیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ سب سے پہلے فوج کا ...

الحمرا میں داخل ہوا اور اُدھر ٹور ... (مینار کمیرس) ... سے جو ...

ہوا میں بلند ہوئی ... اور اس کے ساتھ ہی سینٹ جیمس کا پرچم لہراتا نظر آیا ...

فوج نے جو میدان میں ... پرے باندھے کھڑی تھی سینٹ یاگو! سینٹ یاگو! کے

نعرے بلند ہوئے سب سے اخیر کیسٹائل اور اراگون کا متحدہ جھنڈا مینار پر نصب کیا گیا۔ شاہ

فرڈیننڈ اور ملکہ ازابیلا تمام فوجوں سمیت سربسجود ہوئے اور اس بڑی اور آخری فتح

پر خدا کا شکر بجا لائے۔ شاہی بینڈ نے مذہبی گیت گائے۔ ادھر جبل الشہداء کے دامن میں چند

جان نثار رفیقوں کو دائیں بائیں لئے خانہ برباد اور بدنصیب ابو عبداللہ کھڑا تھا جب فرڈیننڈ

کی سواری پاس آئی تو اس نے اپنا ... ہاتھ بڑھا کر غرناطہ کی کنجیاں اس کو سونپ دیں۔ اور

خود کوہستانی ... کی طرف چلا لیکن حب الوطنی نے دل میں ... تلاطم پیدا کیا۔ از خود رفتہ ہو کر

پہاڑ پر چڑھا اور ایک ... کو جس کو پادرال کہتے تھے کھڑا ہو کر حسرت انگیز نگاہ سے اپنی گذشتہ

شان و شوکت کا نظارہ کرنے لگا۔ وسیع الفضا میدان ویگا، الحمرا ... شہر ... جیدہ ... [illegible]

اور ... قریب ... ... کی تمام عمارات۔ اور ... کو ... [illegible]

وداع کیا اور جب ضبطِ الم ... نہ رہی تو اللہ اکبر کا نعرہ مار کر زار و قطار رونے لگا

اُس کی والدہ عائشہ نے جو پاس کھڑی تھی کہا ... تم مردوں کی طرح نہ بچا سکے اس

... کی طرح رو رہے ... ابو عبداللہ نے ... وطن کو ہمیشہ

کے لئے وداع کیا۔ ... سپین ... مسلمانوں ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

ابو عبداللہ ناصر السلاطین
غرناطہ کی تلوار

Marfat.com

گونج سنائی دیتی تھی۔ اور وہاں مسلمانوں کی تمنا کی آواز قلعہ الحمرا میں مسیحیوں کے مذہبی گیت گائے جانے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہلال کے تمام پھریروں کے بجائے کسٹائل اور اراگون کا متحد جھنڈا میناروں پر نصب ہوا۔ ایک بادشاہ ایوانِ حکومت خالی کرکے روتا ہوا رخصت ہوتا تھا۔ اور دوسرا مظفر و منصور داخل ہو کر قبضہ کرتا تھا۔ روتا ہوا بادشاہ رخصت ہوتے وقت بیشتر اپنی سفید ڈاڑھی نوچتا اور نوحہ کرتا تھا۔ رخصت اے غرناطہ! اے بے نظیر شہر! افسوس! اے فخرِ گلستان! سات سو برس بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ گذرا کہ مسلمانوں نے آکر تیری عنانِ حکومت ہاتھ میں لی۔ تیری مادرانہ آغوشِ شفقت میں۔ ان نامور اور جلیل القدر نسلوں نے برسوں پرورش پائی۔ صدیوں تو نے اس اولوالعزم قوم کی جس نے کبھی کسی کے سامنے سر نہ جھکایا تھا۔ ناز برداری کی۔ افسوس! آج وہ تجھ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتی ہے وہ دلیر و جانباز شجاع۔ وہ۔ مغرور کسٹائل کو شکست دینے والے اور بیان نصرانیت پر آفت لانے والے غازی جو رجز سے مست ہو کر صف شکن حملے کیا کرتے تھے۔ تیری ہی زرریز کان کے لعل تھے تیری روح افزا آب و ہوا نے ان کی طبیعت میں ایسی جرأت مضمر کر دی تھی کہ نوجوان کے لئے یہ افسانہ بات تھی کہ کسی خوش نازنین کے غم ہجر یا صدمۂ رقابت سے بیتاب ہو کر بلا تکلف جان نثار کر دیں یا اپنے ہادی برحق پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پاک یا اپنی عزت پر بیتامل قربان ہو جائیں شجاعت۔ تیرے مردم خیز خطہ کا ایک چشمہ آبیاری تھا۔ اور تیرے عزیز الوجود فرزندوں کے بلند پرواز حوصلوں کا سدرۃ المنتہیٰ۔ وہ تلوار کی آب کو پرکھتے تھے اور تلوار کے جوہر کو جوہر انسانیت! آہ اے وطن! میں دیکھتا ہوں کہ تیرے ہرے بھرے نخلستان پر خزاں سوز جلوہ گر ہے۔ تیرے خوشنما سبز گنج باغ پر خزاں کا عالم ہے۔ تیرے شاندار اور پر رونق الحمرا پر تیرگی چھائی ہے تیرے چھوٹے چھوٹے گلزاروں کی نفاست اور خوبی کی ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی ہے۔ افسوس! میں دیکھتا ہوں کہ ان کے رنگ برنگ خوشنما پھولوں کی نازک پنکھڑیاں حسرت و یاس سے کملا کملا کر خاک میں ملتی جاتی ہیں۔ آہ!

بدنصیب بادشاہ اس فردوس زمین سے اس طرح نکال دیا جائے کس منہ سے حکومت کا دعویٰ کر سکتا ہے کس حیثیت سے گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ اس کا خوش نام زبان خلائق پائے۔ ہرگز نہیں۔ اب اس کی باقی عمر کسی خلوت خانۂ تاریک میں دنیا سے منہ چھپانے میں بےنشان ہو کر گذرے گی۔ وہ اپنی حالت پر آپ ماتم کرے گا۔ وہ غم کے سوا نہ کوئی اس کا مونس و غمخوار

Marfat.com

ہوگی۔ اور جن کی بے سوا کوئی فاتحہ خواں نہ ۔

اے اہل بصیرت۔ شاید ہمارے ترجمۃ الکتاب اور خاتمہ سے ناظرین۔ ایسے عبرتناک خاتمہ پر اشکباری کریں۔ شاید دنیا کی ناپائداری۔ اس فریب گاہ زندگی کی نفرت انگیز ناپائدار خوشیوں۔ حرص دولت کی خواہشیں۔ جو ہمیشہ ہماری ساخت نگر کا نقشہ رکھا کرتی ہیں۔ ذی جاہ و حشمت حاصل کرنے کے راستے جو ہمیشہ منزل گور پر ختم ہوجایا کرتے ہیں۔ شاید اس قسم کے خیالات ان کے دلوں پر مستولی ہوں اور ان کو ابو عبداللہ مرحوم اور غرناطہ مرحوم کے ساتھ دلی ہمدردی کرنے پر مجبور کریں لیکن ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ کوئی غیر متوقع نتیجہ نہ تھا۔ نہ یہ زیادتی کچھ مسلمانوں پر ہی تھی۔ جو قومیں ناعاقبت اندیشی سے اپنے ملک و وطن سے جمیع تعلقات منقطع کرکے مفتوحہ بلاد کو زادبوم اور مسقط الراس بنا لیا کرتے ہیں اور مفتوحہ قوموں کو۔ باوجود ان سے ہر پہلو پر مختلف ہونے کے بیگانگت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کو ایسے سخت انجام پر جبراً راضی ہونا پڑتا ہے —

بہتر ہوتا۔ اگر مسلمان اندلس کو ذریعۂ آمد سمجھتے اور بس

هذا عبرة لاولی الابصار ۔

المترجم

چودھواں باب

تلوار کے زور سے دینِ مسیحی کی اشاعت

بدنصیب مسلمانانِ اندلس یوں تو ابوعبداللہ کے ہاتھوں پہلے ہی تباہ ہو چکے تھے۔ لیکن اُس کی نگاہِ واپسین اور زیادہ تر سخت اور مسلسل مصائب و آلام کا پیش خیمہ ہوئی۔ غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی وہ کچھ ایسی سخت اور غیر واجبی نہ تھیں اور ابتدائی حالات دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ کیتھولک گورنمنٹ حسبِ وعدہ مسلمانوں کے عقائد مذہبی یا قانون مجاریہ وقت میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کریگی۔ **ہرنینڈو۔ آرک بشپ** (ایک مذہبی افسر) جو ایک سلیم الطبع اور آزاد منش تھا۔ جبراً عیسائی کرنا بالکل خلافِ عمل سمجھتا تھا۔ مسلمانوں کے حقوق کی دل سے قدر کرتا تھا۔ بجائے قوت کے عملی قوت سے اُن کو اپنی طرف مائل کرتا۔ سب کے ساتھ بلا تمیز رعایت یکساں مہر و ملاطفت سے پیش آتا۔ اور جہاں تک ہو سکتا تھا انہیں کے طریقے اختیار کرنے کی کوشش کرتا۔ حتیٰ کہ اپنے ماتحت واعظوں کو عربی پڑھواتا اور ہر چند کہ خلافِ شرع تھی لیکن خود عربی زبان میں نماز پڑھاتا تھا۔ اس قسم کے تالیفِ قلوب سے اُس نے عوام الناس کے دلوں پر یہاں تک قابو کیا کہ ۱۴۹۹ء کے حالات دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ابتدائے نصرانیت میں یروشلم میں جو کیفیت تھی وہ اب غرناطہ میں ہونے والی ہے۔ ایک دن تین ہزار آدمی عیسائی ہوئے جن کے چہروں پر پادری صاحب نے "پاک خوشبودار پانی چھڑک کر" گروہ سے زمرہ کیا لیکن مسلمانوں کی قسمت!

انہیں دنوں میں ملکہ ازابیلا نے **کارڈینل ژیمنس** کو **ہرنینڈو** کی مدد کے لئے بھیجا۔ اس شخص کو سختی سے اشاعت مذہب پسند تھی۔ کیونکہ وہ عیسائی مجاہدین کی طرح جہاد کا بڑا شائق اور اس میں نہایت سرگرم رہتا تھا اگرچہ اُس وقت تک [illegible] نہ ہوتی۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ کفار کو دوزخ کے عذاب الیم سے نجات دلائے خواہ وہ پسند کریں یا نہ کرتے۔ یہ دشمن اندلس کرامس نے نیک طینت ملکہ ازابیلا کے ذہن نشین کرا دیا کہ اتنی رعایت سے نقصان نماز کے مخالفت ہے لوگ کے دامن پر جو چند دھبے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اس بات پر

۱؎ دیکھو ڈاکٹر [illegible] کی کتاب ۔ باب اول صفحہ ۱۱۵

راضی ہو گئے کہ مسلمانوں کو مذہبی امور پر شدید تقویت دی جائے ۔

اہل غرناطہ کو اس وحشتناک طریقے سے قابو میں لانے کی ابتدائی کوششیں ناکامی پر ختم ہوئیں بعض پکے دیندار مسلمانوں نے عیسائی ہونے سے سخت انکار کیا ۔ اور جرم بغاوت میں گرفتار ہوئے اتفاق سے ایک عورت بھی اسی جرم میں ماخوذ ہوئی ۔ اور جب اس کو جبراً قید خانے میں لے جانے لگے ۔ تو شہر کے حصہ البیسین کے تمام باشندے حمایت پر اٹھ کر اس کو زبردستی چھڑا لائے ۔ اس ہنگامہ سے تمام غرناطہ میں ایک غدر مچ گیا ۔ اور ہر کوچہ و بازار میں ناگہاں تلواریں چلنے لگیں ۔ آخر تمام باشندے مایوسی کے عالم میں ایک جا جمع ہوئے ۔ کارڈینل زمینس نہایت برافروختہ ہوا ۔ مگر کیا بس چل سکتا تھا ۔ لیکن مزاج آرک بشپ صلیب بردار کو ساتھ لئے آگے بڑھا ۔ اور بےخوف وخطر البیسین میں داخل ہوا ۔ تمام باغیوں نے ہر طرف سے آکر اس کو گھیر لیا ۔ اور اس کے آستین و دامن پر بوسہ دیکر اپنی مصیبتیں بیان کیں ۔ کیونکہ ان کو امید تھی کہ وہ بیچ میں پڑ کر رحم و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرادیگا ۔ چنانچہ اس نے تمام تنازعات اسی وقت رفع کر دیئے ۔ کارڈینل زمینس کو اس وقت ناکام آنا پڑا لیکن وہ ایسا شخص نہ تھا کہ وہ آسانی سے اپنا ارادہ فسخ کر بیٹھتا ۔ چنانچہ اس مرتبہ اس نے ملکہ کو سمجھا کر ایک فرمان بدیں مضمون جاری کرایا کہ تمام مسلمان جلاوطن ہو جائیں یا دعوت نصرانیت قبول کریں ۔ اور ان کو یاد دلایا کہ تمہارے آباؤ اجداد کبھی عیسائی ہی تھے ۔ خاندانی سلسلہ سے ضرور ہے کہ تم بھی عیسائی ہو لیں چاہئے کہ عیسائی مذہب کے اصول اختیار کرو ۔ اس سے بڑھ کر یہ کیا کہ مسجدیں جبراً بند کر دیں ۔ اور لاکھوں کتابیں مسلمانوں کے عمر بھر کی علمی سرمایہ سب جلا کر خاکستر کر دیا ۔ افسوس ان کو انجیل مقدس کی تعلیم دیتے ہیں ۔ وہ انجیل جس کے ہر ایک فقرہ سے سلامت روی اور صلح جوئی کی تاکید ٹپکتی ہے ۔ شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابلا نے نہایت سخت جابرانہ طریقہ اختیار کیا اور یہودیوں کو بھی جو مسلمانوں سے کم ستائے ہوئے نہ تھے طرح طرح کی تکلیفیں دیں ۔ آخر یہ سمجھ کر کہ بہ نسبت گھر بار کے مذہب کا بچانا آسان ہے اکثر لوگ عیسائی ہو گئے جس سے غرناطہ کی آتش بغاوت اگرچہ فرو ہو گئی ۔ لیکن الپکزارا کے کوہستانی باشندوں کا جوش ہنوز اسی شد و مد پر تھا ۔ یہ لوگ اپنے سنگین قلعوں میں بیٹھ کر مدت تک مسیحیوں کے مظالم کا مقابلہ کرتے رہے ۔ مسیحیوں کی پہلی کوشش ان کی سرکوبی کے لئے نہایت سخت نقصان کا باعث ہوئی جس کی کیفیت یہ ہے کہ اگیلر ۱۵۰۱ء میں ایک رسالہ لیکر رفع فساد کے لئے چلا ۔ یہ وہی شخص ہے جس کی شجاعت چالیس برس سے شہرۂ آفاق تھی ۔ گویا جب سے اسپین

Marfat.com

میں شجاعانہ طرز رزم کی ابتدا تھی لیکن مسلمانوں نے اُس کو شکست فاش دی اور سنگین چٹانوں کے بڑے بڑے ٹکڑے اس کثرت سے اچھالے کہ تمام رسالہ تباہ ہوگیا۔ سید صاحب نے [illegible] اس واقعہ کو نظم بے حسب ذیل بیان کرتے ہیں ۔

"وہ لق و دق بیابان جو دامن کوہ کی طرح دور تک پھیلا ہوا گیا تھا اور جس کا [illegible] مغرب کی طرح [illegible] بیابان [illegible] ہوا [illegible] کے [illegible] چٹانوں کے بیچ میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رکھتا ہے ۔ [illegible] کے ساتھ ساتھ چلا گیا ہے [illegible] ہوتا ہے ۔ اس وقت [illegible] کی گردن میں [illegible] [illegible] [illegible] جو [illegible] [illegible] [illegible] ان کو جو سنتا ہے دیکھتا ہے [illegible] خیال [illegible] رسائی ہے جو ایسا خطرناک [illegible] [illegible] یہاں آ کر دیکھتا ہے ہیں ۔ مرد زبردست اور قوی [illegible] میدان جنگ میں [illegible] دیکھنے کے [illegible] [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] شجاعت کو [illegible] ہے [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کی طرح ۔ چٹانوں [illegible] [illegible] دو [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی چٹانوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میدان میں آ کھڑا ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اُس کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آکر اس کے سر پر [illegible] رہے ہیں ۔ [illegible] [illegible] [illegible] سلامت نہ رہی ۔ آخر زخموں کی کثرت سے زیادہ [illegible] [illegible] طاقت نہ رہی اور [illegible] [illegible]

Marfat.com

گر گیا اور زمین پر لیٹ کر فوراً جان جان آفریں کو سونپ دی" ٭

اس کے علاوہ ایک اور نظم اس سے زیادہ کچھ مستند بھی ہے جس سے اگبیلو کا مسلمانوں کے میر عسکر کے ساتھ لڑنا اور آخر کار مارا جانا وغیرہ حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اگبیلو اپنے خاندان میں پانچواں ایسا شخص تھا جو کفار کے ساتھ مبارزت میں شہید ہوا ٭

مسلمانوں کی اس عارضی کامیابی کا اثر بجز اس کے کچھ نہ ہوا کہ ان کے حریفوں کے غصہ اور انتقام کی آگ اور زیادہ بھڑکی **کونٹ آف ٹنڈلا** نے قلعہ گوجار کو تباہ کر کے چھین لیا۔ **کونٹ آف سیرون** نے ایک مسجد کو باروت سے اڑا دیا جس میں ایک وسیع صوبہ کی عورتیں اور بچے حفاظت کے لئے بند تھے۔ شاہ **فرڈی ننڈ** نے قلعہ **لنجارن** کو فتح کر لیا جو گویا تمام کوہستان کی کنجی تھا۔ اکثر مسلمان ان حملوں میں کام آئے جو بچے انہوں نے مصر۔ مراکو اور ترکی میں بھاگ کر پناہ لی۔ اور صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش بنایا۔ کوہستان البکزرا کی پہلی بغاوت تو اس طرح فرو ہو گئی ٭

اس واقعہ کے بعد پچاس برس تک ظاہرا امن رہا۔ مگر نفرت اور کینہ کی آگ اندر ہی اندر سلگا کی۔ مسلمان اگرچہ عیسائی ہو گئے تھے مگر صرف ظاہرداری کے لئے۔ گو ضروری فرائض مذہبی پورا کرتے تھے لیکن نہایت بیدلی سے۔ وہ اپنے بچوں کو آپ گرجا میں لے جا کر عیسائی کراتے مگر پادری کی نظر سے غائب ہوتے ہی فوراً بڑی احتیاط سے اُن کا منہ دھو ڈالتے تاکہ بپتسمہ کے پانی کا اثر نہ رہے اسی طرح اول گرجا میں نکاح کراتے پھر گھر آ کر شرع محمدی کے بموجب دوبارہ نکاح کرتے۔ اس اذیت کے بدلے اُن کو بھی دریغ نہ تھا کہ بربر کے بردہ فروشوں کو اپنے شہروں میں بلا کر بڑی تواضع مدارات سے رکھیں اور عیسائی بچوں کو پکڑ کر بردہ بنانے میں اُن کو ہر طرح کی مدد دیں۔ اگر گورنمنٹ آل اندیش اور عادل ہوتی اور عہدنامہ غرناطہ کی شرائط کی پابندی کرتی۔ تو ان آفتوں سے جو ہمیشہ رعایا کی چھپی ہوئی ناراضی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ہر طرح محفوظ رہتی۔ لیکن افسوس شاہ فرڈی ننڈ اور ملکہ ازابلا کا جو سلوک مسلمانوں کے ساتھ کرتی تھی وہ نہ منصفانہ تھا نہ دانشمندانہ بلکہ روز بروز جتنا ظلم اور سخت دغا بازی پر مبنی تھا۔ چنانچہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ تمام مسلمانوں کو حکماً مجبور کیا کہ اپنے خوش قطع لباس چھوڑ کر عیسائیوں کی پتلون اور ٹوپیاں پہنیں۔ زبان۔ رسم و رواج بلکہ نام تک بدلیں اور بجائے اس کے اہل اسپین کی زبان بولیں۔ انہیں کے طریقے سیکھیں اور انہیں جیسے نام رکھیں یہ جتنا کہ قانون **چارلس پنجم** نے ۱۵۲۶ء میں وضع تو کر دیا۔ مگر دانشمندی سے عملدرآمد نہیں کرایا

Marfat.com

شاہی عمال الحمراء کے زور سے دولتمند مسلمانوں سے رشوتیں اور روپیہ اینٹھتے تھے اور اپنی منصبی دیانتداری کو بیچتے تھے۔ اس کے علاوہ تجارت کی آزادی بالکل چھین لی گئی جس سے شاہی خزانہ خوب مالا مال ہوا۔ اور مسلمان جیسی شرعی حد اور سزا سے بڑے بڑے چندے سے محفوظ رہے۔ آخر کار باپ نے جس قانون کا نفاذ مصلحتاً نظر انداز کیا تھا اُس کا عملدرآمد ۱۵۶۶ء میں بیٹے نے کرایا اور یعنی فلپ دوم نے زبان، آداب و عام طرزِ معاشرت کے بدلنے کی سخت تاکید کی اور اس غرض سے کہ مسلمان طہارت کے ارکان جو شعائر شرعی میں داخل تھے ادا کرنے سے باز رہیں اس نے الحمرا کے تمام خوبصورت حمام مسمار کرا دیئے۔ اس سے بڑھ کر یہ حکم صادر کیا اور تمام [illegible] بچے کہ ان کے نوجی حقوق بسختی ضبط کر لئے جائیں۔ اور یہ حکم دے کہ وہ افراد جو بنی سراج المنصور اور عبدالرحمن کے قبیل سے تھے۔ اس تکلیف کو کبھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اسی میں ایک ٹیکس جمع کرنے والے افسر سے جو اناپ شناپ لوگوں کو لوٹتا پھرتا تھا کچھ تنازعہ ہوا جس نے اس سیکڑوں میں جو بھڑک اٹھنے والی اشیاء سے بالکل معمور تھا چنگاری کا کام دیا۔ ساتھ ہی چند مسلمانوں نے شاہی گارڈ کے بعض سپاہیوں کو جو اُن کے گھروں میں حفاظت کے لئے متعین کی گئی تھی قتل کر ڈالا۔ قاتل ایک جماعت کو ساتھ لے کر اور فرکیس ابن فرکیس نامی ایک شخص کو جو کسی طرح سے تھا مگر با سعادت روزگار سے غرناطہ میں رنگسازی کا کام کرتا تھا اپنا سردار بنا کر کوہستان میں گھس گئے۔ یہاں ہر طرف سے اظہار ہمدردی ہوا۔ ہرننڈو ڈی ویلر جو خلفائے امیہ کی نسل سے غرناطہ کا ایک مشہور باشندہ تھا مگر اپنی بد اعمالیوں کے سبب بلدیات کو بیچ دیا تھا۔ اس کو بالاتفاق سب نے مولوی محمد ابن امیہ کا خطاب دے کر اس کو بادشاہ بنایا۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام پہاڑ بغاوت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ البشرات کی دوسری بغاوت تھی۔

۱۵۶۸ء ، ۰

بغاوت کے لئے اس سے زیادہ موزوں اور کوئی مقام نہ تھا۔ وہ سطح مرتفع جو سیرا نیوادا سے شروع ہو کر پھیلتا ہوا ساحل بحر روم پر ختم ہوتا ہے ... چوڑا اور ... باشکیں ڈھلوان چٹانوں اور گہری نالوں سے [illegible] ... تمام اول سے آخر تک کہیں کوئی سیدھی مقام نہیں۔ صرف الدجل وادی ... ایندرکس کا چشمہ اور یہ وادی میدان جو بہاڑ اور بحر روم کی درمیانی ... منطقہ کے واقع سے کسی قدر ہموار ہے۔ تین بڑے سلسلے جن میں سے ہر ایک سلسلہ سیرا نیوادا کی اونچی چوٹی سے

پہاڑوں سے نہروں کی شاخ در شاخ ہے۔ ایک دوسرے کی متوازی واقع ہو کر اس سطح مرتفع کو شمالاً جنوباً کاٹتے چلے گئے ہیں۔ اور اس کو چار گھاٹیوں پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ ہر ایک گھاٹی میں چھوٹے چھوٹے پہاڑی چشمے نہایت تیزی سے بہتے ہیں۔ جو موسم سرما میں لبریز ہو کر گرما میں اکثر خشک ہو جاتے ہیں۔ اور مولاہسن (جبل مولی حسن) اور پیچ دار ولیٹا کی کشیدہ قامت چوٹیوں کو برف سے سربلند دش کر کے بحیرۂ روم کو سیراب کرتے ہیں۔ اگر ان خوش طرح گھاٹیوں کی صحت بخش آب و ہوا اور دلفریب منظر کو دیکھئے تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ بہت مشہور پر فضا اور فرحت افزا مقامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ موسم نہایت گرم۔ مگر خوشگوار۔ زمین اول درجہ کی سرسبز اور نہایت زرخیز۔ تمام زمین دلہن کی طرح شکر کے کھیتوں اور شہتوت کے باغوں سے معمور ہے اور خود چھوٹا سا ہموار جو ساحل سمندر پر واقع ہے اس قدر ہرا بھرا ہے کہ گویا مشاطۂ قدرت نے بحیرۂ روم کے گلے کے دامن پر مرصع سنجاف لگایا ہے۔ اگر کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ جس طرح ایک خوشنما روش کسی وسیع و تنگ مستطیل باغ کے دروازہ سے بخط مستقیم چلکر دونوں طرف سرسبز خیابانوں اور پھیلے چھوٹے گلاب کے تختوں کو لئے انتہائے باغ پر ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ کوہستانی سلسلہ ہرے بھرے کھیتوں۔ زیتون اور انگور کے باغوں کو ہر طرف ساتھ لئے آخیر پر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر نضارت اور تر و تازگی۔ دامن کوہ البائن کی شاداب چراگاہوں اور سرو۔ صنوبر کے باغوں کے دوش بدوش برابر چلی جاتی ہے۔ آخر بلند اور برفیلی چٹانوں کی سنگدلی اور بے مہری سے مایوس ہو کر پہاڑ کے تلے میں تہ ہو جاتی ہے۔ پھر بھی موسم گرما کی تمازت آفتاب میں پہاڑ کے تنگ و تاریک مقاموں اور غاروں کے اندر جہاں برف کی رسائی نہیں۔ اکثر زمردین فرش بچھا ملتا ہے۔ ان تنگ گھاٹیوں میں جو آج مسکن وحوش و طیور ہیں کبھی مسلمان اس کثرت سے آباد تھے کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ہر گھاٹی کی سطح کی زمین تو قدرتی ہموار اور زرخیز تھی۔ اور پہلو میں جفاکش کسانوں نے محنت مشقت کر کے سیڑھیوں کی طرح پر ہموار کھیت بنائے تھے جن کے تردد کاشت اور آبپاشی وغیرہ میں اس قدر رنج ہی اور جانفشانی کی جاتی تھی۔ کہ قلت اراضی کبھی قلت پیداوار کا باعث نہ ہوتی تھی[1]۔ تمام پہاڑ پر جگہ جگہ۔

[1] اندلس کی اعلیٰ درجہ کی زرخیز اور قابل زراعت اراضی کی قدر اہل اسپین آج تک نہیں کر سکے اور نہ کبھی اس سے فائدہ اُٹھا سکے خود گورنمنٹ کو غرناطہ کی اراضی کی طرف سے اس قدر کم توجہی تھی کہ ۱۸۱۱ء میں جاگیر خاص صرف اس لئے فروخت کر دی گئی کہ اس کا خرچ آمدنی سے بہت زیادہ تھا۔ حالانکہ مسلمانوں کے زمانہ میں یہی اراضی سرسبز باغوں کی کثرت سے ایک بڑا ذریعہ آمدنی تھی۔

Marfat.com

Marfat.com

متعلقہ صفحہ ۲۰۱

کوہستان سیرانویڈا

Marfat.com

[illegible] گاؤں [illegible]

کو [illegible] [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] جاتے [illegible]

تجارتی منڈیوں سے [illegible] رنگا ہوں [illegible] کی [illegible]

تھے[1] یہی وہ [illegible] علاقہ تھا جس کو [illegible]

[illegible] چاہتے تھے۔

[illegible] عبادت [illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں کیا [illegible] خونریزیاں کیں [illegible]

[illegible] اگرچہ [illegible]

[illegible] سے [illegible] ہی ہوتا ہے جو [illegible]

[illegible] اور مسلمانوں کو [illegible]

[illegible] ایک قطرہ کی گنجائش نہیں [illegible]

[illegible] میں [illegible]

[illegible] کو [illegible]

[illegible] "حرم قدس" کی [illegible]

[illegible] سے [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] کیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[1] [illegible]

فوج سے شانہ بشانہ مردانہ وار لڑتا رہا [illegible] کو پیچھے ہٹا لیا [illegible] ایک
اور واقعہ بھی قابل ذکر ہے [illegible] سفر کی ایک منزل کہا جاتا ہے [illegible] کے استقلال اور [illegible]
پر دال ہے [illegible] کرنے کے [illegible] سے [illegible] مقامات کی طرف [illegible] تھا
راستہ میں ایک نہایت ہیبتناک [illegible] تھا [illegible]
تھے۔ اور جس کے نیچے سے ایک پہاڑی چشمہ زور و شور سے [illegible]
پل تو [illegible] تھا۔ اور [illegible] کو شکستہ چھوڑ [illegible] تھے کہ اگر [illegible] تو
کوئی [illegible] پر یہاں [illegible] آ جا سکے۔ کیونکہ اس طرف تو [illegible] کھڑے تھے اور
طرف [illegible] پر [illegible] تیر اندازوں کا ایک گروہ [illegible] پل [illegible] تھا۔ سپاہی [illegible]
خطرناک مقام سے عبور کرنے سے جی چرانے لگے۔ کیونکہ یہ [illegible] ایک غار [illegible]
لٹکتے ہوئے تختوں کا پل۔ نیچے انتہا سے زیادہ [illegible] پانی کا زور و شور۔ اور سامنے دشمنوں کی [illegible]
کمانیں۔ گویا ہر طرف ایک تصویر [illegible] تھی۔ فوج [illegible] ایک نوجوان
درمیان سے نکل کر آگے بڑھا۔ اور باوجود پانی کی ہیبتناک آواز۔ اور دشمنوں کے تیروں کی بوچھاڑ
کے نہایت استقلال و شان سے [illegible] پل کو عبور کرنے [illegible]
ہوئی کہ تیر چلانا بھی بھول گئے [illegible] اور سپاہی [illegible] جانباز رہبر کے پیچھے پیچھے [illegible]
تو غار کا [illegible] دوسرا اس طرف پہنچ گیا۔ پھر تو فوج کا دل بڑھا اور نہایت تیزی سے
پل کو عبور کر گئے اور اس طرف [illegible] دشمن پر جھپٹ پڑی۔ اور [illegible]
ان سے چھین لیا [illegible] خضر [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] گذرا تھا [illegible] خطرناک [illegible]

[illegible] اگرچہ [illegible]
[illegible] ساتھ [illegible]
ان کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے جیسا تھا جس کی تدبیروں سے نہایت
[illegible] کوئی تعلق تھا اور نہ
[illegible] اس کو الفانسو [illegible]
[illegible] جاتا رہا ہے ۔
[illegible] مسلمانوں کی فتح
[illegible] اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا ۔

اور [illegible]
[illegible]
[illegible] سپہ سالار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مدد سے تمام دیہات کو جلا دیا۔ باشندے یہاں سے بھاگ کر ادھر ادھر غاروں میں جا پہنچے اور اپنے ہی گھروں کے دھوئیں سے گھٹ کر اندر رہی اندر رہ گئے۔ خلاصہ یہ کہ ۵ - نومبر ۱۵۷۰ء[۱] تک جب پہنچے اس آتش بغاوت کا ایک پرکالا باقی نہ رہا لیکن یاد رکھئے۔ کہ اہل اسپین نے اگرچہ بلاؤ کی پوری سرکوبی کی۔ لیکن افسوس اپنی قومی و ملکی عزت کو۔ آسائش و بہبود کی آیندہ ذخائر میں ملا کے۔

اس کمی اور کمزوری پر بھی پس ماندگان بغاوت کو اب بجز جلاوطنی اور ذلالت اور کس بات کی توقع ہو سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ ۲۰ ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلے لڑائیوں میں کام آ گئے اور تقریباً ۵۰ ہزار خاص صوبہ البیکزا میں آسٹن کھیت رہے جبکہ عیسائی وسولوں اور شہیدوں کی عزت میں ڈون جون نے کمبخت بیکس مسلمانوں کو ذبح کر کے تہوار منایا۔ جو بچے ان کو ہر تدبیر سے جلاوطن کیا۔ کہ اول سب کو البیکزا سے باہر نکالکر۔ تمام دروں اور ناکوں پر پہرے کھڑے کئے تاکہ "حب وطن" کی مقناطیسی کشش کسی کو پھر نہ کھینچ لائے۔ اور پھر ایک جبری ... کی سخت حراست میں بند۔ گاہوں کی طرف چلتا کیا۔ خانہ برباد جلاوطن مسلمانوں کے قافلے ... بھی صحیح سالم منزل کو نہ پہنچ سکے۔ اکثر بدنصیب صعوبت سفر۔ شدت فاقہ۔ اور بے برگ و نوائی سے بیتاب ہو کر راستہ میں غربت کی نذر ہوئے کیونکہ اس ریگستان میں دریوزہ گری سے بسراوقات ممکن تھی۔ لیکن بخت کشاورزی سے ممکن نہ تھی۔ اور اگر فرانس پہنچے تو فرانسیسیوں کی تضحیک اور سرد مہریوں کا نشانہ بنے۔ گو یہ سچ ہے کہ **ہنری ہشتم** نے ان کو اس لئے غنیمت سمجھا کہ اسپین پر اپنے ہتھکنڈے دکھلانے کے لئے وہ ایک کٹھ پتلی تھے۔ لیکن اس جلاوطنی کا سلسلہ ۱۶۱۰ء تک برابر جاری رہا۔ اور قریبا پانچ لاکھ مسلمان جلاوطن اور خانہ برباد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ **غرناطہ** کے خاتمہ سے لے کر سترھویں صدی کے عشرہ اول تک تیس لاکھ مسلمانوں کو دیس نکالا ملا۔

عربی وقائع نگار افسوس کے ساتھ اس فقرہ پر کتاب تمام کر کے گویا ہمدردی کا آخری آنسو بہاتا ہے
"اللہ تعالے کی مرضی نہ تھی کہ ان کو فتح و نصرت نصیب ہو پس وہ ہر طرف مغلوب و مقتول ہو کر اور بالآخر ملک اندلس سے نکالے گئے۔ یہ مصیبت ہمارے زمانہ میں ۱۶۱۰ء کے اندر

---

[۱] ڈی آف آل سینٹس۔ یعنی تمام بندگان دین کا یوم ذکر۔ جو ۵ - نومبر ۱۵۷۰ء کو ہوا۔

Marfat.com

مقابل صفحہ ۲۰۲

کوہستانِ البرز

Marfat.com

Marfat.com

اُن پر آئی۔ بیشک خدا ہی کے قبضہ میں تمام ممالک اور سلطنتیں ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔[1]
اہل اسپین اس وقت بالکل مبہوت تھے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کر رہے ہیں۔
مسلمانوں کی جلاوطنی سے بڑھ کر ان کو کسی بات کی خوشی نہ تھی۔ کوئی افسانہ ان کے نزدیک اس سے
زیادہ عجیب و غریب نہ تھا۔ کوئی واقعہ مدت تک اس سے زیادہ دلچسپ نہیں گذرا۔ شاعروں نے
قصائد لکھ کر اظہار مسرت کیا۔ لوپ ڈی ویگا نے اس واقع کو تاریخ کی طرح گایا۔ [illegible]
کوئسٹر نے اس پر ایک مرقع یادگار رکھی۔ مسٹر وینٹس جیسا آزاد منش اور رحمدل شخص بھی ان
پرجوش مناقب کی داد دئے بغیر نہ رہ سکا لیکن افسوس! صد افسوس! کسی کو اس بات کا
خیال نہ تھا۔ کہ مسلمان ملک سے جلاوطن نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکل گئی۔
وہ مسلمان جن کے ظل حمایت میں اسپین سینکڑوں برس تک سچی تہذیب اور شائستگی کا
مرکز جمیع علوم و فنون کا سرچشمہ رہ چکا تھا جن کی بدولت اس کو صدیوں علمی کوثر اور کعبۂ
تہذیب بننے کا فخر رہا تھا۔ یورپ کی کوئی قوم اس جلیل القدر قوم کی ہمسری نہ کر سکتی تھی۔ کوئی
ملک۔ مہذب اندلس کا ہمپایہ نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم کہ شاہ فرڈی ننڈ و ملکہ ازابلا اور جانشینوں کا سلسلہ
زمانہ بھی فی الجملہ تہذیب کا زمانہ تھا۔ مگر نہ اس قدر کہ ملکی امتیاز اور فضیلت کی وہ پایہ باز
قائم کرتا۔ غرضکہ جب مسیحی مسلمانوں کو جلاوطن کر کے اُن کے نام و نشان تک مٹا چکے۔ اُن کی ایک کرن سے
تو اسپین چاند کی طرح ایک نقطۂ نور معلوم ہوتا تھا۔ لیکن بہت کم عرصہ کے لئے کیونکہ
روشنی خانہ زاد نہ تھی۔ بلکہ چاند کی روشنی کی طرح مستعار اور عطیۂ خورشید تھی۔
چنانچہ گرہن شروع ہو گیا جس کی تاریکی میں ملک اور قوم آج تک تلملاتی ہے۔ لیکن
مسلمانوں کی زندہ یادگاریں ابھی تک اُسی آب و تاب سے موجود ہیں۔ اور اندلس کی
بربادی پر نوحہ خوانی کر رہی ہیں۔ وہ پر فضا میدان جن کی عہد اسلام میں یہ حالت تھی کہ زیتون۔
انگور۔ اور طرح طرح کے میوہ دار درختوں کی افراط۔ ہرے بھرے کھیتوں کی کثرت سے
ہر طرف صحن چمن کا جلوہ نظر آتا تھا۔ آج حالت کس مپرسی میں اس قدر ویران و سنسان
پڑے ہیں کہ دیکھ کر وحشت ہوتی ہے۔ وہ عالیشان عمارتیں جو کبھی [illegible]
نہیں۔ آج کھنڈر بنا غمزدہ ہیں۔ وہ مدرسے جو کبھی علماء [illegible]
عقل عاشرہ کا مخزن تھا آج اس میں وہ کور عقل اور جاہل طالب قوم بستی ہے۔ جو [illegible]

[1] شاید یہ اس آیت شریف کا ترجمہ ہے۔ ان الارض للہ یورثها من یشاء من عباده۔ مترجم

Marfat.com

دنیاکی خواہشات کی سب چیزوں میں سے زیادہ متبدل و رنگ توہیت اور ان
تمام فعلوں کی تراد ہے سے

ز شرحِ قصۂ من شد خواب از چشمِ خاصاں را
شب آخر گشته و افسانه از افسانه می خیزد

حامد علی صدیقی سہارنپوری

Marfat.com

صفحہ	واقعات
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
۱۱۲	[illegible]
۱۰۶	[illegible]
۱۰۹	[illegible]
[illegible]	[illegible]
۱۰۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ از طرف مترجم

حضراتِ ناظرین!

ہسپانیہ میں مسلمانوں کا ہزار سالہ خواب اور اُس کی تعبیرِ معکوس آپ کے سامنے ہے۔ وہ لیتے (دہلی مرحوم کو جو ہمدرد ابھی تک دونوں آنکھوں سے روئے جاتے ہیں۔ اُن کو چاہئے کہ اب ایک آنکھ اندلس کے لئے وقف کریں) دنیا میں بلکہ تمام عالمِ اجسام میں بجز انقلاب کچھ نہیں۔ حدوث و تغیر اس عالم کی صفتِ خانہ زاد ہے۔ قوموں اور ملکوں کا عروج و زوال۔ وجود و عدم حقیقت میں نظامِ عالم کا اصول قانون ہے جس سے ہر چیز ہر وقت خود بخود منفعل رہتی ہے کوئی قوم اس پستی و بلندی کی وجہ سے یا کسی وجہ سے بدنصیب و بد اقبال نہیں۔ مگر قوم کی صرف وہ نسلیں جو اپنا ادبار دیکھنے کے لئے۔ ایام زوال میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ننگِ قوم کہلاتی ہیں۔ اُن کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔ لیکن وہ ایسی ہیں! ؎

گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

کہتے ہیں کہ مستقبل ایک نتیجہ محض ہے جو حال اور ماضی سے مل کر نکلتا ہے۔ اسی طرح قوموں کی بہبود گئے آئندہ۔ اُن کی گذشتہ کی یاد اور موجودہ کی اصلاح پر منحصر ہے۔ قومی ترقی کا یہ ایک زینہ لیکن انقلاب زمانہ سے ہماری معہود ذہنی قوم یعنی مسلمانانِ ہند کے واقعات کچھ ایسے دقیق اور پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ اسلاف کے کارنامے اُن کے لئے مثل کتاب سربمہر ہیں۔ تمام اسلامی تاریخیں۔ اسلامی ہیروز (نامور) کی سوانح عمریاں۔ تذکرے۔ جو مستند اور قابلِ اعتبار ہیں باستثناء چند۔ صرف عربی زبان میں پائے جاتے ہیں اور عربی ہی میں پائے جاتے چاہئیں جو کبھی قومی۔ ملکی۔ مذہبی زبان تھی۔ عربی کو زبر علوم کے ساتھ یعنی علمائے دین کسی نامعلوم وجہ سے (ہندوستان میں) روز بروز کچھ ایسے تنگ چشم ہوتے گئے۔ یا شاید سیر چشم کہ اُن کو

Marfat.com

علم ہیئت و علم ہندسہ کی پرواہ رہی نہ طبعیات و فلسفہ سے تعلق رہا اور نہ تاریخ سے جس سے علوم نبوی کو
مدارس سے نکال کر صرف علم ادب پر قناعت کر لیتے۔ یہ بھی صرف اس لئے کہ دینی مسائل بدون اس
علوم متعارفہ کے حل نہیں ہو سکتے۔ اب یہ حالت ہے کہ علوم بہ جبر مدرسوں سے خارج کر دیا گیا
اور کاروبار و مسائل مذہبی سے واقفیت کا نام علم ادب ہے۔ [illegible] زمانہ [illegible] مجتہد [illegible] نے یہ
اس سے کوئی نکتہ چینی مراد نہیں۔ حیا ذرا بات بلکہ صرف اظہار حقیقت ہے۔ [illegible] کو خود دیکھے [illegible] کا
مشمول [illegible] ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ کے فلسفہ و فہم ان کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ ایک زمانہ دوسرے
زمانہ کو نہ اپنے علمی مسائل کی تعلیم دے سکتا ہے اور نہ واجبات زندگی کی۔ اگرچہ ان فرائض اور
واجبات کے اصول ابتدائے آفرینش سے ایک ہی حالت پر ہیں اور ابد تک ہوں گے۔ صورت۔
الفاظ بدل جائے تو بدل جائے مگر معنی نہیں بدل سکتے۔ ان وجوہ سے ہمارے پرانے بزرگان قوم
بالاختیار نہ اپنے اسلاف کے کارناموں سے خود واقف ہیں اور نہ دوسروں کو واقف
کر سکتے ہیں۔ اب ہے قوم کے نوخیز جن کے لئے ممکن ہے کہ غیر قوموں کی دست نگری کریں
اور انگریزی تاریخوں سے اپنے اسلاف کے حالات دریافت کریں وہ اسلاف جن کی تلوار نو سو برس
کامل غیر قوموں کے مسجود رہے لیکن زمانہ کی مجبوریوں سے وہ بھی نہیں بچ سکتے۔

غور سے دیکھئے تو ہر قوم کی مادری زبان ہی اُن کی ضروریات زندگی کی کفیل ہے۔ اُسی
زبان میں تحقیق اور علوم و فنون کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اور وہی اُن کے ملکی، قومی، مذہبی
ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ وہ شوقیہ کوئی اور زبان بھی سیکھیں لیکن لابد نہیں۔
مسلمانان ہند کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان تینوں ضرورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ
تین زبانیں سیکھنی پڑتی ہیں۔ قومی ضرورت کے لئے اردو، ملکی ضرورت کے لئے انگریزی
اور مذہبی ضرورت کے لئے عربی یا فارسی۔ ان میں سے اگر عربی یا انگریزی سے قطع نظر کر لیا جائے
تو ان میں ہمارے تاریخی ذخیرے موجود ہیں تو [illegible] کا خیال ہے۔ اگر [illegible] نظر [illegible]
کریں تب بھی انگریزی یا [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] مالا یحل ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] کی جمل زبانوں سے [illegible]
[illegible] غلط [illegible] نہیں [illegible] ابتدائی [illegible] زبانیں [illegible]
نقص [illegible] کی [illegible] قانون [illegible]
[illegible] کا کام [illegible] تعلیم [illegible] تبدیل [illegible]

Marfat.com

سے بواسطت عربی یا انگریزی بطور خود مستفید و محظوظ ہوتے ہیں۔ اسکول ایجوکیشن میں کالکر، ہنٹر، لین پول جیسے ماہر مورخوں کی بدولت جو کم و بیش تاریخی معلومات ہوتے ہیں۔ اُن سے قطع نظر کرنی چاہیئے۔ باوجودیکہ اندلس مرحوم ہسپانیہ علمی اور فنی کمالات۔ تہذیب و شائستگی اور اقبال و دولتمندی کی دلی مرحوم سے بدرجہا اعلےٰ و اولےٰ تھا۔ لیکن افسوس بہت کم لوگوں کو اس سے واقفیت ہے۔ کیونکہ تاریخ المقاری عربی میں ہے۔ اور کانڈی وغیرہ کی تاریخیں انگریزی میں ہماری مادری زبان بلکہ خانہ زاد جو نہایت ہی ہردلعزیز اور تقریباً تمام ہندوستان پر قابض ہے۔ اگر اس میں ان حالات کی کوئی تذکرہ لکھا جائے تو کیا برادران اسلام اُس کو افسانہ سمجھ کر بھی نہ پڑھینگے ⁂

ان خیالات کی بنا پر میں نے ایک انگریزی تاریخ سے (مورز ان اسپین مصنفہ لین پول صاحب) یہ ترجمہ کیا ہے۔ میرے نزدیک قومی فیلنگ اور قومی جوش کو سب سے زیادہ گزند جس چیز سے پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اسلاف کے حالات غیر قوموں کی تحریر و تقریر سے اخذ کئے جائیں۔ اور کم قسمتی سے ہمارے معصر نوجوانوں کے تاریخی معلومات کا یہی ایک ماخذ ہے جس نے اس قدر سخت نقصان پہنچایا ہے کہ اسلاف دوبارہ زندہ ہو کر اپنے قلم اور تلوار کے کرشمے دکھلا کر شاید تلافی کر سکیں۔ اگر پچاس برس اور یہی حالت رہی اور خدانخواستہ دس پانچ علامہ شبلی اور مولانا حالی نہ ہوئے تو ہم کو خوف ہے کہ قوم مرکز قومیت سے گر جائیگی۔ بادی النظر میں اگرچہ یہ ایک مبالغہ ہے لیکن انسان کے دلی جذبات۔ خیالات طبعی میلان ظنیات ہیں اور اس قابل نہیں کہ بدیہات کی طرح اُن کی کیفیت اور کمیت ایک نظر دیکھنے سے دریافت ہو جائے۔ اسی واسطے اُن کی کمی زیادتی اور حسن و قبح اس وقت متمیز ہوا کرتے ہیں جبکہ وہ اندر ہی اندر نشو و نما پا کر اسباب ظاہریہ میں بین فرق پیدا کر دیتے ہیں۔ اور یہی وہ حالت ہے جس کا چارہ کار ناممکن کے قریب ہے۔ اگر اس زمانہ کے تعلیم یافتہ گروہ کے خیالات ہم ارادۃً دریافت کرنا چاہیں۔ اور اخبار۔ ماہواری رسالے عام تحریریں اور تقریریں متواتر دیکھیں سنیں۔ اور اُن کے روزمرہ کے خیالات کا اندازہ کریں تو ہمارے دعوے کا کافی ثبوت ملیگا۔ کوئی علمی مضمون۔ محاکمہ۔ رائے۔ ایسی نہیں ملیگی جس میں متقدمین کے حوالے ہوں ان کا کوئی قول بطور معقول و مستند نقل کیا گیا ہو۔ اور متقدمین میں کون؟ ایڈیسن۔ ملٹن۔ اسپنسر۔ کارلائل۔ باکالین۔ نیوٹن۔ ھاروی حالانکہ اسی قسم کے اقوال ہوالذ

Marfat.com

فخر رازی۔ محقق طوسی۔ طوسی اور یعقوب کندی یا ابن رشد قرلشی یا
ابن الہیثم یا ابوالقاسم خلف وغیرہ کی تصانیف سے کثرت ملتے ہیں لیکن جس نے
کبھی انسانی چہرہ ہی نہ دیکھا ہو۔ وہ تصویر کیونکر کھینچ سکتا ہے جب یہ تصانیف ہمارے مطالعہ
سے کبھی گزرتی ہی نہیں تو اُن کا حوالہ کیسے دیا جا سکتا ہے۔ انسان تو طبعاً خود مطالب ہے جس سے
فائدہ اٹھاتا ہے اُسی کا مشکور رہتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دست نگر غیر مصنفوں کے ہوں اور
دعا گو عربی مصنفوں کے۔ اگر اسلاف اسی طرح غبار دامن ہوتے گئے تو اُن کی قدر و منزلت کس
دل میں باقی رہیگی۔ اور کون اُن پر فاتحہ خوانی کریگا۔ اسی کا نام مرکز قومیت سے گر جانا ہے۔
لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ غیر قوموں کی تصانیف منہیات شرعی سمجھی جائیں اور اُن کا مطالعہ
کبیرہ گناہ ہے

کہ حکمت کو اِک گمشدہ لعل سمجھو جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

یہ مطلب ہے کہ ان تصانیف کے مطالعہ کرنے والے لازم بنائے جائیں۔ کیونکہ بسا اوقات
تصانیف کے وہ خود بھی نہیں چاہتے کہ ان تصانیف کو اپنی معلومات کا مآخذ بنائیں مگر
آخر کار بناتے ہیں۔ اس تاریخ کے پانچویں باب میں یورپین تمہید کرنے والے اپنے معتقدات
کی بابت خیالات ظاہر کئے ہیں ان سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ فی زمانہ [illegible]
ہوتا ہے۔ ہمارے روئے سخن انگریزی مورخوں کی طرف ہے جو [illegible] قدر محنت کر کے تاریخ [illegible]
کی تاریخیں لکھتے ہیں یورپ میں ہمارے اسلاف کے نام زندہ رکھتے ہیں اور وہ کام کر رہے
ہیں جو ہم لوگوں کو چاہئیں [illegible] کی تاریخ نویسی کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

نہیں طرزِ استدلال اور نکتہ چینی سے وہ گویا بے بہرہ ہیں۔ لیکن فن تاریخ نویسی منتہی ہے واقعات کا اور واقعات کا ماخذ جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں مدت العمر کے مؤلفوں کے سفرنامے ہیں جو چند سال تک شاہی دربار کی بہار دیکھ آئے۔ یا دو چار شہروں کی عمارات کی سیر و سیاحت کر کے محظوظ ہونے کی [illegible] سے) اور بحسن ظن ہو گئے اور سفرنامہ حالات مشرقی (اورینٹلسٹ) کہلائے مثلاً [illegible] صاحب جن کے سفرنامہ اس قدر اور تعصب بھی بے حد [illegible] سے لبریز ہیں اگرچہ تاریخ مستنبط کرنے میں غلطی کی گئی ہے کیونکہ یورپین صاحب مشرقی طرز معاشرت اور تمدن کو کیا سمجھ سکتے تھے۔ اور عوام الناس کے خیالات اور طبعی میلان تو وہ استعدادی کے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ سفرناموں کے علاوہ یورپ کی زبانوں میں عربی تواریخ کے ترجمے بکثرت موجود ہیں جن سے بہتر مستند ماخذ نہیں ہو سکتا تب بھی طرزِ استدلال اور نکتہ چینی کا جواز۔ ایک ایسے مورخ کو جس نے یورپ کی آزادی خیز آب و ہوا میں جمہوری حکومت و تمدن کے سایہ کے نیچے نشوونما پائی ہے غلط نتائج نکالنے کا کافی موقع دے سکتا ہے کیونکہ تجربات جو ہمیشہ واقعات گرد و پیش سے حاصل کئے جاتے ہیں شخصی عقل کا تتمہ ہے جس تخیل کے بموجب۔ واقعات کی ڈھانچ پر مورخ اپنی رائے کا غلاف چڑھاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایشیا اور یورپ میں جس قدر جسمانی بُعد المشرقین ہے اسی قدر ذہنی ہے۔ دونو ہمیشہ سے ایک دوسرے کے حریف اور مقابل چلے آتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام سے اٹھارہ سو چھپن برس پیشتر کا واقعہ یاد کیجئے جبکہ مینلاؤس شاہ **اسپارٹا** کی بی بی **ہیلن** کو پریم شاہ ٹرائی کا بیٹا **پیرس** بھگا کر لے گیا۔ اور فارس اور یونان میں بنائے مخاصمت قائم ہوئی۔ اس وقت سے لے کر [illegible] تک یعنی ۳۷۰۰ برس کے مسلسل تاریخانہ واقعات میرے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں ہمیشہ مقابل رہا ہے۔ اور رشک جو قومی اور شخصی خاصہ ہے تقابل کے آئینہ کا جوہر ہے تعصب کا مفہوم اگرچہ حد سے بڑھ کر پرجوش دلوں کی بدولت فی زمانہ بالکل بدل گیا ہے مگر اصلی مفہوم یہی ہے کہ بیگانگت کو یگانگت پر ترجیح نہ دی جائے اس سے کوئی شخص یا قوم خالی نہیں ۔

ان واقعات کی بنا پر یورپین مورخ جب مشرق کی کسی سلطنت کی تاریخ یا ہیرو کی سوانح عمری پر قلم اٹھاتے ہیں تو بمقتضائے طبیعت عجیب کرشمے دکھاتے ہیں۔ جس طرح ریگستان افریقہ کا کوئی بچہ تنہا مسافر موسم گرما کی تمازت آفتاب سے پریشان۔ ہر طرف وحشت انگیز منظر ریت

Marfat.com

کھجوروں اور خاردار جھاڑیوں کی کثرت سے مثل حشر کے شدید تشنگی اور تکان سفر سے مبتلا نہایت
تیز قدمی سے بیابانوں پر بیابان طے کرتا ہوا مستقیم چلا جاتا ہے اس امید پر کہ کسی نخلستان میں
پہنچ کر رفع ملال کرے۔ اسی طرح ہمارے ان مورخوں کا قلم صفحۂ قرطاس پر عجیب تاریخی نہ
واقعات کو چھوڑتا ہوا [illegible] فتح محلات کی [illegible] اس قدر سلسلۂ افزائش پر ختم ہو جاتا ہے کہ ناظرین
دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ خاندانوں کے خاندان برباد و منتشر ہو جاتے ہیں [illegible] نام و نشان [illegible]۔ ان کے عہد
کے [illegible] برباد [illegible] ملاحظہ کریں گے کہ اس تاریخ میں [illegible] فرمانروائے غرناطہ کے
[illegible] نہیں کیا۔ البتہ [illegible] تعلق تھا جنھیں بلکہ
[illegible] ہیں۔ [illegible] شکایت نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا تھا
[illegible] کیا [illegible] حالات بیان کرنا ان کا فرض تھا۔ ہر کو تو ان مصنفوں سے
[illegible] نہیں [illegible] کرتے ہیں اور تاریخ کے پیرایہ میں قومی یا مذہبی رقابت کے
[illegible] نہیں کرتے مثلاً گاگس [illegible] واشنگٹن ارونگ صاحب کی لائف آف محمد
[illegible] رابرٹ سوڈی کے خیالات جو اس نے "حیات سید"
[illegible] کیا ان [illegible] کا جواب [illegible] شکل
[illegible] تیار ہیں کہ اپنے [illegible]
[illegible] جوشیلی [illegible] دکھلائیں اور دل نشین کریں کہ
[illegible] مذہبی گناہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] +
[illegible] لین پول صاحب [illegible]

Marfat.com

کے دیباچہ میں اگر اس قسم کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں تو اس لئے نہیں کہ مترجم آپ اپنے آپ کو یا ایھا الذین امنوا لم یقولون ما لا تفعلون کی مد میں داخل کرے بلکہ اس لئے کہ ناظرین جو گویا اس ترجمہ کی نئی دنیا کو دروازہ ہی میں اندر داخل ہونے سے پیشتر راہ و رسم سے واقف ہوں۔ وہ دیکھ چکے ہیں کہ ہندوستان کی موجودہ تاریخیں جن کی تصنیف شاید خاص مصالح امور پر مبنی ہے جو نہ بلحاظ ت ہیں اسی نہ رہنے کے لئے نامکمل اور غیر معتبر۔ ان کو مطالعہ سادہ دلی کے ساتھ کرنے کا نتیجہ ہوا کہ اہل مغلیہ کے دور کو ہر شب بیسوں عیب ثابت ہو گئے۔ ملک کے لیول فرقے نے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو بالکل الزام دئے۔ اور کئی مورخوں نے اکبر اعظم کو مذہبی الزام۔ حالانکہ مغالطے ہیں جو الزام اور بلا سبب العقد زوال دیا گئے ہیں۔ اور لطف یہ کہ جب محاکمہ کے لئے تحقیقوں اپنے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر اس سے کچھ نہیں۔ مورخوں نے بوجہ عدم بالفعل واقفیت واقعات پر غلط نکتہ چینی اور استدلال کر کے ان سے فرضی نتائج مستخرج کئے ہیں۔ بارہا بید واز زیماں می ترسد۔ مبادا تاریخ اسپین میں بھی عبدالرحمن بانئے خلافت بنو امیہ اور ابوعبداللہ خاتم السلاطین غرناطہ کو اسی قسم کے بے اصل الزام نئے بنائے ہیں ؟

بہر حال اس دیباچہ سے یہ مطلب نہیں کہ لین پول صاحب کی قدر و منزلت ناظرین کے دلوں سے کم کریں۔ ہرگز نہیں مورخ نے نو صدیوں کے واقعات پر بلا سہو رعایت۔ بلا تعصب۔ اس قدر ایماندارانہ سے رائے ظاہر کی ہے جس قدر کہ ایک غیر مورخ سے توقع کی جا سکتی ہے۔ پانچواں باب خصوصاً قابل مطالعہ ہے۔ اس کے واقعات سے گورنمنٹ انگلستان کی آزادانہ پالیسی۔ قوم مفتوحہ سے حد درجے کے رحم و انصاف کی مجسم تصویر اس کثرت سے ملتی ہیں کہ نکتہ چین شاید تاب لا سکیں۔ اللہ اکبر! قانون قدرت کس قدر اٹل اور بے خطا ہے! وہ سلوک جو اعانت مسلمانوں نے فاتح ہو کر نویں صدی میں اسپین کے مسیحیوں سے کئے تھے شاید یہ انہی کا قدرتی عوض ہے کہ آج نو سو برس ہندوستان میں ان کے ہم جد برادران اسلام ایک ایسی عادل اور رحم دل گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں جیسے کہ گورنمنٹ اندلس تھی۔ آزادہ و مامون زندگی سے سرفراز ہو رہے ہیں۔ اسی طرح چودھویں باب کے واقعات بھی کم نتیجہ خیز نہیں۔ مسلمانوں پر جس قدر وحشیانہ ظلم اور سخت بے رحمیاں کی گئیں۔ ان سے بڑا اقبال مذہب کرایا۔ قومی۔ مذہبی حقوق سے

Marfat.com

محروم کیا۔ اُن کی صدیوں کے علمی ذخیرے جلا دیئے۔ اُن کو قتل یا جلا وطن کیا۔ یہ
سب واقعات بلا رو و رعایت درج کئے ہیں اور گویا پردہ ہمارے ملک کے ان بوالہوس
حضرات کو نصیحت کی ہے کہ اپنی آزادی و الا مذہب نہایت نیاز مندانہ دل کی [illegible]
سے قدر کریں اور دیکھیں کہ فتح قوم کیا نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں پر الزام تھا کہ انھوں نے
تلوار کے ذریعے مذہب کی اشاعت کی۔ [illegible] اسلامیان [illegible] جبر [illegible] (الزام
مؤرخ نے تیسرے باب میں اشارۃً ذکر کیا ہے اور [illegible] کی کتاب [illegible] جس کا جواب حسن
کی مدلل تردید ہماری قوم کے سرو طلب علامہ شبلی کر چکے ہیں لیکن مؤرخ صاحب اقرار
کرتے ہیں کہ خود مسیحیوں نے کتب خانے جلائے۔ بزور شمشیر اشاعت مذہب کی اور
مسلمانوں و یہودیوں سے جبراً روپیہ وصول کیا گو اُن کو قتل اور جلا وطن نہ کر کے البتہ
سلوک بھی کرتے ہیں۔ الغرض انھوں نے بڑے بڑے راز سربستہ فاش کئے ہیں۔ اور
اندلس کی تاریخ نہیں لکھی بلکہ اندلس مرحوم پر ماتم کیا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا
کہ المقری کو جس قدر دلی ہمدردی ہو سکتی ہے اسی قدر ان کو ہے۔ اُن کی ہمدردی ایسی
ہے جیسے کسی جنازہ یا تابوت کو قبرستان کی طرف جاتا دیکھ کر شخص متاسف ہوتا ہے وہ
ہوتا ہے اور اسکے دل میں قوم سے ہمدردی پیدا کرتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کو دلی ہمدردی
ہوتی۔ ایسی ہمدردی جس پر نازاں ہیں ہمارے "مشفقین" [illegible]
ہیں وہ مسلمانوں کی اس شان و شوکت [illegible] اور اس کی [illegible] دیا [illegible] کی
[illegible] عیش و عشرت و جہالت کا بھی ذکر کرتے ہیں

آخر میں یہ بات [illegible] کرتا ہوں کہ [illegible] کرنے میں میں نے [illegible]
لفظوں کے ساتھ پابندی نہیں کی۔ [illegible]
[illegible] کی تعریف [illegible]
[illegible] عبارت [illegible] اپنی زبان کے [illegible]
[illegible] انگریزی [illegible]
[illegible] بات [illegible] سادہ [illegible] اور انگریزی [illegible]
[illegible]
[illegible] شاید ناظرین اس کتاب کو [illegible]

تاریخ سے ناول بنا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود مصنف نے یہ غلطی کی ہے اور اتنا ثابت ہے جس کی ساکھ و تعویذات بیان کرنے میں صرف فرضی فسانوں اور شاعرانہ نظموں کو جگہ نقل ایسے پیشِ خدمت کی ہے۔ قطع نظر اس کے، اگر ناظرین کتاب ہذا کو الفتی اور دونا اعتبار سے ایک دوسرا "شہر دو" سمجھیں تو فہو المراد ۔

حامد علی صدیقی

سدھن پوری

Marfat.com

تہذیب الاخلاق

ہفت سالہ

از ابتداے سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت سنہ ۱۲۹۳ ہجری

ہر چہار جلد

جلد اول

یعنی عالیجناب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب منیر نواز جنگ مصنف کتاب آیات بینات وغیرہ کے کل مضامین جو رسالہ تہذیب الاخلاق گذشتہ ہفت سالہ از ابتداے سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں جو وہ مضامین [illegible] نے ساتواں میں اپنی صداقت سے ایک غیر معمولی ترقی کا جوش پھیلایا اور [illegible] مضامین میں [illegible] کی تلاش [illegible] مدت سے [illegible] قوم [illegible] افسوس کہ ان کو [illegible] اب ہم نے نہایت کوشش سے ہم پہنچا کر [illegible] کتاب ہے اور اس میں ۳۰ نہایت دلچسپ [illegible] [illegible] قیمت عا

جلد دوم

[illegible]

جلد سوم

[illegible]

جلد چہارم

[illegible]

مشتہر

فضل الدین تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

ضروری اطلاع

یہ کتاب بموجب ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۷ء کے
رجسٹر ہو گئی ہے لہذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں بلکہ
جس قدر نسخے اس کتاب کے درکار ہوں راقم سے طلب فرما کر
مشکور فرمائیں ہاں جس کتاب پر راقم کی مُہر نہ ہو گی
اُسے مال مسروقہ تصوّر فرمائیں ۔

المشتہر
فضل الدین تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت
بازار کشمیری لاہور

Marfat.com